تجلیاتِ قطبِ عالم

حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ایما

حضرت شاہ عمار احمد احمدی (نیرؔ میاں)

سجادہ نشین خانقاہ حضرت شیخ العالم، ردولی شریف

مرتب

مولانا مفتی نثار احمد اشرفی

صدر مفتی جامعہ چشتیہ، خانقاہ حضرت شیخ العالم

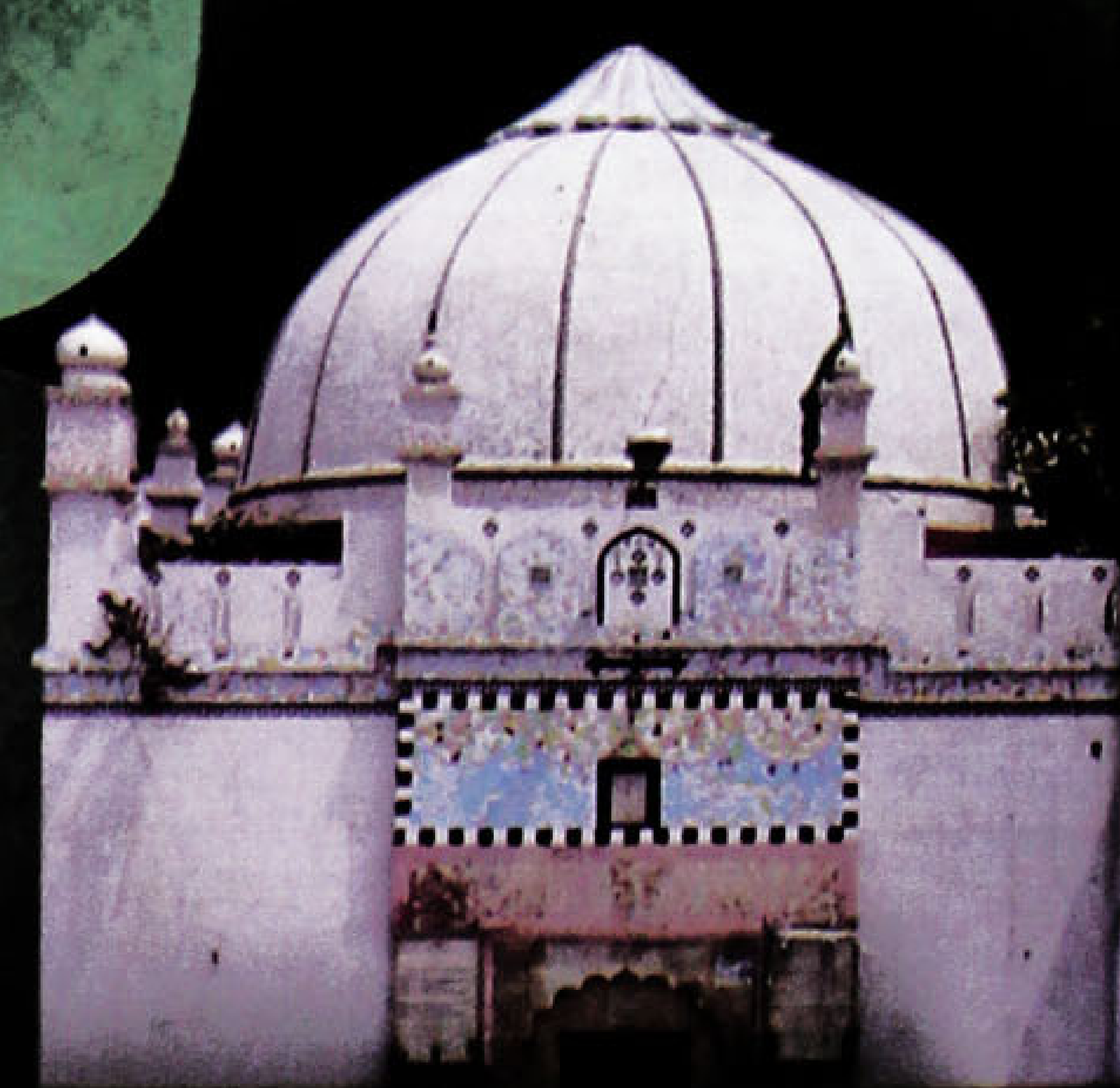

دار الاسلام

Marfat.com

تجلیاتِ قطبِ عالم

حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

۵۹۸ واں عرس حضور شیخ العالم کے موقع پر
منعقدہ کل ہند سمینار کے مقالات کا مجموعہ

حسب ایما

حضرت شاہ عمار احمد احمدی (نیر میاں)
سجادہ نشین خانقاہ حضرت شیخ العالم، ردولی شریف

مرتب

مولانا مفتی نثار احمد اشرفی
صدر مفتی جامعہ چشتیہ، خانقاہ حضرت شیخ العالم

دار الاسلام
جامع مسجد و محلہ مولانا روحی، اندرون بھاٹی گیٹ، لاہور (54000)، پنجاب - پاکستان
+92-321-9425765 darulislam21@yahoo.com
www.facebook.com/darulislam دار الاسلام

Marfat.com

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

فیضانِ نورِ علم

امامِ اعظم مجتہد مطلق مؤسس فقہ حنفی ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمۃ اللہ علیہ

امام المتکلمین مصحح عقائد المسلمین ابو منصور محمد بن محمد ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ

غوثِ اعظم شیخ طریقت حضرت سید محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

امام ربانی مجددِ الفِ ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

برکۃ المصطفیٰ فی الہند شیخ محقق حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت اِمامِ اہلِ سُنّت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

حسب الارشاد

جامع الطریقین، مرج البحرین، شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت پیر سائیں علامہ غلام رسول قاسمی قادری نقش بندی حفظہ اللہ

بشیر کالونی، سرگودھا

مجلس مشاورت

ڈاکٹر معین نظامی، ڈاکٹر انجم رحمانی، ڈاکٹر سفیر اختر، صوفی محمد یونس صابری، راجا نور محمد نظامی

سید عثمان وجاہت، عابد حسین شاہ پیرزادہ، محمد سہیل احمد سیالوی، علامہ فریاد علی قادری

صاحب الارشاد	مؤسس و مدیر
فضیلۃ الحافظ القاری المفتی غلام حسن القادری	محمد رضاء الحسن قادری

ضابطہ و دستور

سلسلۂ مطبوعات: 44، طبع: ربیع الاول 1438ھ / دسمبر 2016ء، قیمت: 240 روپے

Marfat.com

فہرست

	پیش لفظ	سیّد عثمان وجاہت	۱
	تقریظ جلیل	حضرت علامہ شاہ عمار احمد احمدی نیر میاں	4
	اِفتتاحیہ	مولانا مفتی نثار احمد اشرفی	6
1	حضرت قطب عالم کی مختصر سوانح حیات	//	7
2	سلسلۂ چشتیہ صابریہ کی اشاعت میں شیخ عبدالقدوس گنگوہی کا اہم کردار	حضرت مولانا شاہ عین الحمید رعلوی کاکوروی ضیا میاں	10
3	شیخ اجل عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ	حضرت مولانا ڈاکٹر سیّد شاہ طلحہ رضوی برق	14
4	تصوف کے اسرار و رموز اور حضرت قطب عالم	مولانا ڈاکٹر حافظ سیّد بدیع الدین صابری	19
5	قطب عالم شیخ عبدالقدوس کی نسبی شان و مرتبت	حضرت علامہ ڈاکٹر شاہ سیّد شمیم الدین منعمی	40
6	حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ	مولانا ابوالعرفان محمد نعیم الحلیم انصاری قادری	43
7	شیخ عبدالقدوس گنگوہی کی دعوتی و عملی خدمات	علامہ ڈاکٹر مختار عالم صابری	47
8	شیخ عبدالقدوس گنگوہی اپنے ملفوظات کے آئینے میں	علامہ مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی	54
9	اِتباعِ شریعت اور شیخ عبدالقدوس گنگوہی	مولانا ڈاکٹر سیّد علیم اشرف جائسی	69
01	تصوف کی نشر و اشاعت میں قطب عالم کی مساعی جمیلہ	مولانا پروفیسر مسعود انور رعلوی کاکوروی	81
11	تاریخ تصوف میں حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے گہرے نقوش	مولانا ڈاکٹر نوشاد عالم چشتی	97
12	پاسبانِ شریعت و طریقت عبدالقدوس گنگوہی	مولانا ڈاکٹر عباس چشتی	106
	مخمس بر غزلِ قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی	سیّد معین الدین شاہ خاموش دکنی	114
	اغلاط نامہ		115

Marfat.com

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ اس نے ہمیں نبی اکرم سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا کیا۔ کرم بالائے کرم یہ کہ پاکانِ امت یعنی اولیا اور صلحا کی صحبت اور نسبت عطا فرمائی۔ اب جو بھی کمی ہے وہ ہماری ہے اور جو بھی خوبی ہے وہ ربّ العزت کا احسان ہے۔ سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے مشائخ کو ہندوستان میں اسلام کے اولین داعی ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ حضور غریب نواز علیہ الرحمہ سے لے کر آج تک تمام مشائخ عظام دین متین کی دعوت اور خدمت میں مصروف رہے ہیں۔ صوفیہ کی دین اسلام کے لیے خدمات سے تاریخ کی کتابیں اور تذکرے بھرے پڑے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ اُن اولین صوفیہ میں ہیں جنھوں نے اسلام کی دعوت عام کرنے کے ساتھ مسلمانوں کی اصلاح پر بھی توجہ دی۔ عوام کے ساتھ ساتھ حکم رانوں کو بھی دین اسلام پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی۔ اصلاح کی یہ کوشش اور شریعت مطہرہ کی سختی سے پابندی حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے دو روشن دریچے ہیں۔ یہ ربّ العالمین کی بارگاہ میں آپ کی مقبولیت ہے کہ آپ سے جاری ہونے والے سلاسل آج بھی زندہ ہیں۔ ہندوستان کی اسلامی تاریخ میں آپ کا نام سنہرے حروف میں مرقوم ہے۔

حضرت قطب العالم گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ردولی شریف میں حضرت شیخ العالم شاہ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے۔ خانقاہِ حضرت شیخ العالم کے موجودہ سجادہ نشیں حضرت شاہ عمار احمد عرف نیر میاں صاحب نے دو سال قبل ردولی شریف میں ایک روزہ کل ہند سیمی نار منعقد کیا جس میں بہت سے مذہبی سکالرز کو حضرت قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی کی ذات پر مقالہ جات پیش کرنے کی دعوت دی۔ زیر نظر کتاب ''تجلیاتِ قطب عالم'' اسی سیمی نار میں پڑھے جانے والے مقالات کا مجموعہ ہے۔ حضرت نیر میاں صاحب مدظلہ العالی نے تقریباً ایک سال قبل تجلیات قطب العالم کا ایک نسخہ ہمیں بہ ذریعہ ڈاک ارسال فرمایا تھا۔ عنوانات اس قدر عمدہ و دل چسپ اور مضامین اتنے تحقیقی نوعیت کے تھے کہ ہمیں اس کتاب کو پاکستان میں طبع کروانے کی خواہش پیدا ہوئی، نیز حضرت قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اس طرح

Marfat.com

کی کوئی علمی دستاویز پاکستان میں موجود نہ تھی۔ تقریباً ۴۰ سال پہلے جناب اعجاز الحق قدوسی مرحوم نے ''حضرت عبدالقدوس گنگوہی؛ حیات وتعلیمات'' کے نام سے حضرت قطب عالم کی ایک ضخیم سوانح لکھی تھی جو ایک مرتبہ کراچی سے طبع ہوئی اور آج ناپید ہے۔ تجلیاتِ قطب عالمؒ نے اس خلا کو بہت حد تک پُر کیا ہے۔

پاکستانی ایڈیشن میں ہم نے حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک غزل پر تضمین از حضرت سیّد معین الدین شاہ خاموش صابری رحمۃ اللہ علیہ بھی دی گئی جو باقاعدہ حضرت گنگوہی کی تعلیمات اور ان کے کلام کا اعتراف ہے۔ نیز اس طبع میں جن چند اغلاط کی تصحیح ممکن تھی ان کی درستگی کردی گئی ہے، جب کہ بقیہ کا آخر میں اغلاط نامہ دے دیا گیا ہے۔

حفظِ ما تقدم کے طور پر عرض کردوں کہ کتاب میں جہاں بھی قطب العالم یا حضرت قطبی کے الفاظ آئے ہیں ان سے حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ العالم سے حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذواتِ مبارکہ مراد ہیں۔

سلسلۂ فیضانِ قدوسی مجھ حقیر تک میرے مرشد حافظ قمر الدین چشتی صابری خاموشی رحمۃ اللہ علیہ سے پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نسبت قائم رکھے اور مشائخ سے تعارف اور آگاہی حضرت قبلہ مرشدی کی ہی نسبت کا صدقہ ہے۔

محترم رضاء الحسن قادری ایک سعید نوجوان ہیں، اپنی عمر سے بڑے کام کرتے ہیں۔ اسلاف کی تعلیمات کو زندہ کرنے کے لیے ہر دم کوشاں رہتے ہیں۔ تعاونوا علی البر و التقویٰ کی اچھی مثال ہیں۔ تجلیاتِ قطب العالم کی طباعت انھی کے حسن اہتمام سے شائع ہورہی ہے۔ اللہ تعالیٰ رضاء الحسن صاحب کو بامراد وشاد کام فرمائے۔ آمین!

میرے مخلص دوست جناب ذیشان علی، محمد ندیم احمد خوجہ، حسنین شوکت مدنی اور سیّد صباحت علی انجم صاحب کی دعائیں، راہ نمائی اور اہم مشورے اس سفر میں ہمارے ساتھ رہے۔ اللہ ان اصحاب کو اپنی رحمت سے نوازے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین!

سیّد عثمان وجاہت صابری عفی عنہ
راول پنڈی، پاکستان
یکم ربیع الاول ۱۴۳۸ھ

Marfat.com

تقریظ جلیل

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمُ

سرزمین ہند میں صوبہ اتر پردیش جو ہمیشہ اور ہر دور میں مختلف سلاسل کے اولیاء کرام صوفیاء عظام اور بزرگان دین کے وجود مسعود سے سربلند و سرفراز رہا ہے ان سلاسل میں سلسلہ چشتیہ صابریہ کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ مختلف ادوار میں بزرگان دین اس کی اشاعت اور اس کی آبیاری میں مصروف رہے ہیں سلسلہ چشتیہ کے فروغ اس کی بقا اور تحفظ کے لئے ہمیشہ کوشاں رہنے والی ذات قطب عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمہ کی بھی ہے جنہوں نے ہمارے جدامجد امام عاشقاں مقتدائے عارفاں دستگیر بے کساں حضرت شیخ مخدوم احمد عبدالحق صاحب توشہ علیہ الرحمہ سے روحانی تربیت حاصل کی تھی اور آپ کے اشارے پر آپ کے سجادہ نشین قدوۃ الاولیاء حضرت شیخ محمد علیہ الرحمہ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا۔

الحمدللہ آج جہاں کہیں بھی سلسلہ چشتیہ صابریہ کے فیوض و برکات سے لوگ محظوظ ہو رہے ہیں وہ سارا کچھ حضور شیخ العالم علیہ الرحمہ کی عارفانہ نگاہوں اور مجددانہ قدموں کے ثمرات ہی ہیں۔

آپ کی شخصیت و سیرت پر ہر زمانے کے علماء صوفیا اور محدثین نے بہت کچھ لکھا ہے ابھی ماضی قریب میں خانقاہ حضور شیخ العالم علیہ الرحمہ میں واقع جامعہ چشتیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت کی جانب سے ''جہان حق'' جو ہند و پاک کے نامور قلم کاروں کے مقالے کا مجموعہ ہے شائع ہوا۔ آج جبکہ اولیاء کی تعلیمات کمالات اور ان کے نقوش پہ ناپاک قوتیں حملہ آور ہیں اور نئی نسل کو ان کی روحانیت سے دور کرنے کی ناپاک سازشیں روز بروز وجود میں آرہی ہیں انہیں تمام تقاضوں کے پیش نظر شعبۂ نشر و اشاعت کی جانب سے فیصلہ ہوا کہ حضور شیخ العالم علیہ الرحمہ کی بارگاہ کا پروردہ اور پوری دنیا میں سلسلۂ صابریہ کی تشہیر کرانے والی ذات قطب عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمہ کی نرالی شخصیت پر ایک روزہ کل ہند سمینار ۱۵؍ جمادی الثانی؍ ۱۴۳۶ھ عرس حضور شیخ العالم علیہ الرحمہ کے مبارک موقع پر منعقد کیا جائے فیصلہ کوئی غلط نہیں تھا۔ کیونکہ نئی نسل کو دور جدید کے عالمی شہرت یافتہ قلمکاروں اور دانش وروں کے تاثرات سے روشناس کرانا وقت کا اہم تقاضہ تھا، بہرکیف رابطہ کرنے پر سبھوں نے لبیک کہا اور اس پروگرام کو خدمت دین تصور کرتے ہوئے اپنی اپنی تحریروں سے شعبۂ نشر و اشاعت کے بڑھتے ہوئے قدموں کو مزید تقویت پہنچائی الحمدللہ ثم الحمدللہ اس سال حضور شیخ العالم علیہ الرحمہ کے ۵۹۸ واں عرس پاک کے موقع پر

Marfat.com

مقالے کا مجموعہ بنام **تجلیات قطب عالم** ساتھ دو اور اہم کتابوں (**ارکان شریعت وحیات شیخ العالم**) کا رسم اجراء بھی عمل میں آرہا ہے۔ انشاء اللہ العزیز یہ سلسلہ حضرت شیخ کے صدقے بدستور جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ملتجی ہوں کہ رب قدیر ہمارے ہونہار قلمکاروں کے بازوؤں میں قوت وتوانائی عطا فرمائے اور ان کو دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے اولیاء کرام کے روحانی فیوض وبرکات ان کے لئے جاری فرمائے اور جملہ شرکاء کے نیک مقاصد کی تکمیل فرمائے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

شاہ عمار احمد احمدی (عرف نیر میاں)

سجادہ نشین ومتولی خانقاہ حضور شیخ العالم علیہ الرحمہ

دیارحق ردولی شریف ضلع فیض آباد یوپی

Marfat.com

اِفتتاحیہ

ازقلم محمد نثار احمد اشرفی
استاذ جامعہ چشتیہ ردولی شریف

تاریخ اسلام کا ایک انقلاب آفریں پہلو اولیاء اللہ کی روشن اور تابناک سیرتوں سے عبارت ہے۔ جہاں صحابہ کرام و مجاہدین اسلام کی جاں نثاری و فدا کاری سے دین اسلام کی جڑیں مضبوط ہوئیں وہیں اولیاء اللہ کی شبانہ روز تبلیغی و اشاعتی کاوشوں اور سرگرمیوں سے دین اسلام پورے عالم میں لہلہانے لگا۔ جب سے کفر و شرک کا بازار لگا تب سے روز افزوں اس کے خریدار بڑھنے لگے اور پورا برصغیر خصوصاً ہندوستان مکمل کفرستان میں ڈھل گیا ایسے میں اللہ رب العزت نے اپنے فضل سے ہندوستانیوں کی ہدایت کے لئے اولیاء چشت اہل بہشت کو ذریعہ بنایا۔

مشائخین چشت اہل بہشت اعداد و شمار سے باہر ہیں جن میں سلطان السالکین قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمہ کی ذات قابل تعریف اور لائق تقلید ہے تین ساڑھے تین سو سال قبل کے اکثر تذکرہ نگاروں نے سلسلہ چشتیہ کے بزرگوں کے تعلق سے بہت کچھ لکھا ہے لیکن حالیہ مصنفین نے اتنا کچھ نہیں کیا جو کرنا چاہئے تھا۔ حضور نیر ملت شاہ عمار احمد احمدی مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ حضرت شیخ العالم نے اپنی بلند سوچ اور اعلیٰ فکر کو بروئے کار لاتے ہوئے یہ ارادہ فرمایا کہ نسل نو کو بزرگوں کی ہمہ گیر شخصیتوں سے روشناس کرائیں جن کی سیرتوں کی تقلید بہترین مستقبل کی ضامن ہوگی خصوصاً سلسلہ چشتیہ صابریہ کے اکابر بزرگوں کی سیرت کو یکجا کی جائے۔ حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء حضرت شمس الدین ترک پانی پتی، حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہم الرحمہ پر سمینار کیا جائے اس سے قبل حضرت نے اپنے جد امجد حضرت شیخ العالم علیہ الرحمہ کی ذات پر ایک قابل یادگار سمینار کرائے اس سال عرس شیخ العالم کے موقع پر حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کی ذات پر سمینار کرنے کا ارادہ کیا اور مستقبل میں حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء اور حضرت شمس الدین ترک پانی پت کی شخصیت پر سمینار کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو حوصلہ دے آمین۔

Marfat.com

حضرت قطب عالم کی مختصر سوانح حیات

آپ کا نام و نسب:

آپ کا اسم مبارک عبدالقدوس مظہر الدین، لقب قطب العالم نسباً آپ سراج الائمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کی اولاد سے ہیں اسی لئے آپ کو حنفی نعمانی کہا جاتا ہے۔

آپ کے آباؤ اجداد:

آپ کے والد بزرگوار کا نام امام شیخ اسماعیل علیہ الرحمہ اور آپ کے دادا کا نام شیخ صفی الدین تھا۔ آپ کے اجداد میں شیخ نظام الدین کا قیام غزنی میں تھا جو ہلاکو خاں کے فتنے کے بعد ساتویں صدی ہجری میں اپنے فرزند شیخ نصیر الدین کے ساتھ دہلی تشریف لائے یہ زمانہ علاؤ الدین خلجی کا تھا۔

آپ کی ولادت اور تربیت:

آپ کی ولادت باسعادت ۲۳ رجمادی الثانی ۸۵۲ھ بروز دوشنبہ بوقت شب ردولی شریف میں ہوئی۔ آپ کے دادا حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ کو ان کے پیر و مرشد حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ نے یہ بشارت دی تھی کہ آپ کی نسل میں ایک قطب عالم پیدا ہوگا اسی طرح شیخ العالم نے آپ کے والد حضرت شیخ اسماعیل کو یہ فرمایا کہ تمہارے ہاں ایک فرزند پیدا ہوگا جو سعید ازلی ہے اور ہماری نعمت اس کو ملے گی۔ ان دونوں بزرگوں کی بشارت کے مطابق شیخ عبدالقدوس بچپن ہی سے کافی ذہین اور خداداد صلاحیت کے حامل تھے۔ آپ کو طالب علمی کے زمانے میں طلب علم کا بہت شوق تھا آپ کے شوق کا یہ عالم تھا کہ شب و روز حصول علم میں غرق رہتے تھے۔ زندگی کی ساری دلچسپیوں کا مرکز صرف حصول علم اور عبادت تھا۔ سارا دن پڑھتے اور رات کو عبادت میں مشغول رہتے۔

ارادت و خلافت:

حضرت شیخ عبدالقدوس علیہ الرحمہ حضرت شیخ العالم کے پوتے شیخ محمد بن شیخ عارف علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ آپ کو مختلف سلاسل کے بزرگوں سے خلافت و اجازت ملی۔ سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ کے علاوہ چشتیہ نظامیہ، سلسلۂ عالیہ قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ وغیرہ میں خلافت حاصل ہوئی۔

حضرت شیخ العالم کی روحانی تربیت:

اگرچہ آپ حضرت شیخ محمد بن عارف علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے لیکن آپ کا دل مطمئن نہ ہوا اور آپ نے حضرت شیخ

Marfat.com

العالم کے مزار پر جاروبی اختیار کرلی ایک دن حضرت شیخ العالم کے مزار پر حاضر ہوئے تو مزار اقدس سے حق حق حق کی آواز آئی یہ آواز سن کر آپ بے خود اور مدہوش ہو گئے اور اسی بے خودی کے عالم میں آپ کو نعمت ازلی و ابدی مل گئی۔

جب کبھی آپ ریاضت و مجاہدہ سے غافل ہوتے تو شیخ العالم فوراً آپ کو اپنی روحانیت کے ذریعے باخبر کر دیتے اس طرح آپ روز بروز سلوک و معرفت کی منزل طئے کرنے لگے۔ جب آپ کو منزل مقصود مل گئی تب ایک روز حضرت شیخ العالم اپنے مزار اقدس سے اپنے مادی جسم کے ساتھ باہر نکلے اور قطب عالم سے مخاطب ہوئے۔

مرا زندہ پندار چوں خویشتن
من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن

آپ نے قطب عالم کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تجھ کو خدا تک پہنچا دیا جس قدر لوگ موجود تھے سبھی نے یہ واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

زہد و تقویٰ:

حضرت شیخ کا کمال تقوی یہ تھا کہ آپ ان چیزوں سے بھی احتراز فرماتے تھے جن کی شرعی حیثیت ذرا بھی مشتبہ ہوتی لطائف قدوسیہ میں ہے کہ آپ عام قصابوں کا ذبیحہ نہیں کھاتے تھے اس لئے کہ وہ عموماً نمازی نہیں ہوتے تھے اور مسائل ذبح سے کما حقہ واقف نہ ہوتے تھے۔ اور نہ ہی کسی کنویں کے پانی سے وضو یا غسل کرتے تھے بلکہ شہر سے باہر دور جا کر بڑے حوض کے پانی سے وضو اور غسل کرتے تھے۔ ہمیشہ اوراد و اذکار میں مصروف رہتے ذکر خفی و ذکر جہری بکثرت کیا کرتے تھے۔

ذوق سماع اور سماع کے متعلق آپ کا فرمان:

حضرت شیخ عبدالقدوس کو اہل عشق و سماع میں ایک نمایاں مقام حاصل تھا آپ جب محفل سماع میں ہوتے تو آپ پر کیف و سرور اتنا طاری ہو جاتا کہ آپ قریب بمرگ ہو جاتے۔ قوالی و سماع کے شوقین ہونے کے باوجود اتباع سنت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ ہمیشہ آپ کی یہ کوشش ہوتی کہ احکام شریعت و سنت نبوی کا پورا خیال رکھا جائے یہاں تک کہ وجد و حال اور عالم سرمستی میں بھی احکام شریعت آپ کے پیش نظر رہتے تھے۔ حضرت قطب عالم نے فلسفۂ سماع پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ کنویں کا پانی اس وقت تک باہر نہیں آتا جب تک اس کا کھینچنے والا نہ ہو یہی حال اسرار الٰہی کا ہے۔ جو تیرے دل میں ہے سماع ان اسرار الٰہی کو باہر لانے والا ہے اور سماع کے لئے شریعت کا فتویٰ یہ ہے کہ وہ اس کے اہل کے لئے جائز ہے اور نا اہل کے لئے حرام۔

آپ کے اہل و عیال:

آپ کا نکاح ۲۱ ربیع الاول ۸۶۲ھ بروز جمعہ بی بی نظام خاتون بنیاد اُ دختر ام کلثوم بنت حضرت شاہ عارف حق فاروقی

Marfat.com

ردولوی سے منعقد ہوا۔ حضرت قطب عالم کے دس صاجزادے ہوئے جن میں سے چار صاجزادوں سے اولاد ہوئیں جن سے سلسلہ جاری رہا۔ چھ صاجزادے لاولد فوت ہوئے۔ آپ کے فرزند کلاں خلیفہ اکبر شاہ ولایت عبدالحمید صاحب جن کو آپ سے خرقہ وسند خلافت عطا ہوئی۔

تبلیغ:

ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کے دست اقدس پر تائب ہوئے اور آپ نے وقت کے بڑے بڑے امراء رؤساء و شہنشاہوں کو خطوط کے ذریعے تبلیغ فرمائی اور ان کی اصلاح کی۔

وفات:

۲۳ رجمادی الثانی ۹۴۴ھ میں گنگوہ شریف ضلع سہارنپور میں آپ واصل الی اللہ ہوئے اور وہیں پر مدفون ہوئے۔
اللہ تعالیٰ سارے مسلمانوں کو ان کے فیض سے فیضیاب فرمائے۔ آمین

Marfat.com

سلسلۂ چشتیہ صابریہ کی اشاعت میں حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کا اہم کردار

ازمولانا شاہ عین الحمید رقلندرعلوی کاکوروی عرف ضیاء میاں
سجادہ نشین کاکوری شریف

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔"اَلَا بِذِكْرِ اللهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" یعنی آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کا ذکر قلوب کو طمانیت عطا فرماتا ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ "فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ" تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ذکر الٰہی کرنے والے بندوں کا ذکر اس نے کتاب الٰہی میں فرمایا ہے۔ کیونکہ ذکر الٰہی کی بدولت ان کو نفس مطمئنہ کی دولت مل گئی اور جسے نفس مطمئنہ حاصل ہوا اس کے روم روم سے صدا آنے لگی ؎

ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی　　　اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

یاد رکھئے! صرف وہ دل مطمئن اور شاد کام ہوتا ہے جو ماسوی اللہ سے یکسر عاری ہوتا ہے اور اس کی گواہی خود مالک ارض و سماوات نے دی ہے۔ "اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ" اللہ تعالیٰ کے اولیاء پر نہ خوف طاری ہوتا ہے اور نہ ہی وہ رنج وغم کرتے ہیں یعنی خوف اور رنج کی کیفیت کو اللہ تعالیٰ نے ان کے قلب سے نکال پھینکا ہے۔ قلب مطمئنہ تب ہی تو کہلایا جب اللہ کے ذکر کی آماجگاہ بنا۔ جس طرح اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر عبادت ہے اسی طرح صالحین کا ذکر بھی رحمت الٰہی اور قرب الی اللہ کا ضامن ہے نیز سنت الٰہیہ بھی کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے صالح بندوں کا ذکر جا بجا ہے۔ اولیاء اللہ کے ذکر سے قلب کو جلا اور روح کو بقا حاصل ہوتی ہے ؎

احب الصالحین ولست منهم　　　لعل الله یر زقنی صلاحاً

مجھ کو صالحین سے محبت ہے گو کہ میں خود ان میں سے نہیں ہوں شاید اللہ تعالیٰ ان کے طفیل میری اصلاح فرما دے۔

جب اولیاء اللہ خاصان خدا اور اقطاب وابدال واوتاد کا ذکر کیا جاتا ہے تو ہم کو ایک نہایت بے نفس غرق بحر معرفت غواص امواج عشق ومحبت حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمہ والرضوان کی یاد آتی ہے جن کو عالم قدس سے اللہ تعالیٰ نے اس عالم آب وگل میں بھیج کر بندگان خدا کے تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس کے لئے مقرر فرمایا جنھوں نے اس عالم آب وگل میں تشریف لا کر تعلیم فرمائی ؎

خاک شو خاک تا بروید گل

حضرت اقدس نے اپنی ذات کو ذات باری تعالیٰ میں یوں فنا کر دیا کہ آپ کے روئیں روئیں سے آواز آنے لگی ؎

فنا کیسی بقا کیسی جب اسکے آشنا ٹھہرے　　　کبھی اس گھر میں جا بیٹھے کبھی اس گھر میں جا ٹھہرے

Marfat.com

ہندوستان میں یوں تو سلسلۂ قادریہ سلسلۂ قلندریہ اور سلسلۂ نقشبندیہ سب نے قرب الی اللہ اور وصول حق کی راہوں کو روشن فرمایا لیکن سلسلۂ چشتیہ جس کی بنیاد عشق و محبت الٰہی پر رکھی گئی اس سلسلۃ الذھب کو ایک خاص امتیاز حاصل ہے۔ بیشتر خانقاہوں میں نسبت چشتیت کا غلبہ ان کو مصدر فیوض و برکات عامہ بناتا ہے۔ ہماری خانقاہ گو کہ قادریہ قلندریہ ہے لیکن اس پر بھی چشتیت کا غلبہ ہے۔ بانی خانقاہ کاظمیہ قلندریہ حضرت شاہ محمد کاظم قلندر ۱۱۴۵ھ/۱۷۴۷ء تا ۱۲۲۱ھ/۱۸۰۶ء کے یار غار حضرت خواجہ مودود حسن چشتی علیہ الرحمہ والرضوان نے حضرت اقدس کا عرس قائم کر کے اس خانقاہ میں چشتیت کا جو پودا اگایا تھا بحمد اللہ اب وہ ایک تناور درخت کی صورت میں كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَ فَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ (وہ مبارک درخت جس کی اصل ثابت ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں) کے نعرے بلند کر رہا ہے۔ محفل سماع کی دولتِ لازوال سے مالامال خانقاہوں کے در و دیوار حضرت مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس شعر کی زبانِ حال سے تکرار کرتے نظر آتے ہیں ؎

منع سماع و نغمۂ و نے می کند فقیہ　　　بے چارہ پے نبرد بہ سر نفخت فیه

(بے چارہ فقیہ ملا جو محفل سماع اور نغمہ و نے سے لوگوں کو روکتا ہے اس غریب کو آیۂ کریمہ و نفخت فیه کے رازِ سربستہ سے آگاہی ہی نہیں)

محفلِ سماع کی خصوصیت یہ ہے کہ وہاں سراسر حقیقت ہے مجاز کا ذکر ہی نہیں وہاں محبوب صرف اور صرف ذات باری تعالیٰ ہے وہاں معشوق صرف وہ ہے جو ایک کن سے ساری کائنات کی تخلیق فرماتا ہے۔

حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی علیہ الرحمہ سے سلسلۂ چشتیہ کی جو اشاعت ہوئی وہ اظہر من الشمس ہے ان کا حقیقت و معرفت میں ڈوبا ہوا کلام سامعین کی روح کو وجد میں لاتا ہے جب قوال محفل سماع میں حضرت اقدس کا یہ مقطع گاتے ہیں ؎

گفت قدوس فقیرے در فنا و در بقا　　　خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

تو فنا و بقا کی حقیقت روز روشن کی طرح سامنے آتی ہے۔ مجھ جیسے کم علم اور معرفت سے کورے شخص کی نظر سے عالم فنا اور عالم بقا کی شرح میں اس سے بہتر شعر آج تک نظر سے نہیں گذرا۔ جسم انسانی ایک پنجرہ ہے جس میں طائر روح مقید ہے جب بارگاہ الٰہی سے آواز آتی ہے "طائر روح مرحبا" تو طائر روح مقید بے قرار ہو کر عسرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا اس کی تکرار کرتا ہوا عالم قدس کی طرف روانہ ہوتا ہے جہاں فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ کی بشارت اس کا انتظار کر رہی ہے۔ مشہور بزرگ ولی عصر اور موجودہ سجادہ نشین حضرت شاہ عمار احمد احمدی عرف نیر میاں صاحب کے نانا جان حضرت شاہ محمد حسین الہٰ آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تو وصال ہی اس شعر پر ہوا ؎

گفت قدوس فقیرے در فناء و در بقا　　　خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

شہید راہ محبت اور کشتۂ غمزۂ دوست اسی کو تو کہتے ہیں۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہیں ؎

ایں مدعیاں در طلبش بیخبر اند　　　کاں را کہ خبر شد باز نیامد

اسی عارفانہ غزل کا مطلع حسن مطلع کا کیسا حسین شاہ کار ہے ؎

Marfat.com

آستیں بر رخ کشیدہ ہمچو مکار آمدی

آیۂ کریمہ "وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ" کی اس سے بہتر شرح آپ کی نظر سے گزری؟
تقریباً بیس سال پیشتر سید محمد نسیم مرحوم ڈی جی پولیس ہمارے ہاں محفل سماع میں شریک ہوئے قوال حضرت اقدس کی یہی غزل گا رہے تھے۔ مرحوم پر ایک خاص کیفیت طاری ہوئی ایسا کہ مقطع اکثر پڑھا کرتے تھے کیا عجب کہ ان کو شہادت اسی کے فیض سے حاصل ہوئی ہو۔

غزل خواہ اردو ہو یا فارسی اس وقت تک قال رہتی ہے جب تک کہ وہ گائی نہیں جاتی لیکن جب اسے لحن داؤدی میسر ہوتا ہے تو اسے حقیقی زندگی نصیب ہوتی ہے اور وہ قرب الٰہی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ بلا شک و شبہ حضرت اقدس کے روح پرور اور ایمان افروز کلام نے چشتیت کو زندہ جاوید بنا دیا جو یافت برسوں کے ریاضات و مجاہدات سے نصیب نہیں ہوتی وہ آپ کے کلام فیض اثر کے طفیل ایک آہ سحری اور نالۂ نیم شبی سے حاصل ہوتی ہے۔ بہت کم لوگ اس حقیقت سے واقف ہوں گے کہ حضرت مولانا علی میاں صاحب تنہائی میں یہ شعر گنگنا کر روحانی فیض حاصل کرتے تھے۔

از صد سخن پیرم یک نکتہ مرا یاد ست   عالم نہ شود ویراں تا میکدہ آباد ست

اللہ تبارک و تعالیٰ اس میخانۂ وحدت اور میکدۂ الفت کو سلامت رکھے جس سے فروغِ مجلس رنداں کا بھرم قائم ہے۔
حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار کبار مشائخ چشت میں ہے آپ کی ذات بابرکات سے چشتیہ سلسلہ کی خوب اشاعت ہوئی صحو و سکر اور جذب و شوق و سرمستی جو حضرات چشت کا خاصہ ہے یہ آپ ہی کی دین ہے۔ بہت کم مشائخ ایسے ہوں گے جو حالت جذب و سرمستی میں بھی ریاضات و مجاہدات اور چلہ کشی کے پابند رہے ہوں۔ اس معاملہ میں بھی حضرت اقدس منفرد نظر آتے ہیں۔ حضور نبی کریم ارواحنا فداہ کی ایک حدیث مبارکہ ہے "لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل" میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا مخصوص وقت ہے جس میں تو کسی مقرب فرشتہ کا گزر ہے اور نہ ہی کسی مرسل نبی کا۔ خاصان خدا اور اولیاء اللہ کو بھی بہ طفیل سرورِ انام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہ قابل رشک لمحات عطا ہوئے ہیں جب وہ صرف بارگاہ الٰہی میں قرب الٰہی کے مزے لوٹتے ہیں اور یہ قرب ان کو دنیا و مافیہا سے قطعاً بے نیاز کر دیتا ہے۔ حضرت اقدس کی حیات میں ایسے بے شمار لمحات گذرے ہیں اسی کے ساتھ ساتھ مجاہدات الاولیاء کے کمالات سے بھی آپ متصف ہیں یعنی بہ یک وقت آپ سالک بھی ہیں اور مجذوب بھی۔ ہمارے جد حضرت شاہ تراب علی قلندر ۱۷۶۷ء تا ۱۸۵۸ء کا ارشاد ہے۔

پیر اک اسے کہیے کہ جو اور کو پیرائے   خود وار ہوا تو کیا خود پار ہوا تو کیا

وہ ایک صدائے حق جو فاران کی چوٹیوں سے بلند ہوئی اس نے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرامؓ کو غواص بحر معرفت بنا ڈالا۔ پھر فیوض و برکات محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سلسلۂ اولیاء کاملین تک پہنچا اور حضرت شیخ نے پتہ نہیں کتنوں کا کشود کار بہ یک جنبش ابرو فرما دیا جو دولت حضرت اقدس کو شدید مجاہدات سے حاصل ہوئی اسے محض طلب صادق کے عوض اپنے منتسبین کو بخشتے رہے اور بحمد اللہ وہ سلسلہ آج بھی جاری و ساری ہے۔ مشائخ چشت آج بھی حضرت کے خوان نعمت سے بہرہ اندوز ہو رہے

Marfat.com

ہیں اور تاقیام قیامت ہوتے رہیں گے۔حضرت اقدس کا عارفانہ کلام آج بھی قلب کو تڑپا اور روح کو برماد یتا ہے ایسا کہ سامع بے اختیار ہو کر کہہ اٹھتا ہے۔

موسیٰ نے فقط اپنا ایک ذوقِ نظر دیکھا ہاں وادی ایمن کے معلوم ہیں سب قصے

یہاں "خَرَّ مُوسیٰ صَعِقًا" والا معاملہ نہیں ہے بلکہ۔

رَأَیْتُ رَبِّیْ بِعَیْنِ رَبِّیْ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ قُلْتُ اَنْتَ

میں نے اپنے رب کو اپنے رب کی آنکھ سے دیکھا اس نے کہا تو کون میں نے کہا بس تو ہی تو ہے۔

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے مرجع خلائق ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ آپ امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہؒ کی اولاد میں ہیں اور مخدوم حضرت شیخ عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ والرضوان سے فیضیاب ہیں یعنی ظاہر بھی روشن وتابناک اور باطن بھی مجلی اور مصفیٰ۔حضرت مخدوم توشہ ردولویؒ کو جو نسبت جبی بارگاہ الوہیت دربار رسالت اور حضور مرتضویت سے عطا ہوئی اس سے سارا عالم واقف ہے آپ کی نگاہ فیض اثر نے حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے شمع دل کو روشن فرمایا پھر اس چراغ معرفت سے سیکڑوں چراغ روشن ہوتے گئے اور ان کی روشنی زبانِ حال سے کہتی گئی اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ

مجھ سیہ کار کی دعا ہے کہ موجودہ زیب سجادہ حضرت مخدوم شیخ عبدالحقؒ ردولوی جناب نیر میاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اُس چراغ روشن کی طرح جگمگاتے رہیں جس کی لو تندو تیز ہوا میں ٹمٹماتی نہیں بلکہ بلند ہو کر اعلان کرتی ہے۔

یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے تند بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب

Marfat.com

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شیخ اجل عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ

از: ڈاکٹر سید شاہ طلحہ رضوی برق
سجادہ نشین خانقاہ چشتیہ نظامیہ داناپور پٹنہ بہار

بگفتمی کہ بہا چشت خاکِ پائے تو را — اگر حیات گرا نمایہ جاوداں بودی

بنی نوع انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ وہ اپنی حقیقت اور اصل جاننے کی کوشش کرتا ہے۔ کون ہے جسے اپنے وجود سے محبت نہ ہو اور کسے اپنی جان پیاری نہیں۔ یہی محبت یہی عشق اس سرچشمۂ اصلی کا سراغ دیتا ہے جو مبداء کل ہے۔ سارے عالم میں یہی جذبہ کارفرما ہے۔ یہی سوزِ عشق بندے کو نورِ حق و جمالِ الٰہی تک پہنچاتا ہے ؎

عاشق ہم از اسلام خراب است و ہم از کفر — پروانہ چراغِ حرم و دیر نداند

روح کی یہی بالیدگی انسان کو معرفتِ حق کی طرف لے جاتی ہے اور وہ علائق دنیا سے بے نیاز ہو جاتا ہے ؎

شرط اول در طریق معرفت دانی کہ چیست — ترک کردن ہر دو عالم را و پشتِ پا زدن

دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جب اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تو قرآن حکیم میں ان کا تعارف یوں پیش ہوا:

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ..... الخ

نفس کا تزکیہ اور قلب کا تصفیہ سنت رسول ہے اور یہ ہمیشہ باقی رہے گی۔ شمع رسالت کے پروانے اصحاب صفہ آسمان طریقت کے آفتاب و ماہتاب تھے جن کا نورانی سلسلہ لامتناہی ہے۔ زمانۂ رسالت سے تاحال ارباب فکر و نظر نے تصوف سے متعلق اظہار خیال کیا ہے۔ اس ضمن میں کتاب اللمع، رسالہ قشیریہ، کشف المحجوب، فتوح الغیب، عوارف المعارف، فوائد الفواد، منطق الطیر، لوائح جامی وغیرہ دیدنی ہیں۔ حضرت شیخ علی روذباری (۳۲۱ھ) رقم فرماتے ہیں:

الصوفی من لبس الصوف علی الصفا و اذاق الھویٰ طعم الجفا
ولزم طریق المصطفیٰ وکانت الدنیا منہ علی القفا

یعنی صوفی وہ ہے جو صفائے قلب کے ساتھ صوف پوشی اپنا شیوہ کرے، خواہشات نفس کو تلخی چٹائے۔ پیروی شریعت مصطفوی کو لازم جانے اور دنیا کو اپنے پیروں کے نیچے رکھے۔

Marfat.com

گویا تصوف وطریقت کا یہ سلسلہ سرکار ابد قرار سے بتوسط اصحاب صفہ جاملتا ہے اور یہ سارے عالم کو محیط ہے۔ یہ وہ ہستیاں تھیں جن کے بارے میں فروح وریحان وجنت نعیم کی بشارت دی گئی۔ یہی مراکز انوار شریعت وطریقت جنہیں ارض ہند میں ہم اجمیر شریف، کلیر شریف، دھلی، کالپی، کچھوچھہ، ردولی، منیر، پھلواری، داناپور اور بہار شریف کے نام سے جانتے ہیں اسی خورشید رسالت وماہ نبوت کا پرتوئے ہدایت انسانی کے روشن مینار ہیں۔ بھولے بھٹکے گمکردہ راہ مسافران حیات بیابان زندگی کی شب تاریک میں ایسی ہی قندیل معرفت کی ضیاپاشیوں سے منزل مراد پاتے ہیں۔ روشنی، ہدایت کی یہ فیض رسانی انہیں پاکیزہ و مقدس نسبتوں سے موسوم ہے جنہیں ہم چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، فردوسیہ، ابوالعلائیہ، شطاریہ وغیرہ کہتے ہیں۔

حضرت شیخ علی ہجویریؒ نے کشف المحجوب میں بارہ سلاسل کا ذکر کیا ہے جبکہ ابوالفضل علامی نے آئین اکبری میں چودہ سلسلے بتائے ہیں، شاید اسی لئے عوام میں چار پیر چودہ خانوادے کی اصطلاح چل پڑی۔

سلسلۂ عالیہ چشتیہ کی پہلی نسبت حضرت خواجہ ابواحمد ابدال چشتی (م ۳۵۵ھ) سے ہے جو حضرت خواجہ شیخ شرف الدین ابو اسحاق چشتی شامی رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۳۲۹ھ) کے مرید باصفا وخلیفۂ مرتاض تھے۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد   چراغ چشتیاں ہرگز نمیرد

ہندوستان میں اس عظیم سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے مؤسس خواجۂ خواجگان عطائے رسول خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہٗ (م ۶۳۳ھ) ہیں۔ اسی خانوۂ معینیہ چشتیہ سے خانوادۂ خواجگان چشتیہ کا ظہور ہوا۔ خواجہ بزرگ کے مرید وخلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ تھے اور ان کے مرید وخلیفۂ اجل حضرت بابا شیخ فرید الدین فاروقی گنج شکر (پاک پٹن شریف) تھے جن کے خلفاء ارشد میں حضرت محبوب الٰہی شیخ المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ (دہلی) اور صابر پاک حضرت خواجہ علاء الدین صابرؒ (کلیر شریف) کے علوئے مراتب کا کیا کہنا۔ رب تعالیٰ کے فضل وکرم وعطاء خاص سے خانوادۂ چشتیہ کے نظامی وصابری سلاسل عالیہ جہانگیر وجہاندار ہیں فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ۔

آستانۂ مقدس کلیر شریف کا ایک عظیم روحانی پاور ہاؤس ردولی شریف بھی ہے جہاں آفتاب شریعت وماہتاب طریقت انیس بیکساں شیخ العالم حضرت شیخ احمد عبدالحق صاحب توشہ قدس سرہٗ آرام فرما ہیں۔ آپ کے مراتب علیہ ومدارج قدسیہ حیطۂ تحریر سے فزوں ہیں۔ اسی روحانی وعرفانی سلسلۃ الذہب کی ایک تابناک کڑی شیخ اجل حضرت مخدوم شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ ہیں۔

یہ آفتاب طریقت حضرت شیخ اسماعیل حنفی ردولوی کے گھر ۸۵۲ھ میں طلوع ہوا اور ۲۳ رجمادی الاول بروز سہ شنبہ ۹۴۴ھ میں ۹۲ سال کی عمر شریف پاکر افق اسرار وحدت میں غروب ہوا۔ تاریخ ولادت ووفات میں صاحبان تذکرہ سے سہواً کچھ فرق ہوگیا ہے۔

بہر طور شیخ اجل شیخ عبدالقدوس گنگوہی حضرت شیخ العالم شیخ احمد عبدالحق صاحب توشہؒ کی ایک روشن کرامت اور ان کے تصرفات روحانی کی بین دلیل ہیں۔

شیخ اجل کی بیعت اگرچہ حضرت شیخ محمد قدس سرہٗ سے تھی مگر طے مراحل روحانی ومنازل عرفانی پیر کے جدامجد حضرت شیخ

Marfat.com

العالم صاحب توشہ ردولوی کے فیضان جاریہ دوامیہ سے ہوا۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ اس خانوادۂ بزرگ کے جزوخاص ہو گئے وہ اس طرح کہ آپ کی شادی ان کے پیرومرشد کی خواہر حقیقی بنت شیخ عارفؒ سے ہوئی جن کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے انہیں سات بیٹے عطا فرمائے سب کے سب عابد و مرتاض۔ ان صاحبزادگان میں حضرت شیخ رکن الدین جامع لطائف قدوسی و مرتب انوارالعیون اور حضرت شیخ زین قدس سرہٗ مشہور ہوئے۔ ان سے سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ کی خوب ترویج ہوئی۔ مرقوم ہے کہ آپ نے عمر عزیز کے ۲۵ سال ردولی میں گزارے، ۳۵ سال شاہ آباد (نواح دہلی) میں قیام فرمایا اور پانی پت کی جنگ میں بابر کے ہاتھوں سلطان ابراہیم لودھی کے ہلاک ہونے کے بعد ۹۳۲ھ میں وہ گنگوہ تشریف لے آئے وقوعۂ جنگ پانی پت کی ایک تاریخ ابتدائی اردو میں یوں ملتی ہے:

نوے اوپر تھا بتیا پانی پت میں بھارت دیا

سپت میں رجب، شکروارا بابر جیتا براہیم ہارا

کتاب ''انوارالعیون'' میں لکھا ہے کہ آپ نے کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ نہیں کیا تھا اور نہ رسمی تعلیم حاصل کی تھی مگر پیر دستگیر حضرت شیخ العالم قدس سرہٗ کے فیضان علم روحانی سے اتنے بہرہ ور ہوئے کہ علمائے وقت اپنی مشکلات ان سے حل کراتے تھے۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ لکھا ہے کہ ہندی میں آپ کا تخلص الکھ داس تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ موزوں طبع تھے اور اکثر عارفوں کی طرح آپ کا مزاج بھی شاعرانہ تھا۔

درج ذیل کتابوں میں آپ کے حالات وکوائف کا مختصر ومفصل ذکر ملتا ہے:

ا۔ انوارالعیون	۲۔ لطائف قدوسی
۳۔ اقوال سلف	۴۔ اخبارالاخیار
۵۔ سفینۃ الاولیاء	۶۔ مرآۃ الاسرار
۷۔ تاریخ دعوت وعزیمت	۸۔ بزم صوفیہ
۹۔ مشائخ چشت وغیرہ	

ان تذکروں میں آپ سے متعلق ساری باتیں کم وبیش مشترک ومکرر ہیں۔ حضرت شیخ اجلؒ کی مشغولیات شب و روز، معاصر بزرگوں سے آپ کے روابط، عام لوگوں کے ساتھ آپ کا حسن سلوک واخلاق خواص کے ساتھ آپ کے تعلقات مریدین ومعتقدین کی تعلیم وتربیت کے اسلوب اہل خانہ کے ساتھ الفت ومحبت شفقت ورافت کی جھلکیاں لطائف وانوار سے ملتی ہیں ضرورت ہے کہ ان لمعات ولمحات کی تفصیل از سر نو ترتیب پائے تاکہ حیات شیخ ہمارے سامنے آئینہ ہو۔

اللہ کے ولیوں اور برگزیدہ بندوں سے متعلق اس نہج کے مصدقہ ومدلل تذکرے عوام الناس کے لئے پند ونصیحت، درس اخلاق اور تعلیم تزکیہ وتصفیہ کا نہایت موثر سبب بنتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت شیخ اجل عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ سے متعلق سب سے معتبر و مستند بیان تو وہی ہے جو بقلم خاص آپ کا نوشتہ ''انوار العیون'' میں درج طالبان حق کا سرمۂ نظر ہے۔

شیخ فرماتے ہیں:

''اس فقیر کو ارادت و اجازت پہلے عالم معاملہ میں حضرت شیخ العالم سے درست ہوگئی، اس کے بعد حضرت کے پوتے شیخ الوقت حضرت شیخ محمد مدظلہ وعلی قدرہ کے ہاتھوں پر بیعت کی اور اجازت کی شرط سے مشرف ہوا۔ حضرت شیخ العالم نے کئی مرتبہ عالم معاملہ میں اس فقیر پر لطف و کرم فرمایا اور ہاتھ پکڑ کر بڑے لطف و کرم سے ارشاد فرمایا کہ میں نے تجھ کو خدا تک پہنچا دیا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰالِکَ۔ اس فقیر کو حضرت شیخ العالم کے ساتھ اس قدر معاملات پیش آئے کہ حد شمار سے باہر ہیں۔۔۔۔اور یہ واقعات حضرت کی وفات کے چالیس سال بعد پیش آئے''۔ (بحوالہ بزم صوفیہ ص ۶۲۶)

انوار العیون کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

''فقیر حقیر خادم فقراء اللہ و مفتقر رجاء اللہ عبدالقدوس بن اسمٰعیل حنفی منیفی غزنوی خاکروب خانقاہ قطب الاقطاب تاج الاولیاء ہادی الاصفیاء سلطان العارفین برہان الواصلین حضرت شیخ العالم شیخ احمد عبدالحق ردولوی صاحب توشہ قدس اللہ سرہ العزیز کہتا ہے کہ جب میں نے مدتوں آنحضرت کی متبرک خانقاہ اور پاک روضہ میں جو اپنے تقدس کے اعتبار سے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ اور مسرت و انبساط کے گلشنوں میں سے ایک گلشن ہے شدید مجاہدوں اور لمبی لمبی ریاضتوں سے اپنے کو گھلا کر زار و نزار کر دیا، بھوک پیاس کی شدت برداشت کی تا آنکہ دراج معیت و محویت کے مقام پر پہنچ گیا اور بلبل جان بوستان قلب بھی بیخود ہو کر چہچہانے لگی اور دولت کی ہمراز و دمساز بن گئی اور یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا بِاَنَّ رَبَّکَ اَوْحٰی لَهَا کی حالت طاری ہوگئی''۔ (بحوالہ بزم صوفیہ ص ۲۴۷)

لطائف قدوسی کے مقدمہ میں آپ کے صاحبزادے مولانا شیخ رکن الدین فرماتے ہیں:

''میرے شیخ حضرت قطبی نے عمر کے آخری ایام میں سکوت اختیار کر لیا تھا۔ متواتر عالم محویت و حیرت میں رہتے تھے۔ ان تمام اوراق کو جو حضرت قطبی کی تصنیف تھے جمع کرنے کی غرض سے اس حقیر نے حضور قطبی کی اجازت طلب کی اور عرض کیا کہ بعض ارشادات جو خود میں نے حضور کی زبانی سنے ہیں اور بعض وہ جو میں نے معاینہ و مشاہدہ کئے ہیں اور مجھے یاد بھی ہیں ضبط تحریر میں لانا چاہتا ہوں۔ فرمایا علم اسی کا نام ہے (یہی حق علم یہی ہے) اس ارشاد سے میری ہمت افزائی ہوئی اور میں لکھنا شروع کیا۔ اس میں سے کچھ حکایات حضور قطبی کی حیات میں ماہ جمادی الاول اور جمادی الآخر ۹۴۴ھ میں تحریر ہوئیں اور باقی آپ کی وفات کے بعد۔۔۔۔۔۔میں نے اس کا نام لطائف قدوسی رکھا''۔

یہ تصنیف لطیف ''لطائف قدوسی ۱۱۲ لطائف پر مشتمل تین سو انہتر صفحات پر محتوی ہے۔ آخر کتاب میں ''مکتوب دیوانا'' کے سوالات و جوابات اور شیخ حسام الدین عرف اوجھر'' کے دلچسپ واقعات کا اضافہ بھی ہے۔ پوری کتاب تصوف و معرفت اور طریقت و حقیقت کے اسرار و غوامض کا دلچسپ و دلنشین اور حیران کن بیان ہے نیز آیات و احادیث سے حتی الوسع مزین۔ زبان و

Marfat.com

بیان بھی سادہ و عام فہم ہے اور فارسی کے بہترین و برمحل عارفانہ اشعار سے اصح۔ لطائف قدوسی شریعت وطریقت کے رموز اور حقیقت و معرفت کے اسرار کی حامل ایک بیحد اہم تصنیف ہے جس میں صاحبان دل اہل بصیرت اور رہروان راہ تصوف کے لئے ایک خوبصورت و پرنور مینا بازار سجا ہے۔ کرامت وخوارق اور تصرفات روحانی کے دل افروز بیانات ہیں۔ یقیناً اخلاق ظاہری وصفائے باطن کے حصول میں یہ کتاب گنجینۂ خیر و برکت ہے۔

''لطائف قدوسی'' میں لطیفہ نمبر ۹۰ کا عنوان ہی ہے'' تاریخ اورسن وفات''۔صاحب تصنیف شیخ رکن الدین رقم فرماتے ہیں:

''حضرت قطبی ۔۔۔۔۔۔۔(نے) بوقت چاشت بروز سہ شنبہ تیئیس جمادی الآخر ۹۴۴ھ کو ۔۔۔۔۔۔۔۔ رحلت فرمائی'' اناللہ الخ۔ (ص ۳۲۶)

صاحبزادۂ والا تبار جو بوقت رحلت موجود تھے ان سے زیادہ معتبر کس کی اطلاع ہوگی؟

مصنف اخبار الاخیار لکھتے ہیں:'' آپ نے ۹۴۵ھ میں جان جان آفریں کے سپرد کی''۔(ص ۴۶۳)

مصنف سفینۃ الاولیاء نے بھی سن وصال ۹۴۵ھ ہی لکھا ہے۔(صفحہ ۱۲۷)

صاحب مرآۃ الاسرار رقم طراز ہیں:''حضرت شیخ کی عمر چوراسی سال تھی۔۔۔ سنہ ۹۴۵ھ میں آپ کا وصال ہوا''۔(ص ۱۱۹)

اس طرح سن ولادت آپ کا ۸۶۱ھ ہوتا ہے جبکہ صاحب اخبار الاخیار آپ کا سال ولادت سنہ ۸۵۲ھ لکھتے ہیں اورسن وفات سنہ ۹۴۵ھ (ص ۴۶۳)

اس حساب سے تو حضرت شیخ اجل کی عمر شریف ۸۴ نہیں بانوے سال ہوتی ہے اور یہی حق ہے۔ اقوال سلف (دوم) کے صفحہ ۳۳۱ پر وفات شیخ کے ذکر میں لطائف قدوسی کے حوالے سے تاریخ غلط رقم کر دی۔ لطائف میں ہے کہ''پندرہ ربیع الآخر ۹۴۴ھ کو تپ ولرزہ شروع ہوا۔ مشائخ چشت صفحہ ۲۱۳ کے حوالے سے لکھ دیا کہ گیارہ جمادی الآخر کو تپ ولرزہ شروع ہوا۔ تاریخ میں چار دنوں کا فرق ہوگیا۔ ویسے''شیخ اجل ر ۹۴۴'' کو مادۂ تاریخ وصال بتایا ہے جس سے ۹۴۴ھ نکلتا ہے تذکرہ نگاروں نے ''لطائف قدوسی'' سے عبارت نقل کرنے میں زبان و بیان تک بدل دیا ہے مثلاً لطیفہ نمبر ۲۹ کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیے اور اس کی نقل بطور حوالہ اقوال سلف دوم کے صفحہ ۳۲۶ پر۔ حک و اضافہ نے عبارت بدل دی گرچہ مفہوم وہی ہے۔ اس لطیفہ کا عنوان ہے:

''اسلام وایمان کے بغیر صدور خوارق اور ورود اسرار گمراہی ہے''

شیخ اجل حضرت عبدالقدوس گنگوہی کے سارے بیانات، حکایات وواقعات ومشاہدات کا لب لباب یہی ہے۔ لکھتے ہیں:

''نشان ہدایت وسعادت اتباع شریعت پر مبنی ہے۔ گویا ظاہر ہے لیکن ہے باطن کا عنوان۔ کیا خوب کہا ہے۔

محال است سعدیؔ کہ راہ صفا توان رفت جز از پئے مصطفیٰ

ہر کہ در راہ محمد رہ نیافت تا ابد گردی ازیں درگہہ نیافت

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

تصوف کے اسرار و رموز

اور

حضرت قطب عالم شیخ عبد القدوس گنگوہی علیہ الرحمہ

از: ڈاکٹر حافظ سید بدیع الدین صابری
پروفیسر شعبہ عربی، عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد

نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ صَحۡبِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ، اَمَّا بَعۡدُ!

ساقی خمخانہ اسرار، طائر اقلیم الوہیت، سائر میدان ہوتیت قطب عالم حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ولادت ۸۶۱ھ میں ردولی کے ایک علمی گھرانہ میں ہوئی۔ جد امجد حضرت شیخ صفی الدینؒ جو حضرت شیخ اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کے خلیفہ تھے اور آپ کے والد گرامی شیخ اسماعیل ہیں جنہیں اپنے والد سے خلافت حاصل تھی۔

آپ کا سلسلۂ نسب حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ پر منتہی ہوتا ہے۔ جب حضرت شیخ العالم دستگیر بے کساں مخدوم شیخ احمد عبد الحق ردولوی علیہ الرحمہ والرضوان راہِ سلوک میں طویل مسافرت کے بعد ردولی تشریف لائے تو حضرت شیخ اسماعیلؒ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ شیخ صفی الدین حنفی کی تربیت تمہارے لئے کافی ہے لیکن تمہارے ہاں ایک فرزند ہوگا جو سعید ازلی ہے اور ہماری نعمت اس کو ملے گی۔(۱) حضرت شاہ عبد القدوس گنگوہی کی ولادت حضرت شیخ احمد ردولویؒ کے وصال کے بعد ہوئی والد نے اپنے فرزند کی تربیت و تعلیم کا خاص انتظام کیا، حضرت قطب عالم نے بھی تحصیل علم میں کوئی کسر نہ چھوڑی، اپنی ابتدائی عمر میں علم صرف کا نسخہ بحر الاشعاب تصنیف فرمایا، اساتذہ نے اس نسخہ کو پڑھ کر فرمایا کہ علم صرف کے لئے تو یہ ایک نسخہ ہی کافی ہے۔(۲)

آپ جب سن تمیز کو پہنچے تو حضرت شیخ احمد عبد الحق ردولویؒ کے مزار کی جاروب کشی اختیار کرلی، ایک روز کا واقعہ ہے کہ نحو کی مشہور کتاب ''کافیہ'' ہاتھ میں لئے ہوئے تھے تو مزار مبارک سے حق حق حق کی ایسی آواز سنی کہ آپ از خود رفتہ ہو گئے اور اس بے خودی کے عالم میں نعمت ازلی و ابدی نصیب ہوئی اور تعلیم کو ترک کیا اور پوری ہمت شغل باطن میں صرف کر دی۔ (۳)

آپ سارا وقت مجذوبوں اور قلندروں کی صحبت میں رہتے مگر کسی پل قرار نہ تھا سینے میں عشقِ الٰہی کی آگ بھڑک چکی تھی۔ جب آپ جذبۂ باطن اور غلبۂ عشق کی وجہ سے ردولی شریف سے باہر نکلے تو ایک بزرگ نے راستے میں پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟

Marfat.com

آپ نے جواب دیا ''طلب حق میں جارہا ہوں'' بزرگ نے فرمایا حضرت احمد عبدالحقؒ کے در پر جاؤ تمہیں خدا اس جگہ ملے گا۔(۴)

حضرت قطب عالمؒ حضرت شیخ العالمؒ کی خانقاہ واپس ہو گئے اور آپ کی باطنی تربیت حضرت شیخ مخدوم احمد عبدالحق ردولویؒ سے ہوتی رہی یہاں تک کہ حضرت شیخ مخدومؒ کی روحانیت آپ کے سامنے ہر وقت ظاہر رہتی اور تربیت کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ آپ کو حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالحقؒ سے اس قدر قوی تعلق پیدا ہوگیا تھا کہ آپ لکھتے ہیں کہ ویرانوں، بیابانوں اور قبرستانوں میں جب میں تن تنہا ہوتا تو تہجد کے وقت حضرت شیخ مخدومؒ کی روحانیت حاضر ہو کر بلند آواز سے حق حق حق کہہ کر مجھے بیدار کرتی تھی اور مجھ سے کبھی تہجد قضاء نہیں ہوتی تھی۔(۵)

حضرت قطب عالم انوارالعیون فی اسرار المکنون میں رقمطراز ہیں: حضرت شیخ العالمؒ نے کئی مرتبہ عالم معاملہ میں اس فقیر پر لطف مہربانی کی اور ہاتھ پکڑ کے فرمایا میں نے تجھ کو خدا تک پہنچا دیا۔(۶)

حضرت شیخ رکن الدین فرزند ارجمند حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ لطائف قدوسی میں لکھتے ہیں کہ میرے والد کی بیعت کا واقعہ یہ ہے کہ چونکہ میرے والد بزرگوار باطنی طور پر حضرت شیخ احمد عبدالحقؒ سے فیضیاب ہو چکے تھے آپ کو حضرت مخدومؒ کے پوتے حضرت شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ احمد عبدالحقؒ کی طرف زیادہ التفات نہ تھا اس لئے کسی اور جگہ ظاہری بیعت کرنا چاہتے تھے لیکن جب یہ خطرہ آپ کے دل میں پیدا ہوتا تھا تو حضرت شیخ مخدومؒ کی روحانیت سامنے ظاہر ہو جاتی تھی اور آواز آتی کہ تو ہماری ملک ہے کسی اور جگہ مت جا۔ اس پر میرے والد خاموش ہو جاتے جب اس معاملہ میں کافی دیر ہوگئی تو میرے والد کے دل میں خیال آیا بے شک میں انکا ہوں لیکن ظاہری بیعت تو ضروری ہے اس وقت حضرت احمد عبدالحقؒ زندان پیرؒ کی روحانیت جسم ظاہری اختیار کر کے جلوہ گر ہوئی۔ فرمایا کیا تم کو اب بھی شبہہ ہے اور ہمیں مردہ سمجھتے ہو کسی جگہ مت جاؤ تم ہمارے ہو اور اسی وقت اپنے پوتے شیخ محمدؒ کے حوالہ کر دیا اور حضرت قطب عالم حضرت شیخ محمدؒ سے بیعت کر لی حضرت شیخ محمدؒ اگرچہ عمر رسیدہ تھے لیکن میرے والد کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے۔(۷)

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ نے بھی اپنے شیخ اور خانقاہ کی ایک خادم سے بڑھ کر خدمت کی، چلہ کشی اور ریاضت ومجاہدہ میں مصروف رہے آپ نے راہ حق میں کافی مصائب کو برداشت کیا مکتوبات قدوسیہ جو آپ کے ایک خلیفہ حضرت خضر عرف شیخ خانؒ نے جمع کیا اس میں خود حضرت قطب عالمؒ رقم فرماتے ہیں:

''اس درویش نے بھی سالہا سال کوچۂ عشق میں اس قدر مصائب جھیلیں کہ احاطۂ بیان سے باہر ہیں کئی سال بھوک و پیاس نے جان نکالی چالیس سال تک آتش عشق نے جلایا اور اس شعر کو سچ کر کے دکھایا۔

تا نسوزی بر نیاید بوئے عود　　پختہ داند ایں سخن بر خام نیست

جب تک تو نہیں جلے گا عود کی خوشبو تجھ سے نہیں آئے گی جو راز دان ہیں وہی اس بات کو جانتے ہیں نادانوں کو اس کا علم نہیں (۸)

مجاہدوں اور ریاضتوں کے زمانے میں آپ کی اندرونی سوزش کا یہ عالم تھا کہ آپ کے سر پر پانی کی کئی بالٹیاں ڈالی جاتی

Marfat.com

تھیں لیکن پھر بھی پانی میں برودت کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی بلکہ پانی خود گرم ہو جاتا تھا۔ (۹)
اسی سوزش عشق الٰہی کی تسکین کے لئے آپ کثرت سے سماع سنتے تھے اور بیحد وجد کی کیفیت پیدا ہو جاتی تھی۔
آپ صائم الدھر اور قائم اللیل تھے، چار سو رکعتیں دن میں اور اتنی ہی رات کو ادا کرتے تھے۔ اعمال صالحہ پر آپ کی استقامت کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی تھی ظاہر شریعت سے آراستہ اور باطن طریقت سے پیراستہ تھے۔
آپ نے بادشاہان وقت کی اصلاح میں بھی کوئی کسر اٹھا نہ رکھی جیسا کہ مکتوبات قدوسیہ میں سکندر لودھی مغل بادشاہ بابر اور ہمایوں کے نام خطوط ملتے ہیں ہمایوں کو آپ سے بڑی عقیدت تھی اور آپ کی خدمت میں حقائق و معارف کے علم کے لئے حاضر ہوتا تھا۔ (۱۰)
آپ کی بہت سی کرامتیں ہیں۔ یہاں ایک کرامت جس کا تعلق اولاد کی دینی تربیت سے متعلق ہے ذکر کی جاتی ہے:
لطائف قدوسی میں ہے کہ حضرت شیخؒ نے مسلسل تین دن تک اپنے صاحبزادے کو فجر کی نماز میں غیر حاضر پایا تو آپ ان کے حجرے کی طرف پہنچے تو دیکھا کہ صاحبزادے پیتل سے سونا بنانے کی دھن میں لگے ہیں۔ آپ نے آواز دی اور بیری کے درخت کو سونے میں تبدیل کر کے فرمایا کیمیا اشیاء کی ماہیت کو بدلنے کا نام نہیں بلکہ باطنی اور روحانی قوتوں کو بیدار کرنے کا نام ہے۔ حضرت قطب عالمؒ روحانیت کے کس عظیم بلند مقام پر تھے صاحب اقتباس الانوار کی اس عبارت کو دیکھئے:
ریاضات اور مجاہدات میں آپ بایزید دہر اور فرید عصر تھے بلکہ آپ کے احوال و مقامات اس قدر ارفع و اعلیٰ تھے کہ کسی اور سے نسبت دینا بھی صحیح نہیں ہے۔ جس مقام پر سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ سالکین کو دس سال میں پہنچاتے تھے حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ کی توجہ سے تین چار سال بلکہ چند یوم میں حاصل ہوتا تھا اور جو ولایت کہ حضرت حق تعالیٰ نے آپ کو عطاء فرمائی تھی سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک سے لے کر آج تک بہت کم حضرات کو ملی ہے اس حد تک کہ آپ کے دھوبی اور سائیس وغیرہ بھی صاحب ولایت ہیں۔ (۱۱)
آپ سکندر لودھی کے زمانے میں شاہ آباد منتقل ہوئے وہاں بیس سال سے زیادہ قیام فرما کر مع متعلقین گنگوہ منتقل ہوئے چوراسی سال کی عمر پا کر ۹۴۴ھ میں اس دنیا سے پردہ فرما کر گنگوہ کو اپنی آخری آرامگاہ کا شرف بخشا۔
آپ کی زوجہ حضرت شیخ عارفؒ کی صاحبزادی حضرت شیخ العالم کی پوتی تھیں۔ آپ کے جملہ سات لڑکے تھے جن میں شیخ حمید شیخ عبدالکبیر اور شیخ رکن الدینؒ مؤلف لطائف قدوسی مشہور عالم و زاہد تھے بقول صاحب اخبار الاخیار اور مرآۃ الاسرار آپ کے صاحبزادگان علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ و پیراستہ تھے۔ (۱۲)
حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے خلفاء کی تعداد ہزار سے بھی زیادہ بتائی جاتی ہے۔ ان میں آپ کے فرزند حضرت شاہ رکن الدینؒ، حضرت شاہ جلال الدین تھانیسریؒ، حضرت شیخ عبدالغفور اعظم پوری، حضرت بندگی شیخ خان جونپوری، حضرت شیخ عبدالعزیز کرانویؒ، حضرت شیخ عبدالستار سہارنپوری اور میر سید رفیع الدین اکبر آبادی علیہم الرحمہ وغیرہ ہیں۔
آپ کی تصانیف میں شرح عوارف المعارف، حاشیہ فصوص الحکم، انوار العیون فی اسرار المکنون، رسالہ قدوسیہ، مکتوبات

Marfat.com

قدوسیہ، غرائب الفوائد، رشدنامہ اور مظہر عجائب ہیں اور وحدت الوجود پر قصیدہ امالی کی شرح نورالمعانی تصنیف فرمائی۔

حضرت قطب عالمؒ فارسی اور ہندی کے شاعر کی حیثیت سے بھی ایک بلند مقام رکھتے ہیں آپ کی ایک غزل کے چند اشعار یہاں رقم کئے جاتے ہیں جو آپ کی بے خودی، عشق الٰہی کی کیفیت کی عکاسی کرتے ہیں۔(۱۳)

اے طالباں بدانید اے طالباں بدانید　　من عشق خود گزیدم اے طالباں بدانید

من طشت خوں بگردم من دردِ دل برفتم　　من صدقِ حال گفتم اے طالباں بدانید

من دل بحق سپردم از خویشتن برفتم　　من سر حق رسیدم اے طالباں بدانید

سلطان ذکر مارا از من چو محو کردہ　　من غیر حق ندیدم اے طالباں بدانید

حقا کہ حق بدانم جز حق دگر نخواہم　　من غرق بحر شوقم اے طالباں بدانید

من چہل سال پختم ایں دیگ در ہوایش　　من در ہوائے عشقم اے طالباں بدانید

من یار یار کردم من گرد یار رفتم　　من بار بار گشتم اے طالباں بدانید

من احمدی فقیرم من زلفِ یار گیرم　　من زار زار میرم اے طالباں بدانید

صوفیانہ اسرار و رموز:

تمام علماء و حکماء کے نزدیک علم و ادراک کا ذریعہ حواس ظاہری کے ساتھ حواس باطنی یعنی حافظہ، تخیل اور حس مشترک وغیرہ ہیں لیکن اہل تصوف کے پاس ان وسائل کے علاوہ اور بھی ذریعہ ہے جو مجاہدہ، ریاضت، مراقبہ اور تصفیہ قلب سے پیدا ہوتا ہے جن سے ایسی باتیں معلوم ہوتی ہیں جو حواس ظاہری اور باطنی سے نہیں معلوم ہوتیں۔ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ نے اس کی تشبیہ یہ دی ہے کہ مثلاً ایک حوض ہے جس میں نلوں اور جدولوں کے ذریعہ پانی آتا ہے گویا یہ علوم ظاہری ہیں لیکن خود حوض کی تہہ میں ایک جھرنا ہے جس سے پانی فوارے کی طرح اچھلتا ہے جس سے حوض بھرتا ہے یہ علم باطن ہے یہی وہ علم ہے جس کو علم لدنی اور کشف اور علم غیبی کہتے ہیں اور یہی وہ علم ہے جو انبیاء اور اولیاء کے ساتھ خاص ہے۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ اس علم کے حاملین کے بارے میں فرماتے ہیں:

''ان کی عقلیں سلیم، دل پاکیزہ اور فارغ ہو جاتے ہیں تو پھر جب ان میں یہ استعداد پیدا ہو جاتی ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی تجلی ان کی معلم ہو جاتی ہے''(۱۴)

اس قول کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہوتی ہے "وَاتَّقُوا اللهَ وَ يُعَلِّمُكُمُ الله"(۱۵) (اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں تعلیم دے گا)

اسی تقویٰ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ جن اولیاء کے سینوں کو اسرار معرفت کا خزینہ بنایا انہیں میں سے ایک حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمہ کا شمار ہوتا ہے آپ کے سینہ کے راز کا ایک حصہ آپ کی تحریرات اور مکتوبات سے عیاں ہے جو

Marfat.com

اسرار تصوف سے بھری پڑی ہیں آپ کا سینہ اسرار تصوف سے ایسا بھرا ہوا تھا جسے چھلکے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا جیسا کہ ایک صوفی شاعر نے کہا:

شیشۂ دل میں تیرے وہ مے بھری ہے بادہ خوار سر پہ چڑھ کر پھر نہ اترے تا ابد جس کا خمار
کیا سنبھالو کیا بچاؤں کیا چھپاؤں راز کو جام پر وہ جام دیتا جا رہا ہے بار بار

علم تصوف میں بعض امور مبادی اور وسائل کی حیثیت رکھتے ہیں اور بعض مقاصد کا درجہ رکھتے ہیں حضرت قطب عالمؒ کی فکرو نظر کا تعلق اکثر مقاصد سے رہا کرتا تھا ان کے اکثر افکار کا موضوع اور محور محویت وفنائیت و وحدت الوجود اور معرفت حق تعالیٰ سے جو علم تصوف کا اصل مقصود ہے۔

جس طرح آپ کے فرزند حضرت شیخ مولانا رکن الدین کی تالیف ''لطائف قدوسی'' آپ کے احوال اور مقامات کے بیان کا جمیل مرقعہ ہے وہیں حضرت قطب عالمؒ کے ''مکتوبات قدوسیہ'' تصوف کے اسرار اور رموز کا حسین مجموعہ ہے۔

حسب ذیل سطور میں تصوف کے چند اہم عناوین سے متعلق حقائق و دقائق درج کئے جاتے ہیں:

ذکر الٰہی:

ذکر الٰہی تصوف کی پہلی سیڑھی ہے حضرت قطب عالمؒ نے ذکر کی جس انداز سے تشریح فرمائی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بندہ کا آخری مقصود بھی ہے۔

حضرت قطب عالمؒ مکتوبات قدوسیہ کے مکتوبات نمبر ۱۰۵ میں ذکر کے چار اقسام ذکر لسانی وقلبی و ذکر سر کے بیان کے بعد ذکر روح کے تحت تحریر فرماتے ہیں جسے ذکر ذات بھی کہا جاتا ہے:

''اللہ تعالیٰ کا ہر ذکر خواہ وہ ذکر لسانی ہو یا ذکر قلبی توشۂ ایمان ہے اور بڑی برکت کی چیز ہے اور یہ سب از کار یعنی ذاکر کا ذکر میں مشغول ہونا چار قسم کا ہوتا ہے لیکن ذکر کا ذاکر میں ہونا اور بات ہے اور اس کے تین مراتب ہیں پہلا مرتبہ یہ ہے کہ جب ذاکر قصداً ذکر میں مشغول ہوتا ہے تو نفس کا فر مانع ہوتا ہے اور سرکش ہو کر قبضے سے نکل جاتا ہے۔ دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ اس جد و جہد میں ذاکر قلعۂ دل کو فتح کر لیتا ہے اور نفس کافر مغلوب ہو کر ساکن ہو جاتا ہے اور اس وقت دل ذاکر ہو جاتا ہے اور ذکر کا ذاکر پر غلبہ ہو جاتا ہے اس مقام پر ذکر حیات بن جاتا ہے اور ذکر کے بغیر موت کا احساس ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت رابعہ بصریؒ کہا کرتی تھیں کہ میں دنیا میں حق تعالیٰ کے ذکر سے زندہ ہوں اور آخرت میں اس کے دیدار سے زندہ ہوں گی اس مقام پر اگر ذاکر یہ چاہے کہ ذکر کے بغیر ایک لحظہ یا ایک لمحہ بسر کرے تو نہیں کر سکتا اس لئے بزرگان دین نے کہا ہے کہ جب عاشق معشوق کا دامن پکڑتا ہے تو اس سے رہائی ممکن ہے لیکن جب معشوق عاشق کا دامن پکڑتا ہے تو رہائی ناممکن ہو جاتی ہے فرمان الٰہی ہے: ''فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ''(۱۶) (تم میرا ذکر کرو تو میں تمہارا ذکر کرتا ہوں) یعنی مذکور ذاکر اور ذاکر مذکور بن جاتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ خود ذاکر بن جاتا ہے تو غفلت ہرگز واقع نہیں ہوتی: ''لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ''(۱۷) (نہ اللہ کو اونگھ آتی

Marfat.com

ہے نہ نیند)

اور یہ ذکر اس قدر ترقی کر لیتا ہے کہ مذکور کا ذاکر پر قبضہ ہو جاتا ہے پس یہاں نہ ذکر رہتا ہے نہ ذاکر، محو در محو اور غرق در غرق کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ وہ ایسے سمندر میں جا پڑتا ہے جس کا کوئی ساحل نہیں لیکن اس سمندر میں ارواح مطہرہ کے لئے نہ کوئی خوف ہے نہ خطر:

رسیدم من بدریائے کہ موجش آدمی خود است نہ کشتی اندراں دریا نہ ملاحے عجب کاراست

میں ایسے دریا میں پہنچ گیا کہ جس کی موجیں آدم خود ہیں یعنی جس میں سالک غرق ہو کر فانی از خود باقی باللہ ہو جاتا ہے لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اس دریا میں نہ کوئی کشتی ہے نہ ملاح یعنی اس مقام کو لا تعین کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

یہ ذکر در ذاکر کا تیسرا مرتبہ ہے: "هُوَ الْمَطْلُوْبُ وَالْمَقْصُوْدُ" وہی مطلوب اور وہی مقصود خدا کرے یہ دولت ہم سب کو نصیب ہو بفضلہ تعالیٰ۔ (۱۸)

حضرت قطب عالمؒ اور ایک مکتوب میں ذکر کے اقسام کی خصوصیت بتاتے ہوئے ذکر کا مقصود کیا ہے؟ اس راز سے پردہ اٹھاتے ہیں: "راہ حق یہ ہے کہ زبان کا ذکر دل تک پہنچے اور دل سے سر تک، سر سے روح تک پہنچے یہ ذکر ذات اور مشاہدۂ حق ہے کیونکہ ذکر زبان طاعت ہے اور یہ لازمی ہے ذکر دل حضور (حضوری) ہے ذکر سر نور ہے یعنی از خود نفور (یعنی ترکِ خودی) ہے اور ذکر روح روح ایمان ہے اور یہ اس دنیا میں مشاہدۂ حق اور آخرت میں رؤیت حق ہے کسی نے خوب کہا ہے:

ہر کرا آں آفتاب اینجا بتافت آنچہ آنجا وعدہ بود اینجا بیافت

جس کسی پر وہ آفتاب توحید اس دنیا میں چمکا جس چیز کا اسے آخرت کے لئے وعدہ تھا اس جہاں میں مل گیا۔

پس اس بات کی ضرورت ہے کہ نقشِ غیر کو قوت ملاحظہ (شغل دوام) کے ذریعہ دل سے مٹا دے تا کہ جمال حق کی تجلی حاصل ہو اور پردہ اٹھ جائے۔

چوں نماند در دل از اغیار شام پردہ از محبوب بر خیزد تمام

جب دل سے غیر کا نام ونشان مٹ جاتا ہے تو محبوب کے رخ انور سے پوری طرح پردہ اٹھ جاتا ہے۔

مردان خدا کی جنت میں سوائے خدا کے کچھ نہ ہوگا ما في الجنة أحد سوى الله اور مومنین کی جنت میں حور وقصور من الله وشتان بينهما

یہ فرق مراتب ہے:

سب جنت میں ہوں گے لیکن مومن جنت میں جنت کے لئے ہوگا اور عارف جنت میں اللہ کے لئے ہوگا نہ جنت کے لئے پس اللہ عارف کے لئے ہوگا اور جنت مومن کے لئے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر فردوس میں مجھ سے ایک لمحہ کے لئے بھی حجاب ہو جائے تو اس قدر فریاد کروں گا اور نعرہ ماروں گا کہ دوزخیوں کو بھی مجھ پر رحم آجائے گا۔۔۔۔۔ (۱۹)

Marfat.com

اور یہ کیفیت بغیر فنائیت ومحویت کے حاصل نہیں ہو سکتی چنانچہ حق رسیدگی کا راز کیا ہے؟ حضرت قطب عالمؒ کی اس جامع تحریر کو ملاحظہ کیجئے:

طالب کو چاہئے کہ خود بین نہ بنے اور غیر بین نہ ہو، حق میں رہے اور خدا بین رہے باقی جو کچھ چاہے بنے۔ راہِ حق راہِ توحید اور راہِ محویت ہے نہ کہ محض عبادت ؂

در خلوتِ دل تانبود الفت توحید　　حق را نتواں یافت بقیامے وقعودے

جب تک خلوت خانۂ دل میں توحید الفت ومحویت نہ ہو حق تعالیٰ تک خالی رکوع وسجود سے رسائی حاصل نہیں ہو سکتی۔[۲۰]

بقول شاعر:

تیرے جلوں کے سوا کیا ہے نگاہ و دل میں　　تو ہی تو ہے میرے احساس کی ہر منزل

عشق الٰہی:

مشاہدہ، محویت اور فنائیت جن مقامات کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ان کا حصول صرف عشق الٰہی پر منحصر ہے۔ تصوف مذہب عشق کا نام ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ"[۲۱] (ایمان والے اللہ سے شدید ترین محبت رکھتے ہیں) شدید ترین محبت کا نام عشق ہے۔

حضرت قطب عالمؒ کے اس مکتوب میں عشق کی حقیقت ملاحظہ کیجئے:

"جاننا چاہئے کہ ہمارے ارواح "یحبھم" (اللہ ان سے محبت کرتا ہے) کہ نور سے پیدا ہوئے ہیں لہٰذا نورِ عشق ہماری جان یا روح کا جوہر ہے یعنی ہماری جان کی حقیقت ہمارے خداوند تعالیٰ کا عشق ہے اس وجہ سے حق تعالیٰ کے لئے ذوق وشوق ہماری جان کا سرمایہ ہے۔ پروانہ شمع پر اس لئے گرتا ہے کہ اس کی جان میں ایک ایسی آگ بھر دی گئی ہے کہ شمع پر جان دیتا ہے اور وہ آگ اس کے اندر موجزن ہے۔

لہٰذا لازماً ہماری جان اس کے عشق میں جلتی ہے اور محبوب کے سوا کسی کے ساتھ قرار نہیں پکڑتی اور ہمارا عشق جو اس کے عشق کا پرتو (عکس) ہے اس کے جوہر وجود کے لئے عرض وظہور کا درجہ رکھتا ہے۔ پس ہمارا عشق اس کے لئے عرض اور اس کا عشق ہماری جان کے لئے جوہر ہے اور یہ جوہر اور عرض اصطلاحی معنوں میں نہیں ہمارا عشق حق تعالیٰ کے انوار و اسرار کی وجہ سے ہے اس لئے اسے عرض کہا گیا ہے اور اس کا عشق ہماری جان کی حقیقت ہے۔ اس لئے جوہر کہا گیا ہے ؂

عشق او در جان ما جانان ماست　　جان ما را عشق او سلطان ماست

یعنی اس کا عشق ہماری جان کے اندر ہمارا جانان یعنی محبوب ہے اور ہماری جان کے لئے سلطان یعنی بادشاہ ہے۔

حق تعالیٰ اور اس کے مقربین کے درمیان ایک دوسرے کے عشق میں اصلاً وفرعاً، جوہراً وعرضاً، ازلاً وابداً تلازم و تعارف ہے، اور جس قدر کسی کے اندر یہ چیز ہے اسی تناسب سے عصمت انبیاء علیہم السلام اور حفظ اولیاء کرام ہے (یہ اس عقیدے

Marfat.com

کی طرف اشارہ ہے کہ انبیاء معصوم ہیں اور اولیاء محفوظ ہیں) پس مشتاقین کے لئے خوشخبری ہے فاعرف (یہ بات جان لو)'' (۴۲)

عشق کا جہاں عقل سے ماوراء ہے حضرت قطب عالمؒ فرماتے ہیں:

''عشق کے ایسے رموز ہیں جو عقل کی رسائی سے باہر ہیں اگر چہ عقل ایک صحیح ترازو ہے لیکن جس ترازو سے سونا تولا جاتا ہے اس سے پہاڑ نہیں تولا جا سکتا۔ عقل نے وجود حق اور وحدتِ حق کی اطلاع دی لیکن حضرت حق تک اس کی رسائی نہ ہو سکی۔ یہاں معتزلی اعتراض میں گرفتار ہو گیا اور حق سے دور رہا کیونکہ اس کا امام عقل تھا اور عقل اسے راہِ حق نہ دکھا سکی یعنی وصال حق کو محال عقلی سمجھا مردان حق عشق کے زور سے کون و مکان سے گذر جاتے ہیں اور حضرت حق میں پہنچ جاتے ہیں، ہر ساعت نعرۂ رَبِّ اَرِنی (اے رب مجھے اپنا دیدار کرا) لَن تَرَانِی (حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رب کا جواب تم مجھے نہیں دیکھ سکتے) سے نہیں گھبراتے اور اس زخم کی پروا نہیں کرتے، عاشق کے منہ پر معشوق کا تھپڑ نازِ معشوق ہوتا ہے نہ کہ بے نیازی۔ معشوق ناز کر کے اپنے حسن کی داد عاشق سے نیاز کی صورت میں وصول کرتا ہے۔ لیکن عاشق صادق کو اپنے وصال سے محروم نہیں کرتا:

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ بے شک وہ بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

اس سے یہی مراد ہے لیکن یہ راز کون جانتا ہے'' (۴۳)

''جلنا مقام صبر نہیں مقام شکر ہے'' اس عنوان کے تحت حضرت قطب عالمؒ رقمطراز ہیں:

''افسوس صد افسوس! لوگوں نے اس نعمت کا نام صبر رکھ دیا ہے یہ صبر نہیں بلکہ مقام شکر ہے کیونکہ سالک ہر لحظہ وصال یار کے مزے لے رہا ہے ایسے صبر پر صد ہزار جہاں قربان کئے جا سکتے ہیں اور اس صبر سے صبر نہیں کیا جا سکتا یعنی اس مقام کے حصول کے بغیر چین نہیں آتا۔ گویند صبر ہمہ جائے محمود است مگر در عشق کہ آں نامحمود است۔

مرحبا آں صابر و جانم فدائے آں صابر کہ عبو رصبر او بعشق است۔ آرام او دل آرام او عشق است و بدانی کہ عشق اینست:

حال عشقت سہ سخن بیش نیست سوختن و سوختن و سوختن

(لوگ کہتے ہیں کہ صبر کا پھل ہر جگہ میٹھا ہے سوائے عشق کے وہاں صبر کا پھل کڑوا ہے)

لیکن حضرت شیخؒ فرماتے ہیں کہ مبارک ہے وہ صابر اور اس صابر پر جان قربان کر دوں کہ جو عشق میں صابر ہے اور عشق اس کا آرام اور عشق اس کا محبوب ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ عشق کیا ہے؟ عشق یہ ہے:

عشق کی حالت تین چیزوں سے زیادہ نہیں اول جلنا دوم جلنا سوم پھر جلنا''۔ (۴۴)

قلب کا کمال:

محبت و عشق کا مرکز قلب ہے دل ہی تجلی گاہِ الٰہی اور معرفت الٰہی کا منبع و محل ہے۔ دل کیا ہے؟ حضرت قطب عالمؒ سے سنئے:

دل مغزِ حقیقت است تن پوست بہ بیں دل شیوۂ روح صورتِ دوست بہ بیں

Marfat.com

(دل حقیقت کا مغز ہے اور جسم اس کا چھلکا ہے دل روح کا آئینہ ہے اس کے اندر دوست کا جمال دیکھ)

جو شخص دل نہیں رکھتا اگر چہ ملک ہے اور ساکن فلک ہے سرِ حق سے اسے کچھ خبر نہیں اور نہ حق تعالیٰ تک اس کا گذر ہے وہ اہل دل نہیں بلکہ خادم ہے (جس کے ذمہ کچھ خدمت ہے) کہاں یہ اور کہاں وہ۔ پس تو دل کے کاموں میں مشغول رہ اور دل کے رموز حاصل کر دل عرشِ رحمن ہے بلکہ اس سے بھی بلند تر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لا یسعنی أرضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن

مجھے میری زمیں سما سکتی نہ میرا آسمان لیکن میرے مومن بندے کا دل مجھے سما سکتا ہے۔

یہ دل ہے جو خلیفۂ رحمن ہے اور مظہر جمال سبحان ہے:

قلب المؤمن مرآۃ الرب مومن کا دل رب تعالیٰ کا آئینہ ہے۔

محراب جہاں جمال رخسارۂ ماست سلطان جہاں در دل بیچارۂ ماست

خلقت کی سجدہ گاہ ہمارے چہرے کا جمال ہے کیونکہ دنیا کا بادشاہ ہمارے مسکین دل کے اندر ہے

پس ہر وقت سوز و ساز میں رہو جان کی بازی لگا دو کیونکہ حق تعالیٰ تیرے ساتھ ہے اور تیرا ہے حق تعالیٰ کے ساتھ بنائے رکھو اور ہزاروں راز پاتے رہو:

قلب المؤمن عرش اللہ مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے

پس اسی سر پر سر رکھ دو

الرحمٰن علی العرش استوی اللہ تعالیٰ اپنے اسم رحمن سے عرش پر متمکن ہے

یہ ہے عرش رحمن اور یہ ہے دل انسان اور انسان کیا ہے سر سبحان ہے (یعنی حق تعالیٰ کا راز ہے)"(۲۵)

دل کی صفائی و تزکیہ کے بغیر دل مومن کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا. قرآن کریم میں بار بار حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا مقصد تزکیہ نفوس اور تعلیم کتاب و حکمت قرار دیا گیا تزکیہ نفوس درحقیقت تزکیہ قلوب کا نام ہے۔ اسی لئے کہا گیا التصوف تصفیة القلوب(۲۶) تصوف قلوب کے تصفیہ کا نام ہے. صوفیہ کرام نے قلوب کی نگہداشت پر خوب زور دیا ہے جیسا کہ حضرت قطب عالم مکتوب نمبر ۲۱ میں تحریر فرماتے ہیں" قلب کی فکر آج کرنی چاہئے اور اپنے دل کے اندر ہر ساعت اور ہر لحظہ جویاں و پویاں (تلاش کرتے ہوئے اور دوڑتے ہوئے) رہنا چاہئے اور اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اس لطیفۂ ربانی اور جوہر سبحانی کی رغبت کس طرف ہے اور یہ کیا چاہتا ہے کیونکہ دل کا میلان جس چیز کی طرف ہوتا ہے دل وہی بن جاتا ہے خواہ صورت میں کچھ بھی ہو اسی لئے فرمایا گیا ہے یحشر الناس یوم القیامة علی نیاتھم (قیامت کے دن لوگوں کو ان کی نیات یعنی خواہشات کے مطابق اٹھایا جائے گا) یعنی جس چیز کے ان کے قلوب خواہاں ہوں گے اسی کے ساتھ ان کو اٹھایا جائے گا۔ پس طالب حق کو چاہئے کہ صحنِ دل کو ہمیشہ کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ و باللہ ولا سواہ کے جھاڑو سے پاک و صاف کرے اور ماسویٰ اللہ کے خس و خاشاک کو نکال کر باہر پھینک دے۔ دل آئینہ کی مانند ہے اور آئینہ کے اندر پہلی شکل جو

Marfat.com

ظاہر ہوتی ہے وہ صقال (آئینہ کو صقیل کرنے والا) کی شکل ہوتی ہے، پس سالک کو چاہئے کہ سوائے اللہ کے اس کے قلب کا صقّال کوئی نہ ہو۔ قلب المؤمن مراۃ الرب (مومن کا قلب رب کا آئینہ ہے) اور یہ مقام حاصل کرنا چاہئے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے: چہ حدیث ست ایں حدیثے کہ توئی (اس بات سے کونسی بات زیادہ بہتر ہے کہ تو ہے۔ یعنی محبوب کا ہونا بڑی دولت اور بڑی بات ہے۔"(۲۷)

قلوب اخذ فیض کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور یہ بات بزرگوں کی صحبت اور خصوصاً اپنے شیخ سے رابطۂ قلبی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی جیسا کہ حضرت قطب عالمؒ تحریر فرماتے ہیں:

سالک کو چاہئے کہ اپنے قلب کو قلبِ شیخ کے ساتھ مراقب رکھے اس سے شیخ کے قلب سے مرید کے قلب پر فیضان ہوتا ہے کیونکہ ایک قلب کو دوسرے قلب کے ساتھ واسطہ ہوتا ہے۔۔۔۔ دل محض ایک گوشت کا ٹکڑا نہیں ہے جانور اہل دل نہیں ہوتے ان کے اندر صرف گوشت کا ایک ٹکڑا ہے دل صرف انسان رکھتا ہے مومن رکھتا ہے اور عارف رکھتا ہے ولی رکھتا ہے اور نبی رکھتا ہے، دل کا تقاضہ ہے حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا نہ کہ عالم خاک کی طرف دل متکلم ہے دل عارف ہے اور دل نور ربانی ہے قالبِ انسانی کے اندر جب مرید صادق کشف ومشاہدہ کے ذریعہ مقام قلب تک پہنچ جاتا ہے جو عالم قدس یعنی عالم ملکوت ہے تو اس وقت اپنے دل کو دلِ شیخ کے ساتھ مراقب کرتا ہے اور شیخ کے دل کے ذریعہ اسے معرفت ربانی اور اسرار سبحانی حاصل ہوتے ہیں جیسا کہ ایک شاگرد استاذ سے علم حاصل کرتا ہے اسی طرح مرید صادق شیخ کے دل سے علم حاصل کرتا ہے۔۔۔ جب مرید اپنے شیخ کا تابع فرمان ہو جاتا ہے اور جو شیخ چاہتا ہے وہی کرتا ہے تو اس سے اسے فنافی الشیخ کا مقام حاصل ہو جاتا ہے اور فنا فی الشیخ کے ذریعہ اسے مقام فنافی اللہ حاصل ہوتا ہے اور آیت وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللّٰهُ(۲۸) (اور جو کچھ اللہ چاہتا ہے وہی تمہاری چاہت بن جاتی ہے) کی شان جلوہ گر ہوتی ہے اور یہ وہ سعادت ہے جو مرید کو اپنے شیخ کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے اور اسے ولی اللہ بنا دیتی ہے العلماء ورثۃ الانبیاء (علماء انبیاء کے وارث ہیں) اسی سعادت ونعمت کا نام ہے۔ اے برادر یہ امر واقع ہے کہ جو شخص اپنے دل کو جس چیز پر لگاتا ہے اس کو حاصل کرتا ہے اگر دنیا کی طرف دل لگاتا ہے تو دنیا حاصل ہوتی ہے اگر عقبیٰ کی طرف دل لگاتا ہے تو عقبیٰ (آخرت) حاصل ہوتی ہے اگر مولیٰ کے ساتھ دل لگاتا ہے تو مولیٰ حاصل ہوتا ہے فاتبعونی یحببکم اللہ(۲۹) (یعنی نبی کی اطاعت کرو اللہ کے محبوب بن جاؤ گے) کے اندر یہی راز ہے۔ مرید اپنے شیخ کے ساتھ کمال ارادت مندی سے اس قدر حاضر اور مراقب ہو جاتا ہے کہ حضور اور غیوب بیک وقت موجود ہو جاتے ہیں اور پردہ درمیان سے اٹھ جاتا ہے چنانچہ اگر مرید ہزار کوس بھی شیخ سے دور ہو تو شیخ کے سامنے ہوتا ہے اور وہ آداب بجالاتا ہے جیسے سامنے بیٹھا ہے الحمد للہ علی ذٰلك. کون یہ دولت حاصل کر کے بادشاہ بنتا ہے اور کون یہ بلندی حاصل کر کے ماہتاب بنتا ہے۔(۳۰)"

قلب کی پرورش کے مراحل اور پھر اس کے کمال کی کیا انتہا ہے حضرت قطبِ عالمؒ کے درج ذیل مکتوب نمبر ۶۱ کو دیکھئے:

"قالب (جسم) قلب سے پرورش پاتا ہے اور قلب اپنی صفائی کے مطابق روح سے پرورش حاصل کرتا ہے یعنی جب روح کی قلب پر تجلی ہوتی ہے تو قلب منور ہو جاتا ہے اور قوت حاصل کر کے حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اپنے آپ کو حق

Marfat.com

کے حوالہ کرتا ہے۔حق کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے اور حق تعالیٰ سے خبر دیتا ہے۔ یہی رزق روح ہے کہ جب روح پر تجلی ہوتی ہے تو انوار ربانی اور اسرار سبحانی میں پرواز کرتی ہے اور لامکان میں پہنچ جاتی ہے۔حضرت مصطفی علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی مقام میں جبکہ آپ کا قلب روح کی صفت پر تھا اور روح حق تعالیٰ کی صفت پر زمان و مکان کو پیچھے چھوڑ کر میدانِ قاب قوسین اَوْاَدْنیٰ میں پہنچ گئے۔زہے کمال وزہے جمال! هوالاول هوالآخر هوالظاهر هوالباطن ای فهو الحق فی الحق والخلق ولیس الا الحق وهوا لحق ذوالقوة المتین (وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے وہی حق ہے حق میں اور خلق میں نہیں ہے سوائے حق کے اور وہی حق ہے زبردست قوت والا)

اسی مقام پر کہا گیا کہ روح جسم کی طرح ہے اور ہاتھ پاؤں رکھتی ہے لیکن اس کے دست و پا نورانی ہیں اور عالم قدس کی غذاء تناول کرتی ہے اسی مقام پر درویش روح کی صفت پر ہوتا ہے۔طعام بہت کھاتا ہے اور عرش پر جاتا ہے۔

أبیت عند ربی هو یطعمنی و یسقینی میں رات اپنے رب کے پاس بسر کرتا ہوں وہی مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے (حدیث) اور قرآن سے سنو:

هو من عند الله وہ اللہ کے پاس سے ہے۔

فرزندمن! جسدِ آدم کوئی چھوٹی چیز نہیں ہے بلکہ ایسی چیز ہے کہ اٹھارہ ہزار عالم اس کے اندر پنہاں ہیں جب حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے کشف رونما ہوتا ہے تو درویش جو کچھ کہتا سنتا ہے اپنی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے کہ عرش، فرش، بہشت، دوزخ، اٹھارہ ہزار عالم سب اس کے ساتھ ہیں پس تم حق میں مشغول رہو تا کہ حجاب اٹھ جائیں اور سب کچھ تیرے سامنے آجائے اور عالم غیب کی مخلوق اگرچہ آدمیوں کی شکل پر ہے لیکن آدمی نہیں۔"(۳۱)

شریعت، طریقت اور حقیقت:

قربِ الٰہی کی راہ کو طے کرنے کے لئے تصوف میں تین ذرائع ہیں شریعت، طریقت اور حقیقت۔آدمی تین چیزوں کا مجموعہ ہے۔نفس، دل اور روح۔ ہر ایک کے لئے ایک راستہ مقرر کیا گیا ہے۔نفس کے لئے شریعت اور دل کے لئے طریقت اور روح کے لئے حقیقت کا راستہ بنایا گیا ہے۔

ان تینوں راہوں کا سالک سے کیا تعلق ہے حضرت قطب عالمؒ ارشاد فرماتے ہیں:

"ہمیشہ شریعت کے مطابق ظاہری طہارت پر کمر بستہ ہونا چاہئے اور حکم طریقت کے مطابق طہارت باطنی یعنی غیر سے دل کو پاک رکھنا چاہئے اور عالم حقیقت میں اپنے آپ کو ذات حق میں ہر وقت محو رکھنا چاہئے۔"(۳۲)

کلمۂ طیبہ کے معانی کے بارے میں حضرت قطب عالمؒ کا یہ قول صدیوں سے فضاء میں گونج رہا ہے: شریعت میں کلمہ کا معنی 'لا معبود الا اللہ' ہے اور طریقت میں 'لا مقصود الا اللہ' اور 'لا موجود الا اللہ' مسئلہ حقیقت ہے"۔(۳۳)

طریقت وحقیقت دین کا حسن وکمال ہے۔حدیث احسان پر عمل آوری کا خلاصہ مراقبہ اور مشاہدہ ہے۔جس کی تحقیق طریقت د

Marfat.com

حقیقت کے اصولوں پر چلنے ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر شریعت کتاب اللہ کا ظاہر ہے تو طریقت کتاب اللہ کا باطن ہے جیسا کہ حضرت قطب عالمؒ رقمطراز ہیں:

قرآن کے معنی ہر شخص اپنے مقام و مرتبہ کے مطابق سمجھ سکتا ہے۔ اہل ظاہر قرآن کے ظاہری معنوں میں رہ گئے ہیں چنانچہ احکام شرع اور مجتہدین کا اجتہاد یہ سب کچھ قرآن کے ظاہری معانی سے تعلق رکھتا ہے جو بحر بیکراں ہے اور قرآن کے باطنی اسرار و رموز کے محرم صرف انبیاء اور اولیاء ہیں جیسا کہ حضرت مصطفی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے انّ للقراٰن ظھرا و بطنا ولبطنه بطن الی سبع بواطن (قرآن کے ایک ظاہری معنی اور ایک باطنی معنی ہے اور پھر اس باطنی معنی کا بھی باطن ہے سات باطنوں تک) علماء ظاہر کی قرآن کے باطنی معانی تک رسائی نہیں ہوئی اور تاویل میں مشغول ہو گئے اور سلامتی سے نکل گئے ہیں۔ ظاہر قرآن شریعت ہے اور اس کا باطن حقیقت ہے، شریعت کا تعلق خلق سے ہے اور حقیقت کا تعلق حق سے ہے''۔ (۳۴)

اہل اللہ کے سینے کتاب وسنت کے حقائق کے خزینے ہوا کرتے ہیں حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: قلوب الأخیار قبور الأسرار اخیار کے دل اسرار کے دفینے ہوا کرتے ہیں۔ (۳۵)

حدیث شریف کے مطابق انّ للقراٰن ظھرا و بطنا(۳۶) (بے شک قرآن کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہوتا ہے) حضرت قطب عالمؒ کی نگاہ باطن قرآن پر کیسے گہری تھی ایک مثال ملاحظہ کیجئے:

''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ یُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ(۳۷) (جو کوئی اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی جانب ہجرت کرنے کے لئے نکلا پھر اسے موت آپکڑے تو اس کا اجر اللہ کے پاس ثابت ہو گیا)

جاننا چاہیے کہ جو شخص اپنے خانۂ بشریت سے ہجرت کر کے شہر احدیت کی جانب سفر کرتا ہے اور حضرت صمدیت کا مشتاق ہوتا ہے اور ابھی وہ راستے میں ہوتا ہے اور بارگاہِ معلی تک پہنچنے میں ہزاروں منازل باقی ہیں کہ مقام فنا و عدم پیش آجاتا ہے اور محظوظاتِ بشریہ وطبعیہ سے باہر نکل جاتا ہے اور دوست کی طرف حیران و پریشان اور جمال حبیب کی پیاس دل میں لئے جا رہا ہے تو اگر کعبۂ مقصود تک پہنچ گیا اور مشاہدۂ حق و رسولِ حق میسر ہو گیا تو فقد وصل الحبیب دوست دوست سے جا ملا اور اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ کی سلطنت ابدی اور تخت سرمدی پر متمکن ہوتا ہے اور دونوں جہاں کا بادشاہ بن جاتا ہے لیکن اگر اس ہجرت میں کعبۂ مقصود تک پہنچنے سے پہلے اس جہاں سے کوچ کر گیا تو اس کا اجر اللہ کے پاس ثابت ہو جاتا ہے یعنی اس کے مراد کے مطابق ظہور حق اس پر متحقق ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے اپنی جان راہ حق میں قربان کر دی۔(۳۸)

اہل حق اپنی اس تفسیر میں شریعت کے حدود سے تجاوز نہیں کرتے۔ قرآن حکیم میں اہل ایمان کو گھروں میں داخل ہونے کے وقت جو اجازت اور سلام کا حکم دیا گیا ہے اس کے تناظر میں حضرت قطب عالمؒ نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

''واضح ہو کہ حقائق قرآن جن کا اہل اللہ کو کشف ہوتا ہے وہ ایسے اسرارِ الٰہی نامتناہی ہیں جو دائرہ تحریر و تقریر سے باہر ہیں۔ ہاں اشارہ سے بات کی جاتی ہے کیونکہ شرع شریف کی سیاست لگا دی گئی ہے اور شریعت سے باہر کوئی بات نہیں کی جاسکتی تلك حدود الله (یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں) کی منادی ہو چکی ہے اور فلا تعتدوھا (اور ان حدود سے باہر نہ جاؤ) کا اعلان ہر کان میں پہنچ چکا ہے کیونکہ حکمت الٰہی نے ندیم کو عدیم اور عدیم کو ندیم بنادیا ہے (یعنی یگانہ کو بیگانہ اور بے گانہ کو یگانہ بنادیا ہے) اور کچھ اسرار و رموز بھی بتادیئے ہیں تاکہ حقیقت وجود ظاہر ہو اور باطل حق کا رنگ نہ اختیار کرنے پائے اس آیت کے معنی یہ ہے کہ شریعت نے حدود مقرر کر دی ہے اور بلا اجازت ان سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے اور اہل خانہ پر سلام کہنا چاہئے یعنی اگر مقام اسرار میں پہنچے تو عجز و انکسار سے اور ڈرتے ہوئے داخل ہو اور اپنے اختیار و ارادہ کو سلب کر کے آئے یعنی جب محارم غیب میں داخل ہو تو حق تعالیٰ کے ارادہ میں اپنا ارادہ گم کر دے تاکہ شائستہ اسرار قدیم ہو جائے اس مقام پر حضرت سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

لکل ملك حمیً وحمی الله المحارم

ہر بادشاہ کی ایک حمی (باڑ) یعنی مقام خلوت ہے اور حق تعالیٰ کی حمی محارم ہیں۔

لہٰذا بادشاہ کی جائے خلوت میں بے گانوں کا گذر نہیں ہوتا بلکہ یگانے بلائے جاتے ہیں اس لئے کافر کا داخلہ بند ہے اور مومن کو اجازت ہے، خلوت خانہ وحدت میں داخل ہو اور یگانہ بنا کر مملکت کا تاج اس کے سر پر رکھا جائے اور صاحب تصرف ہو۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ انبیاء اور اولیاء کے قول و فعل پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے اور سلامتی سے گذر جانا چاہئے۔

فَلَا تَسْئَلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰی اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا (پس کسی چیز کے بارے میں مجھ سے سوال نہ کرنا حتی کہ میں خود تجھے بیان کر دوں گا۔)

پس مومن پر اجازت اور سلام کی پابندی لگا دی گئی ہے لیکن اس کے داخلے پر پابندی نہیں ہے یعنی مومن کو جب اجازت مل جاتی ہے اور متواضع ہوتا ہے تو اسے اسرار خلائق اور انوار حقائق میں داخل ہونے کی اجازت مل جاتی ہے:

لأنّ الله غیور من غیرته حرّم الفواحش (کیونکہ اللہ تعالیٰ غیور ہے اور اپنی غیرت سے فواحش کو حرام کیا ہے)

اور افشائے راز ربوبیت کو فواحش کہا گیا ہے کیونکہ:

افشاء سر الربوبیة کفر (ربوبیت کا راز فاش کرنا کفر ہے)(۳۹)

اے برادر! عجیب بات ہے کہ غیرت کا تقاضہ یہ ہے کہ حرم میں نامحرم کا داخلہ نہ ہو مصرعہ

غیرتش غیر در جہاں نگذاشت

(اسکی غیرت نے دنیا میں کوئی غیر نہ چھوڑا)

یہ کیا شور ہے یہاں کون ماسوی اللہ کا نشان پاسکتا ہے۔ اس جگہ عقل کام نہیں کرتی عاقلوں کو یہاں ہدایت کی جاتی ہے کہ:

مصرعہ عقل را غارت کن دیوانہ باش

Marfat.com

(عقل کو غارت کر کے دیوانہ ہو جاؤ)

اور عشق کے دامن میں ہاتھ ڈال: العشق جنون الٰہی (عشق خدائی جنون ہے)

جب عشق سر اٹھاتا ہے عاشق کو معشوق سے ملا دیتا ہے اور سب نامحرمیت دور ہو جاتی ہے یعنی وحدت طاری ہو جاتی ہے اور کثرت اٹھ جاتی ہے۔ حلول و اتحاد کی یہاں گنجائش نہیں۔(۴۰)

حضرت قطب عالمؒ نے اپنے مریدین و معتقدین کے وہ شبہات جو تصوف کے رموز و اسرار سے متعلق ہوتے اور بعض صوفیانہ اشعار تحقیق طلب ہوتے تو ان کا وافی و شافی جواب اپنے مکتوبات کے ذریعہ دیا ہے جیسا کہ ایک سائل کے سوال پر اسرار و انوار میں کیا فرق ہے جواباً آپ تحریر فرماتے ہیں:

''اسرار انوار ہیں اور انوار اسرار ہیں۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ اسرار کی صفت پوشیدہ رہنا ہے اور انوار کی صفت ظاہر ہونا ہے (اسرار کا تعلق دل سے ہے اور انوار کا آنکھوں سے ہے) اور سب کا تعلق عالم تحقیق سے ہے ہاں تحقیق نہ ہو (یعنی حقیقت تک رسائی نہ ہو) تو اسرار اشرار ہیں اور انوار ظلمات ذاك عرس ابليس (یہ ابلیس کی جائے خوشی ہے) فتویٰ شرع ہے۔

پس ہوش سے کام لو، اپنے کام میں مستقیم رہو اور شرع میں مستقل رہو اگر شرع میں استقلال ہے اور کام کرتے رہو گے تو انوار انوار ہونگے اور اسرار اسرار۔(۴۱)

وحدت الوجود:

علم تصوف کا اصل موضوع توحید ہے، عارفین اپنی ہمت کے مطابق توحید کے عرفان میں مختلف درجات کے حامل ہیں:

۱۔ خدا کو یکتا و یگانہ سمجھنا۔

۲۔ خدا کو یکتا و یگانہ دیکھنا۔

۳۔ خدا کے ساتھ یکتا و یگانہ ہو جانا۔

تیسری قسم عرفان کا اعلیٰ مقام ہے اسی کے بارے میں حضرت قطب عالمؒ اپنی کتاب رشد نامہ میں فرماتے ہیں:

''توحید دانی چیست ''التوحید'' یکے شدن و یکے بودن و یکے نشوی تا ایں رشتہ دوا یکتا انگر دانی و تا خلاص از دوتائی نیابی۔۔۔۔۔ چنانکہ حق تعالیٰ می فرماید واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئاً۔''(۴۲)

جس نے خدا کو یکتا و یگانہ سمجھا سب سے بیگانہ ہوا اور جس نے خدا کو یکتا و یگانہ دیکھا اپنے سے بیگانہ ہوا اور جو خدا کے ساتھ یکتا و یگانہ ہوا وہ عالم بے خودی میں آیا۔ بقول شاعر:

سوچتا ہوں کیا کہوں میں کیا نظر آنے لگا　　وہ ریاضِ برزخ کبری نظر آنے لگا
تو فنا فی الحق ہوا پھر کیا ہوا میں کیا کہوں　　قطرہ دریا میں گیا دریا نظر آنے لگا

معرفت کی تیسری کیفیت جو محویت و فنائیت سے عبارت ہے حضرت قطب عالمؒ شاہ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمہ اپنے حال

Marfat.com

دقال سے اس مرتبہ پر فائز تھے اس مقام کو توحید حالی بھی کہا جاتا ہے جیسا کہ حضرت جہانگیر اشرف سمنانیؒ فرماتے ہیں:

"اس درجہ میں موحد کا وجود واحد کے وجود میں ایسا مستغرق ہو جاتا ہے سوائے واحد کی ذات وصفات کے کوئی اس کی نظر شہود میں نہیں آتا۔"(۴۳)

حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "ما رأیت شیئا الا رأیتُ الله فیه۔"(۴۴) (میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا مگر میں نے اس میں اللہ کو دیکھا) حضرت قطب عالمؒ اپنے رسالہ "رشد نامہ" میں اس قول کو نقل کر کے فرمایا:

"چوں عارف در مقام احدیت رسد جز ذات حق جل وعلا ہیچ چیز را صفت بقا نیابد۔ چنانچہ خواجہ جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ می فرماید الحادث اذا قورن بالقدیم لم یبق له أثر۔ پس بدانکہ پیش وجود حقیقی ہیچ چیز را وجود نیست و بجز وجود حقیقی ہیچ چیز وجود ندار چنانچہ حق تعالیٰ میفرماید: الله نور السمٰوات والارض۔ (جب عارف مقام احدیت میں پہنچ جاتا ہے ذاتِ حق جل وعلا کے سوا کسی چیز کو صفت بقا کے ساتھ نہیں پاتا جیسا کہ خواجہ جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں: جب حادث (یعنی مخلوق) کا قدیم (یعنی ذاتِ الٰہی) سے مقابلہ کیا جائے تو حادث کے لئے کوئی اثر باقی نہیں رہتا۔ پس جان لے کہ وجودِ حقیقی کے سامنے کسی چیز کا وجود نہیں چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے (اللہ آسمان وزمین کا نور ہے)۔(۴۵)

یہی وہ اعتقاد ہے جس کو "وحدۃ الوجود" سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ تصوف کا معرکۃ الآراء نظریہ ہے کثرت سے صوفیہ کرام اس نظریہ کے حامل ہے بعض صوفی نفش اصحاب اس غلط فہمی میں مبتلا رہے کہ حضرت شیخ ابن عربیؒ کے غیر شرع نظریہ وحدت الوجود کے بالمقابل حضرت مجدد الف ثانیؒ نے نظریہ وحدۃ الشہود پیش کیا ہے جو شرع کے مطابق ہے وہ نہیں جانتے کہ خود حضرت مجدد الف ثانیؒ نے وحدۃ الشہود کے ساتھ وحدت الوجود کو بھی صحیح قرار دیا اگرچہ آپ نے ابتدائے حال میں وحدت الوجود کا انکار کیا لیکن آپ بالآخر مزید انکشافات کی بناء پر وحدت الوجود کے قائل ہو گئے تھے جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ مکتوب نمبر ۴۳ دفتر اول بنام شیخ فرید الدین میں تحریر فرماتے ہیں:

"توحید شہودی ایک کو دیکھنا ہے یعنی ایک کے سوا سالک کو کچھ مشہود نہیں ہوتا اور توحید وجودی ایک موجود کو جاننا ہے اور اس کے غیر کو نابود سمجھنا ہے۔۔۔۔۔ پس توحید وجودی علم الیقین کی قسم سے ہے اور توحید شہودی عین الیقین کی قسم سے ہے۔"(۴۶)

مکتوب نمبر ۴۴ میں فرماتے ہیں:

"پس صوفیہ جو وحدت الوجود کے قائل ہیں حق پر ہیں اور علماء بھی جو کثرت وجود کا حکم کرتے ہیں حق پر ہیں۔ وجود کا معاملہ حقیقت کی طرح ہے اور کثرت کا اس کے مقابلہ میں مجاز کی طرح۔"(۴۷)

وہ لوگ جو صوفیہ سے تو عقیدت رکھتے ہیں لیکن ان سے صحبت اور تربیت حاصل نہیں کی، ان کی غلط تاویل وتفہیم کی وجہ سے علماء ظاہر نے اس کو خلاف شرع سمجھا اور اس کا انکار کیا۔

اس مسئلہ میں صوفیہ کے نظریہ کا خلاصہ یہ ہے کہ عبد ورب کے درمیان باعتبار وجود عینیتِ حقیقی پائی جاتی ہے اور باعتبار

Marfat.com

ذات غیریت حقیقی واقع ہے۔ نہ من کل الوجوہ خالق اور مخلوق میں عینیت ثابت ہے نہ غیریت۔

اس مسئلہ میں گمراہی کا دروازہ اس وقت کھلتا ہے جبکہ وحدۃ الوجود کا معنی ومطلب "وحدۃ الموجود" یعنی وجود ایک اور ایک ذات مراد لیا جائے اور عینیت اور غیریت کا لحاظ نہ رکھا جائے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فتاویٰ عزیزی میں فرماتے ہیں:

"وحدۃ الوجود" حق ہے اور واقعہ کے مطابق ہے کیونکہ دلائل عقلیہ ونقلیہ اس پر دال ہیں"(۴۸) اور آپ نے اپنے فتاویٰ میں اس بات کی بھی صراحت کی ہے عقائد کی کتابوں میں اس مسئلہ کا بیان اس کی دقت و باریکی کی بناء پر ممنوع ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ اسرار سے تعلق رکھتا ہے شریعت اور دین اس مسئلہ کے جاننے پر موقوف نہیں ہے۔

حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ نظریہ وحدت الوجود کے زبردست حامی تھے اور اپنی تحریرات میں کثرت سے اس کا اثبات اور اسرار ومعارف کو بیان کیا جو طالبان معرفت کے لئے عظیم سرمایہ ہے جیسا کہ حضرت قطب عالمؒ نے فرمایا:

"انفرادِ ذاتی (وجود غیر سے منزہ) خدائے تعالیٰ کی قدیم وازلی صفت ہے **کما قیل کان اللہ ولم یکن معہ شئ** (جیسا کہ کہا گیا ہے اللہ تھا اور اس کے ساتھ کچھ نہیں تھا)

خدائے تعالیٰ کی ذات وصفات میں تغیر وتبدل روا نہیں **فھو الاٰن کما کان و کما کان الاٰن** (پس وہ اب بھی ایسا ہے جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی اب بھی ہے اگر غیر کا وجود ثابت ہو جائے تو حق تعالیٰ کی ذاتی انفرادیت میں تغیر وتبدل لازم آتا ہے **وذٰلک لا یجوز**۔(۴۹)

وحدت الوجود سے متعلق چند اقتباسات مکتوبات قدوسیہ سے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں جس میں اس مسئلہ کے رموز و اسرار کا انکشاف کیا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ شبہات بھی دور ہو جاتے ہیں جو مخالفین کہتے ہیں کہ اس سے حلول لازم آتا ہے شریعت کے احکام کالعدم ہو جاتے ہیں۔ حضرت قطب عالمؒ نے ایک مکتوب میں صاف طور پر فرمایا علماء ظاہر کا یہ اختلاف بے دینی پر مبنی نہیں یہ اختلاف ایسا ہی ہے جیسا کہ ائمہ شریعت نے بعض مسائل میں حرام وحلال میں اختلاف کیا۔ **اختلاف امتی رحمۃ**۔ حضرت قطب عالمؒ کا مکتوب نمبر ۱۵۲ ملاحظہ کیجئے:(۵۰)

"اے برادر! اہل اسلام جو سنی اور اہل حق ہیں ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کی شرع کا اتباع کرتے ہیں اور شریعت سے تجاوز ہرگز روا نہیں رکھتے۔ جو کچھ ان کو ملا ہے شریعت کی پابندی سے ملا ہے غرضیکہ جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے ہر شخص کا علم اس کی ہمت روز دین کے مطابق ہے ہر شخص کا ایمان اس کے علم کے مطابق ہوتا ہے فرق یہ ہے کہ ایک شخص قاصر ہے دوسرا کامل علماء ظاہر حس اور عقل کے مرتبہ تک پہنچے ہیں اور احکام شرع مرتبہ حس وعقل کے مطابق ادا کرتے ہیں اور علم ظاہری میں ساری عمر صرف کر دیتے ہیں انہوں نے شریعت کی تاویل اپنے فہم وعقل کے مطابق کی ہے۔۔۔۔۔۔ ہر شخص کی نجات اور فلاح کا دارومدار شریعت ہے اور حدیث کے مطابق علماء کا اختلاف رحمت ہے۔ یہ حضرات اس جہاں اور اس جہاں (آخرت) کی فکر میں زندگی گزار دیتے ہیں اور اپنے آپ کو اور خدا تعالیٰ کو دو الگ وجود سمجھتے ہیں۔ خدا کو غیب سمجھتے ہیں اور اپنے آپ کو شاہد

Marfat.com

(حاضر) یعنی غیب و حاضر کے راز سے بے خبر ہیں لیکن جن حضرات کو یہ راز معلوم ہے وہ شاہد غیب دونوں کو وجود حق سمجھتے ہیں اور آیت پاک وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ (۵۱) (آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی اللہ ہے) سے ظاہر ہے۔

فرشتہ غیب ہے لیکن تعین رکھتا ہے اور بکرؑ ظاہر نہیں کرتا حق تعالیٰ غیب ہے اور تعینات و تکرارات سے منزہ ہے اور اپنے ساتھ کوئی ثانی نہیں رکھتا وہ زمان و مکان سے پاک ہے وہ خود بخود موجود ہے اور سب کچھ وہی ہے۔۔۔۔۔۔ جو کچھ نظر آتا ہے اس ایک وجود کا عکس ہے وحدہ لاشریک لہ وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں (وجود میں) وجود حق کے سوا کسی کا وجود نہیں ہے بس اسی پر قائم رہو۔ سبحان اللہ! یہ کیا کمال ہے اور یہ کیا جمال ہے (یعنی تمام موجودات کا ذات حق میں شامل ہونا) کسی عارف نے کیا خوب کہا ہے:

ایں جملہ جہاں حسنت یارب چہ جمال است ایں — پیدائی و پنہائی یا رب چہ کمال است ایں

در ہرچہ نگہ کردم غیر از تو نمی بینم — غیر از تو کسے باشد حقا چہ محالست ایں

علماء و عارفین کے نزدیک مزید فرق کو ملاحظہ کیجئے آپ فرماتے ہیں: (۵۲)

خدائے تعالیٰ قریب ہے لوگ کیوں بعید ہیں۔ قرب حق تعالیٰ زمان و مکان سے منزہ ہے جہاں نہ زمین ہے نہ آسماں۔ علماء (ظاہر) کے نزدیک قرب سے مراد قرب علمی و قرب قدرت ہے عارفین قرب ذات سمجھتے ہیں اور قرب حق میں غیر کی نفی کرتے ہیں۔ علماء خدائے تعالیٰ کو عقل و حس سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اہل وحدت عقل و حس کو چھوڑ کر عشق و محبت کے ذریعے حق تعالیٰ کو پاتے ہیں اور ہمیشہ مشاہدۂ دوست میں مشغول رہتے ہیں۔

آہ ہزار آہ! علماء طاعت میں مشغول رہتے ہیں اور وعدہ و وعید میں رہ جاتے ہیں لیکن عارفین طلب حق میں مکر باندھ کر جان و جہاں کی بازی لگا دیتے ہیں اور حضرت حق تک رسائی پالیتے ہیں۔ بیت:

چنگ در حضرتِ خدا زدۂ — ہر چہ آں نیست پشت پا زدۂ

تو نے حضرت حق تعالیٰ کو اپنا مطمع نظر بنایا ہے اور اس کے غیر کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

ظاہر دین وہی ہے جو علماء نے اختیار کیا ہے اور اس کے سوا چارہ نہیں کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ جب تک علم و عقل باقی ہے شریعت پر عمل واجب ہے لیکن تو ذرہ محبت حاصل کر اور دوست کے سوا کچھ حاصل نہ کر۔

عارفین دردِ دل کی وجہ سے دوست کے سوا کسی کو نہ چاہتے ہیں نہ کسی کو دیکھتے ہیں نہ کسی کو جانتے ہیں نہ کسی کو پکارتے ہیں۔

عارفِ ربانی کو خدا دانی کے بغیر کچھ نہیں چاہئے کیونکہ وہ اپنے آپ سے نکل کر خدا میں فانی ہے۔

روحانی کام میں استقلال کی ضرورت ہے:

کار کن کار، بگزر از گفتار — کاندریں راہ کار دارد کار

کام کر و کام کر گفتار چھوڑ دو اس کوچہ میں کام ہی کام آتا ہے

گنج بغیر رنج حاصل نہیں ہوتا۔ مزدوری اس لئے ملتی ہے کہ تو نے کام کیا۔

Marfat.com

شغل حق میں اس قدر محو ہونا چاہئے کہ غیر اللہ کا نام نہ رہے۔

محو باید بود در ہر دوسرائے　　پائے از سرناپدید وسرز پائے

دونوں جہانوں میں اس قدر محویت حاصل ہو کہ نہ سر سے پاؤں نہ پاؤں سے سر کا شعور ہے

وحدت الوجود کے مسئلہ میں علماء کے اختلاف کو بے دینی پر محمول نہ کیا جائے جیسا کہ حضرت قطب عالمؒ نے فرمایا:(۵۳)

''واضح ہو کہ اہل ظاہر نے عقل اور حس کا اعتبار کیا اور اس میں پھنس کر رہ گئے اس لئے وہ حس وعقل کی رو سے حقائق الاشیاء کو ثابت کہتے ہیں:

لا شك فيه ان ثبوت الأشياء ليس الا فى مرتبة الحس والعقل (اس میں کوئی شک نہیں کہ اشیاء صرف مرتبہ حس وعقل میں ثابت ہیں) اور یہ مرتبہ تحقیق وایجاد حق سبحانہ وتعالیٰ ہے: هُوَ اللهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ (وہ اللہ ہے خالق موجد اور مصور) پس اس مقام پر جو شخص ثبوت اشیاء کا منکر ہے وہ حق تعالیٰ کو نہیں جانتا اور شریعت کا تارک اور بے دین اور نور ایمان سے بے بہرہ ہے:

بیت ایں راہ کارے مشکل است　　صد جہاں زیں سہم برخون دل ست

(اس راستے کی بیت مشکل امر ہے اور اس وجہ سے (دو وجود ماں کر) سینکڑوں کے دل خون ہوئے ہیں)

پس ہر شخص کے لئے اس کے علم کے مطابق دین ہے عارفین مرتبہ حس وعقل سے بلند نکل کر مرتبہ علم الیقین اور عین الیقین اور مشاہدہ تک پہنچ گئے ہیں جہاں سوائے حق تعالیٰ کے کچھ نہیں دیکھتے اور اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں:

فان فى مرتبة الذات ليس الا هو ۔ هو الله الواحد القهار

(کیونکہ مرتبہ ذات میں سوائے ذاتِ واحد کے کوئی نہیں۔ وہی اللہ یکتا قہار ہے. قہار وہ ہے جس کے سامنے سب کچھ فناء ہے جیسے سورج کی روشنی میں ستارے)

کیونکہ مرتبہ ذات میں صرف وجودِ حق ہے: اول ہمو آخر ہمو ظاہر ہمو باطن است

در ہر چہ نظر کردم غیر از تو نمی بینم　　غیر از تو کسے باشد حقا چہ مجالست ایں

(جس چیز پر نظر ڈالی تیرے سوا کچھ نظر نہ آیا تیرے سوا کوئی موجود ہو یہ کس طرح ہو سکتا ہے)

اور یہی وہ مسئلہ ہے جس میں علماء کا اختلاف ہے اور اختلاف علماء رحمت ہے اور یہ جو اختلاف ہے علم اور عقل کی کمی کی وجہ سے ہے نہ کہ بے دینی کی وجہ سے۔ بے دینی یہ ہے کہ دین کے خلاف کوئی بات کہی جائے لیکن یہ بات نہیں ہے''

وحدت الوجود کا مطلب یہ نہیں کہ بندہ یا عالم کے کسی عنصر پر خدا کا اطلاق ہو جیسا کہ فرماتے ہیں:(۵۳)

''سبحان اللہ! یہ کیا ذوق ہے اور یہ کیا شوق ہے، یہ خاک کا پتلا کون ومکان سے گذر کر حق کے ساتھ پیوست ہو جاتا ہے، اس میں شک نہیں کہ بندہ خدا نہیں بن جاتا لیکن ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اس کا بندہ ہونا ختم ہو جاتا ہے:

قطرہ گو غرقہ دریا بود　　ہر دو کونش جز خدا سودا بود

Marfat.com

جب قطرہ دریا میں غرق ہوتا ہے اس کے دونوں جہاں سوائے خدا کے گم ہو جاتے ہیں۔"

حضرت قطب عالمؒ نے مزید وضاحت کے ساتھ فرمایا:(۵۴)

فنا و بقا میں بندہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اسے اپنی خبر نہیں ہوتی اور نہ دوئی ہوتی ہے نہ کوئی انتہا۔

فالعبد عبد و الحق حق — پس بندہ بندہ ہے اور حق حق ہے

فاعرف فانہ سر بین اللہ و بین عبدہ جان لے کہ یہ اللہ اور اس کے بندہ کے درمیان راز ہے۔

حدیث قدسی میں آتا ہے الانسان سری و انا سرہ(۵۵) (انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں)

مختصر یہ کہ حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمہ کی تحریرات، حقائق و معارف لدنی اور اسرار و رموز سے لبریز ہیں اور ان میں حد درجہ ذوق و شوق، سوز و گداز، آہ و بکا اور نالہ فریاد کی کیفیت پائی جاتی ہے ان میں اکثر اسرار و رموز کا اظہار آپ کے بلند خلفاء و مریدین کے سوالات کے جوابات میں کیا گیا ہے اگر جبکہ یہ رموز عام سطح سے زیادہ بلند ہیں لیکن متلاشیانِ راہ حق کے لئے مشعل راہ کا کام دیتے ہیں۔

وصلّی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمّد و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین۔

حوالہ جات

۱۔ مرآۃ الاسرار، شیخ عبدالرحمن چشتی: ص ۱۱۸۷

۲۔ لطائف قدوسی، شیخ مولانا رکن الدین فرزند حضرت قطب عالمؒ: ص ۱۴۲

۳۔ مرآۃ الاسرار: ص ۱۱۸۷، خمخانہ تصوف، ڈاکٹر ظہورالحسن شارب: ص ۲۵۶

۴۔ اقتباس الانوار، شیخ اکرم قدوسیؒ: ص ۵۹۰

۵۔ لطائف قدوسی: ص ۱۵۳

۶۔ انوار العیون فی اسرار المکنون، قطب عالم حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ: ص ۱۲۴

۷۔ لطائف قدوسی: ص ۱۵۳۔۱۵۴

۸۔ مکتوبات قدوسیہ: ص ۴۳۰ (مجموعہ خطوط حضرت قطب عالمؒ مطبوعہ ایم ایس پرنٹرس دربار مارکیٹ، لاہور، سن اشاعت ۱۴۱۲ھ

۹۔ ھدی اولیاء اللہ نمبر ۶، ص ۲۲۷

۱۰۔ نفس مصدر: ص ۲۲۴

۱۱۔ اقتباس الانوار: ص ۶۰۳

Marfat.com

۱۲۔ اخبار الاخیار، شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ

۱۳۔ لطائف قدوسی: ص ۳۲۳۔۳۲۴

۱۴۔ فتوحات مکیہ، شیخ ابن عربیؒ

۱۵۔ سورۃ البقرہ: ۲۸۲

۱۶۔ سورۃ البقرہ: ۱۵۲

۱۷۔ سورۃ البقرہ: ۲۵۵

۱۸۔ مکتوبات قدوسیہ: ص۔۴۲۸۔۴۲۷

۱۹۔ نفس مصدر: ۴۶۴۔۴۶۷

۲۰۔ نفس مصدر: ص ۶۵۱

۲۱۔ سورۃ البقرہ: ۱۶۵

۲۲۔ مکتوبات قدوسیہ: ص ۲۱۶۔۲۱۷

۲۳۔ نفس مصدر: ص ۴۹۹

۲۴۔ نفس مصدر: ص ۱۳۹

۲۵۔ نفس مصدر: ص ۵۷۷۔۵۷۸

۲۶۔ الطبقات الکبریٰ للشعرانی

۲۷۔ مکتوبات قدوسیہ: ص ۱۱۲

۲۸۔ سورۃ الدہر: ۳۰

۲۹۔ سورۃ آل عمران: ۳۱

۳۰۔ مکتوبات قدوسیہ: ص ۶۵۶۔۶۵۸

۳۱۔ نفس مصدر: ص ۲۱۶۔۲۱۹

۳۲۔ نفس مصدر: ص ۷۹۲

۳۳۔ لطائف قدوسی: ص ۲۹۵

۳۴۔ مکتوبات قدوسیہ: ص ۷۴۴۔۷۴۵

۳۵۔ ابونعیم عن ابن عباسؓ

۳۶۔ رواہ ابن حبان فی صحیحہ

۳۷۔ سورۃ النساء: ۱۰۰

Marfat.com

۳۸۔ مکتوبات قدوسیہ: ص ۳۶۰-۳۶۱

۳۹۔ سرالاسرار، حضور غوث اعظمؒ: ص ۳۸، مطبوعہ غوثیہ کتب خانہ لاہور

۴۰۔ مکتوبات قدوسیہ: ص ۲۵۸-۲۶۰

۴۱۔ نفس مصدر: ص ۶۴۸

۴۲۔ رشد نامہ، حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہیؒ: ص ۶ (مطبوعہ مسلم پریس)

۴۳۔ لطائف اشرفی، حضرت مخدوم جہانگیر اشرف سمنانیؒ: ج ا ص ۴۶

۴۴۔ سرالاسرار

۴۵۔ رشد نامہ: ص ۲۸

۴۶۔ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ مکتوب نمبر ۴۳

۴۷۔ نفس مصدر: مکتوب نمبر ۴۴

۴۸۔ فتاویٰ عزیزی، جلد دوم

۴۹۔ لطائف قدوسی: ص ۲۸۶

۵۰۔ مکتوبات قدوسیہ: ص ۶۸۶-۶۸۷

۵۱۔ سورۃ الانعام: ۳

۵۲۔ مکتوبات قدوسیہ: ص ۷۷۵-۷۷۶

۵۳۔ نفس مصدر: ص ۳۸۶-۳۸۷

۵۴۔ نفس مصدر: ص ۳۰۲

۵۵۔ سرالاسرار: ص ۳۲

Marfat.com

قطب عالم شیخ عبد القدوس گنگوہی کی نسبی شان و مرتبت

حضرت علامہ ڈاکٹر سید شاہ شمیم الدین احمد منعمی
سجادہ نشیں خانقاہ منعمیہ میتن گھاٹ پٹنہ سیٹی
صدر شعبہ عربی اورینٹل کالج پٹنہ سیٹی

اس برصغیر کو جہاں یہ شرف حاصل ہے کہ یہ مختلف علوم وفنون کی عظیم شخصیتوں کی جائے ولادت ہے۔ وہیں اسے یہ کمال بھی حاصل ہے کہ مختلف ملکوں اور خطوں کی قابل قدر شخصیتیں ہجرت کر کے یہاں آبسیں اور یہ ملک ان کا ہوگیا۔ ساتھ ہی ساتھ ہندوستان کو یہ تفوق اور تفرد بھی حاصل ہے کہ دنیا کی وہ نامور شخصیات جو اس ملک میں نہ آسکیں لیکن ان کی اولاد اور نسل اس ملک میں نہ صرف آئی بلکہ یہاں تہ دل سے آباد ہوئی اور اپنے آباواجداد اور اسلاف کی ذمہ دار نمائندگی کرتے ہوئے خود عالمی شہرت اور مقبولیت کی مالک بنی۔ چنانچہ حضور نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کی ہر شاخ مبارک کی آل واولاد ہندوستان میں نہ صرف آئیں بلکہ خوب پھلی پھولیں اور ان کی ہر شاخ میں گلہائے رنگا رنگ کھلے اور کھل رہے ہیں۔ یہاں نہ صرف حسینی سادات کی شاخیں بکثرت پھیلیں بلکہ حسنی سادات بھی یہاں نمایاں نظر آتے ہیں۔ باقری، جعفری، کاظمی، رضوی، ہی نہیں تقوی اور نقوی سادات بھی ہندوستانی گلستان میں خوب مہک رہے ہیں۔

زیدی، دیباجی، البابری اور مشہدی وغیرہ بھی سادات کی وہ شاخیں ہیں، جن کی اشاعت ہندوستان میں صاف نظر آتی ہے۔ سادات علویہ بالخصوص حضرت محمد بن حنفیہ کی اولاد بھی ہندوستان میں باکمال پائی جاتی ہے۔ ہاشمیوں میں حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں چچا جناب زبیر اور حضرت عباس ابنان حضرت عبد المطلب کی اولاد بھی ہندوستان میں ذی وقار ہے اور ساتھ ہی ساتھ حضرت جعفر بن ابی طالب کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کی اولاد بھی یہاں نمایاں اور معزز ہے۔

حضرات شیخین سیدنا ابوبکر وعمر اور حضرت ذوالنورین عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی اولاد باکمال بھی ہندوستان میں بڑی تعداد رکھتی ہے۔ بعض مہاجرین وانصار اصحاب کرام کی اولاد میں بھی گرامی وقار شخصیتیں یہاں نظر آتی ہیں۔

اہل بیت واصحاب کے علاوہ اکابر علماء وائمہ، صوفیہ اور مشائخ کی اولاد بھی ہندوستان آئی اور آباد ہوئی جن میں امام اعظم سیدنا امام ابوحنیفہ کوفی کی اولاد بھی خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔

امام ابوحنیفہ فارسی النسل تھے آپ کا نسب نامہ یوں ملتا ہے۔ "امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطا بن مرزبان۔"

خطیب بغدادی امام ابوحنیفہ کا شجرہ اس طرح بتا رہے ہیں۔ "نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان"

بعض علمائے انساب کی تطبیق یہ ہے کہ زوطا جب ایمان لائے تو ان کا نام زوطا سے نعمان ہوگیا اور مرزبان یا ماہ خطابات

Marfat.com

فارسیہ میں سے ہے جسے امرائے فارس کو نمایاں خدمات کے لئے دیا جاتا تھا۔

پروفیسر حسن عسکری فرماتے ہیں :' امام اعظم ابوحنیفہ کوفی جو کتارنگ برادر نوشیرواں عادل کسریٰ بادشاہ فارس کی اولاد میں تھے'(معاصر،ص:141،حصہ:11)

امام اعظم حضرت سیدنا امام ابوحنیفہ کوفی (150-80ھ) سے متعلق جو تذکرے مرتب ہوئے ان میں عام طور پر آپ کی اولاد واحفاد کی تحقیق وتفصیل میں چنداں کوششیں نہیں کی گئیں۔اسی لئے یہ کہنا بڑا مشکل ہے کہ آپ کے بیٹے یا بیٹیوں کی تعداد کیا تھی۔آپ کے صرف ایک صاجزادے حماد بن ابی حنیفہ (م179ھ) کا باضابطہ تذکرہ ملتا ہے۔

تاریخ بغداد میں خطیب بغدادی نے امام ابوحنیفہ کے پوتے اسماعیل بن حماد کا تذکرہ کیا ہے۔(تاریخ بغداد۔ج:14، ص:247،248)

ہندوستان میں تین مشہور زمانہ ہستیوں کا نسب نامہ حضرت امام ابوحنیفہ سے جاملتا ہے۔

(i) شیخ جمال الدین ہانسوی (ii) شیخ برہان الدین غریب

(iii) شیخ عبدالقدوس گنگوھی

ان تینوں حضرات کے نسب ناموں پر انشاء اللہ آئندہ بھی تفصیلی گفتگو کی جائے گی۔

شیخ عبدالقدوس گنگوھی بالا لتزام اپنے نام نامی کے ساتھ حنفی لکھا کرتے اور یہ احناف کی بھیڑ میں یقیناً مسلک کا اظہار نہ ہو کر اپنے حنفی النسب ہونے کی تحدیث نعمت تھی۔

شیخ عبدالقدوس گنگوھی کے اجداد میں پہلے بزرگ شیخ نظام الدین حنفی النسب ہیں جو دہلی آئے۔ان کی آمد علاء الدین خلجی کے عہد میں ہوئی اور وہ وطن سے دہلی اپنے والد شیخ آدم کے انتقال کے بعد اپنے صاجزادے شیخ نصیر الدین کے ساتھ آئے۔(نزھۃ الخواطر،ص:37) مولانا شہاب الدین غزنوی ثم دولت آبادی بھی دہلی آئے حصول علم ظاہر و باطن کے بعد جونپور چلے گئے۔جونپور میں سلطان ابراھیم شرقی نے ان کی خوب خوب قدر ومنزلت فرمائی اور وہ صدر العلما وملک العلما کہلائے اور عہدۂ قضاۃ کو بھی زینت بخشنے لگے۔ان کی عزت وشہرت کی وجہ کر ان کے قرابت رکھنے والے بھی جونپور میں آبسے چنانچہ شیخ عبد القدوس کے جداعلیٰ شیخ نظام الدین بھی ملک العلما سے باہم رشتہ داری کی وجہ کر دہلی سے جونپور آگئے۔پرانے رشتہ کے ساتھ ساتھ ایک نیا رشتہ یہ قائم ہوا کہ ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے اپنی صاجزادی کا نکاح شیخ نظام الدین کے بیٹے شیخ نصیر الدین سے کر دیا۔جن کے بطن سے شیخ نصیر الدین کو تین بیٹے ہوئے (i) شیخ صفی الدین (ii) شیخ فخر الدین (iii) شیخ رضی الدین

شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے دادا شیخ صفی الدین حنفی ایک طرف امام ابوحنیفہ کے نسباً پوتے تھے تو دوسری طرف ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے نواسے، ان دونوں فضل کے امتزاج نے ان کی شخصیت کو مرجع علما وصوفیہ بنا دیا تھا۔وہ جید عالم، باکمال استاد کی حیثیت سے مشہور ومعروف تھے،عہدۂ قضاۃ پر بھی آپ فائض ہوئے۔شیخ صفی الدین کی شادی ردولی کے ہی ایک معزز گھرانے کی صاجزادی بی بی صفیہ سے ہوئی جن سے شیخ اسمعیل پیدا ہوئے۔

Marfat.com

بقول پروفیسر حسن عسکری"جب حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی ردولی پہنچے اور چار روز تک وہاں قیام کیا تو آپ ان کے حلقہ ارادت میں آئے۔ اس وقت شیخ اسمٰعیل ابن شیخ صفی الدین شیر خوار تھے۔ بچے کو پیر کے قدموں میں ڈال دیا اور دعا و بشارت سے فیض یاب ہوئے۔ شیخ صفی الدین حنفی کے فضل و کمال کے خود ان کے پیر و مرشد قائل تھے چنانچہ فرماتے" شیخ صفی تو علوم فنون کے لحاظ سے تمام ہندوستان کے عجائبات میں سے تھے" (حالات و خدمات مشائخ چشتیہ صابریہ ص:46)

شیخ عبدالرحمن چشتی مرآۃ الاسرار میں انہیں دوسرا ابو حنیفہ فرماتے ہیں۔"اما باعتبار علم و فضل، زہد و تقویٰ، کمالات معنوی ثانی ابو حنیفہ است۔"

صاحب زبدۃ المقامات آپ کے بارے میں فرماتے ہیں۔"در اصول و فروع علوم از فحول محققین بود و صاحب تصانیف مفید۔"

صاحب لطائف قدوسی اپنے جداعلیٰ کو"مخدوم قاضی صفی الدین" لکھتے ہیں۔

شیخ صفی الدین کی تصانیف اہل علم کے نزدیک مقبول و محترم تھیں۔ شیخ عبدالقدوس گنگوھی اپنے ایک مکتوب میں ملائکہ پر پیغمبروں کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آپ کی تصنیف کا حوالہ دیتے ہیں جس کا نام معدن الغرائب ہے اور وہ شاشی کی شرح ہے۔

شیخ صفی الدین کے صاحبزادے اور شیخ عبدالقدوس گنگوہی والد ماجد شیخ اسمٰعیل کی ولادت 12 ربیع الاول 789ھ مطابق 1377ء کو ہوئی۔ شیخ اسمٰعیل نے اپنے والد ہی سے تعلیم و تربیت پا کر فراغت پائی۔ جب مخدوم احمد عبدالحق، ردولی تشریف لائے اور مسند ارشاد پر متمکن ہوئے تو شیخ اسمٰعیل آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے فرمایا۔

"تربیت و ارشاد شیخ صفی الدین حنفی در حق تو کافی ست۔"

شیخ اسمٰعیل شیخ صفی الدین کے بعد مسند ارشاد پر ان کے جانشین ہوئے اور انہوں نے پوری زندگی درس و تدریس اور رشد و ہدایت میں گزاری۔ شیخ اسمٰعیل کی شادی قاضی دانیال کی ہمشیرہ مریم سے ہوئی۔ قاضی دانیال کا خاندان اپنی شرافت نسبی اور پاکیزہ عمل کی وجہ کر ردولی میں ممتاز اور مقبول تھا۔ شیخ اسمٰعیل کے چار صاحبزادے ہوئے۔

(i) شیخ عبدالصمد (ii) شیخ عزیز اللہ

(iii) شیخ عبدالقدوس گنگوھی (iv) شیخ حبیب اللہ

شیخ عبدالقدوس گنگوھی کی ولادت ردولی میں 852ھ / 1450ء کو ہوئی اور اس شان و مرتبت نسبی کے ساتھ ہوئی کہ آپ کے سبھی اجداد مقبول خاص و عام رہے اور قدر و منزلت والی مشغولیت کے ساتھ ممتاز رہے۔ خود شیخ عبدالقدوس گنگوھی شرافت نسبی کے ساتھ ساتھ علم و عمل کا ایسا قطب مینار ثابت ہوئے کہ سونے پر سہاگہ کی مثال سچ ہوگئی۔

Marfat.com

حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہ

از: حضرت علامہ ومولانا ابو العرفان محمد نعیم الحلیم انصاری حنفی قادری رزاقی
آستانہ حمیدیہ فرنگی محل ٹکسال لکھنو

مشائخ کبیر کے مقتدا، سلطان وشہریار بے سریر، طائفہ صوفی کے دیدہ ور، قطب العالم شیخ عبد القدوس گنگوہی ابن شیخ اسماعیل جو حضرت امام ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی اولادوں میں سے تھے۔ اگرچہ وہ شیخ محمد بن عاف بن شیخ احمد عبد الحق ردولوی کے مرید تھے لیکن ساری تربیت اور سیر سلوک کا اتمام انہوں نے روحانیت شیخ احمد عبد الحق کی عنایت سے حاصل فرمایا تھا اور اپنے زمانے کے مشائخ کے لئے موجب افتخار تھے۔ مرآۃ الاسرار میں ان کے ملفوظات کے حوالے سے لکھا ہے کہ شیخ عبد القدوس کے والد نے شیخ احمد عبد الحق سے استفادۂ فوائد کا ارادہ ظاہر فرمایا تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ تمہارے لئے تمہارے والد شیخ صفیؒ کی تربیت کافی ہے لیکن میرے بعد تمہاری پشت سے ایک لڑکا آئے گا کہ میری ساری نعمتیں اس کو حاصل ہونگی اور وہ سعید ابدی ہو جائیگا۔ لہٰذا جب شیخ عبد القدوس متولد ہوئے اور سن تمیز کو پہنچنے پر شیخ کے روضہ کے مجاور ہوئے تو عین الیقین کے سلطان اقلیم کی روح مبارکہ کی تلقین سے مرتبہ تمکین حاصل کر کے قطب عالم ہو گئے اور شیخ احمد عبد الحقؒ کے باطنی حکم سے ان کے نبیرہ شیخ محمدؒ کے دست ظاہری پر بیعت کی اور ایک رات کو شیخ کی روح مبارکہ سے حکم ملا کہ تم کو بالا دست علاقہ کا صاحب ولایت میں نے کر دیا ہے لہٰذا ۸۹۶ھ میں سکندر لودھی کی ابتدائی سلطنت میں عمر خاں کاسی کی درخواست پر جو سلطان کے لشکر کا امیر اعظم تھا اور آپ سے بہت عقیدت رکھتا تھا۔ اپنے تمام اہل وعیال کے ساتھ اور فرزندوں کے ساتھ ردولی شریف سے نواح دہلی شاہ آباد تشریف لے گئے اور ۳۰ سال سے اوپر سکندر لودھی کی حکومت کے دوران وہاں قیام فرمایا اور شہرت میں کمال حاصل کیا اور شاہ بابر کے زمانے میں جبکہ شاہ آباد برباد ہوا تو وہاں سے گنگوہ تشریف لا کر وہاں مسند ارشاد سے فیضیاب کرنا شروع کیا یہاں تک کہ پورے ہندوستان میں آپ کی شہرت کا نقارہ بجنے لگا اور اس وقت کے سلاطین آپ سے نیازمندی کا اظہار کرتے تھے اور آپ کے عالی مقام خلفاء نے مختلف جگہوں پر قیام کر کے طالبان کی تربیت فرمائی اور خلائق کو فیضان ظاہری و باطنی سے سرفراز فرمایا۔ حضرت شیخ عبد القدوسؒ کی مجموعی عمر شریف تقریباً ۸۴ سال ہوئی جس میں سے ۳۲ سال آپ نے ردولی شریف میں کسب کمال کیا۔ ۳۵ سال شاہ آباد کو آباد فرمایا اور ۱۴ سال گنگوہ شریف کو مسند ہدایت و کرامت سے زینت بخشی۔ آپ کے خوارق عادات و کرامات اس قدر ہیں جو یہاں پر بیان سے باہر ہیں اور اس سے بڑا کمال اور کیا ہو سکتا ہے کہ آپ نے حضرت شیخ احمد عبد الحقؒ سے فیض نعمت حاصل فرمایا اور شیخ جلال الدین تھانیسریؒ جیسے باعظمت ولی اللہ ان کے خلیفہ ہوئے اور ابھی تک سلسلہ صابریہ ان کے خلفاء کے ذریعہ جاری ہے ۹۴۵ھ میں آپ واصل بحق ہوئے اور آپ کے صاحبزادگان میں سبھی عالم و عابد اور لباس مشخیت سے ملبوس ہوئے انہیں میں حضرت شیخ رکن الدین بن شیخ عبد القدوسؒ ہیں جن کا تذکرہ آگے کیا جاتا ہے۔ جو عارف باللہ خوارق و کرامات میں کمال رکھنے والے اور قدم بقدم اپنے والد بزرگوار کے تھے۔

Marfat.com

حضرت شیخ رکن الدین
خلف وخلیفہ پدر بزرگوار حضرت شیخ عبدالقدوسؒ

وہ حادثات دنیاوی میں مثل نوحؑ چشمہ آب حیات میں خضرؑ کی طرح، مقام تمکین کے صدر نشین یعنی حضرت شیخ رکن الدین، خلف وخلیفہ پدر عالی قدر خود، قطب وحدت حضرت شیخ عبدالقدوسؒ گنگوہی۔ جو اپنے والد کے قدم بر قدم تھے اور بہت سی کرامتوں کا ظہور ان سے ہوا تھا، بیان کیا جاتا ہے کہ آپ سات بھائی تھے، والد ماجد نے سبھی کو علم ظاہر سے آراستہ کیا، اور جب ان علوم میں ماہر ہو گئے۔ ایک روز ان کو مقام وحدت وجود کا کچھ ذرا سا حصہ بتایا، ان لوگوں نے اس کو علوم عقلی پر قیاس کرتے ہوئے اس سے گریز کیا تو والد بزرگوار ان کے کمال جلال کے ساتھ ان سے ناراض ہو کر خانقاہ سے باہر آ کر مقام تھانیسر کی طرف روانہ ہوئے اچانک شیخ جلال تھانیسریؒ سامنے آئے اور اپنے سر کو مرشد کے گھوڑے کے سم پر رکھ کر عرض کیا کہ ان صاجزادوں کی غلطی کو معاف فرمائیں اس لئے کہ جو علم حضرت نے ان کو دیا ہے اسی کے اعتبار سے ان کی سمجھ ہے میں ان لوگوں کو حاضر کرتا ہوں ان کو علم معنوی کی تلقین فرمائیں جب ان لوگوں کو مکاشفات اور اس علم کے نکات کا پتہ چلے گا تو وہ خود ہی آپ کے ارشاد کے خواستگار اور طلبگار ہونگے۔ لہٰذا شیخ جلال کا یہ التماس قبول فرمایا گیا۔ ساتوں صاجزادے حاضر ہوئے اور آپ کی بیعت سے مشرف ہوئے اور آپ سے تلقین وارشاد کا اکتساب کرنے لگے اور حق سبحانہ تعالیٰ نے شیخ رکن الدین اور دوسرے بھائیوں کو مقامات بلند پر فائز فرمایا کہ ان کے اقوال وافعال سالکین راہ طریقت کیلئے حجت موجہ بن گئے۔ مرأۃ جہاں نما نے لکھا ہے کہ شیخ رکن الدین مریدوں کی تربیت میں دست قوی رکھتے تھے اور حل مشکلات میں اور راہ تصوف کی وقائع کی تعبیرات کرنے پر اپنے زمانے کے شیوخ کے باعتبار مخصوص قوت رکھتے تھے اور آپ کی مصنفات مرج البحرین ومکتوبات کی طرح کافی تعداد میں ہیں۔

شیخ احمد پدر شیخ عبدالنبی شہید صاحب کتاب سنن الہدیٰ جن کا مرقد مبارک شاہ آباد میں ہے۔ سنہ ۹۷۰ھ میں انتقال ہوا اور احوال شیخ عبدالنبی شہید کے خلفاء بندگی نظام الدین امیٹھی کے خلفاء میں لجہ چشتیاں کے تحت درج ہے۔

شیخ رکن الدین کے فرزندوں کے ہر طبقہ میں سالک ومجذوب اور مقامات عالیہ رکھنے والے ہوئے ہیں، اس وقت بالفعل آپ کے جانشین شاہ عماد الدین کمال صلاح اور زیور کرامت سے آراستہ شب بیداری میں عبادت اور کم خوری کے عادی ہیں۔ آپ کے والد شاہ کمال الدین بھی مرد مرتاض اور اپنے وقت کے کاملین میں سے تھے۔ ۴ر شوال سنہ ۹۸۳ھ میں شیخ رکن الدین کی وفات ہوئی۔

Marfat.com

شیخ عبدالغفور اعظم پوری

طوطئ ترانۂ شوق، عندلیب ذوق مافوق، کوہِ راسخ صبوری، شیخ عبدالغفور اعظم پوری، جو ایک قصبہ ہے تو ابع سنبھل میں وہاں کے رہنے والے تھے اور مرید تھے شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے، مجاہد، مشاہد صاحب علوم تابع سنت تھے اور آپ کی صحبت حاضرین کو بہت نفع وفیض پہنچانے والی تھی، ہر چند طالب میں اتنی طاقت نہ ہوتی لیکن آپ کے جاذبہ شوق کی کشش اس کو کھینچ لیتی اور وہ بے اختیار ہو جاتا، اکثر آپ علوم دینی کا درس دیتے تھے اور آپ کے کلمات پریشان دلوں کی راحت کا سامان اور آپ کی زبانِ کرامت بیان جانہائے مشتاق کیلئے مرہم کا کام کرتی تھی۔ مرید بھی کرتے تھے اور خلائق کو وعظ ونصیحت بھی کرتے تھے اور تصوف میں رسائل بھی لکھتے۔ خلاصۃ التاریخ میں لکھا ہے کہ خواجہ سبیل شیخ کے غلام تھے اور وضو کرانے کی خدمت اپنے ذمہ کر لی تھی، ایک رات عصاوخرقہ وشیخ کی تسبیح چرا کر لے گیا۔ شیخ بدر پسر شیخ نے اس کو اس قدر مارا کہ وہ مر گیا۔ شیخ کو جب یہ خبر پہونچی فرمایا کہ جس نے اس غلام کو مارا ہے وہ بھی مارا جائے گا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ ڈاکوؤں کے ہاتھوں مارے گئے۔ خواجہ سبیل کا مزار سنبھل میں خواجہ شہید کے نام سے مشہور ہے۔ ۸۲ سال کی عمر میں ۹۸۵ھ میں آپ نے وفات پائی آپ کا مزار اعظم پور میں ہے۔

قطب العالم شیخ جلال تھانیسری

تفسیر آیت اللہ نور السمٰوٰت محقق ومثبت سائر مقامات، غایت قرب میں ملائکہ سے ہمسری، قطب العالم شیخ جلال تھانیسری، جن کی بلند پروازی کے سامنے ہمائے خیال بھی دن رات حسرت سے دیکھتی رہتی ہے، ترجمان حدیث جمال وتفسیر آیت جلال دوست، اکبر اولیاء وبرتر مشائخ، حجت عاشقان پروردگار، مقتدائے اکابران عرفان اطوار، بغایت شانے رفیع ومرتبہ وسیع، احوال قوی ودولت کبریٰ والے تھے، جو تھوڑی توجہ سے ساکنان عالم کو مقام علوی تک پہنچا دیتے تھے، ان کی ریاضت کی کوئی حد وانتہا نہ تھی باوجود کبرسنی وکمال ناطاقتی کے کہ ہلنا بھی محال تھا جب اذان کی آواز سنتے تھے۔ بغیر کسی کی مدد کے اٹھتے اور عصاء پکڑ کر مسجد تشریف لے جاتے اور نماز ادا کرتے تھے۔ آپ کو اپنے وقت کا شیخ المشائخ شمار کیا جاتا تھا اور حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے اعظم خلیفہ تھے، صاحب مرآۃ الاسرار نے لکھا ہے کہ آپ اولاد حضرت فاروق اعظم سے تھے، اور سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا اور تمام عمر ایک ختم قرآن ہر روز کرتے رہے، علم صوری کے حصول کے بعد درس بھی دیتے تھے۔ فتویٰ بھی لکھتے تھے۔ ایک دن کوئی شخص ایک غزل بلند آواز میں پڑھ رہا تھا جس کو سن کر آپ از خود رفتہ ہو گئے اور افاقہ ہونے

Marfat.com

پر پیر سے بیعت کی اور ان سے جو تلقین ریاضت پائی تھی اس پر دم واپسی تک عمل پیرا رہے۔ اٹھارہ سال کے مجاہدہ کے بعد مشاہدہ حاصل ہوگیا اور تمام تر استغراقی کیفیت آپ پر طاری رہتی اور باوجود کمال غلبہ حیرت کے عبادت و اوراد، آداب شریعت، تو ضع و اخلاق طریقت کبھی بھی آپ سے ترک نہیں ہوا۔ گلزار میں لکھا ہے کہ بیشتر کتب متداولہ پر حواشی لکھے اور آپ کی تالیفات مشکل کشا ہیں۔ دن بھر روزہ اور راتوں کو عبادت میں گزارتے تھے۔ ادائے تہجد کے بعد طعام نوش فرماتے اور بعد نماز صبح درس دیتے تھے، نماز کے وقت آپ کا خادم لفظ حق حق کہتا تھا تو آپ باہوش ہوتے تھے اور نماز ادا کرتے تھے. صاحب تاریخ بداونی نے لکھا ہے کہ میں دو بار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا نہایت نحیف وضعیف ہو گئے تھے، صرف ہڈی چمڑا رہ گیا تھا اور نور کا ٹکڑا لگتے تھے، ریاض الحیات نے لکھا ہے کہ آپ کے ایک صاحبزادہ تھے جو فوت ہو گئے تھے اس کا الم وغم ایسا ہوا کہ سماع و وجد کی طرف کبھی میل نہ کیا، اس لئے اس کا درد درد الٰہی میں شریک ہوگیا۔ آپ کے مکتوبات مفید ہیں. آپ کے ایک مرید کا کہنا ہے کہ شیخ نجم الدین کبریٰ جس پر نظر ڈالتے ولایت کو پہنچا دیتے. فرماتے کہ اس وقت کتنے لوگ ہیں ان کی طرف نظر فرماتے فی الحال مرتبہ ولایت کو پہنچا دیتے. تقریباً ۱۱۰ سال کی عمر پائی. ۲۴ یا بقولے ۱۴؍ ذی الحجہ ۹۸۹ھ میں وفات پائی۔ عبد النصیر آپ کے خلف وخلیفہ ہوئے۔

Marfat.com

قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی
دعوتی اور عملی خدمات

از: حضرت علامہ ومولانا ڈاکٹر مختار عالم صابری
سابق استاد شعبۂ فارسی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

ساقیٔ خمخانۂ اسرار، سرشار بادۂ بے خمار، شاہد بزم الانسان سری، ہادی ساکنان بحری و بری، غزالی صحراء الوہیت، شہباز تیمم ہوتیت، آشنائے رموز وکنایات معراج، سلطان ملک بقا قطب العالم حضرت شیخ عبدالقدوس بن شیخ اسماعیل قدس سرہ کا شمار عارفان روزگار اور واصلان صاحب اسرار میں ہوتا ہے آپ معرفت و کرامات میں نہایت عالی شان بزرگ گذرے ہیں۔ آپ کے دادا شیخ صفی الدین کا شمار حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اکابر خلفاء میں ہوتا ہے شیخ صفی الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نسبی سلسلہ حضرت امام ابوحنیفہ سے متوصل ہوتا ہے شیخ صفی اپنے علم وثقاہت اور کمالات معنوی کے اعتبار سے ابوحنیفہ ثانی کہے جاتے تھے چنانچہ آپ کے علمی کمالات کا مشاہدہ آپ کی تصنیفات سے کیا جا سکتا ہے۔ ''حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ ملک ہندوستان میں اگر میں نے کسی کو فنون غرائب اور فنون عجائب سے مزین دیکھا ہے تو وہ برادرم شیخ صفی الدین حنفی ہیں۔(۱)

ایک وقت آیا جب دائمی طور پر خدا کی بارگاہ سے حضرت شیخ صفی الدین کو بلاوا آگیا تو اس وقت انہوں نے اپنے بیٹے شیخ اسماعیل کو مسند خلافت پر متمکن کر کے عالم بقا کا سفر کیا۔ شیخ اسماعیل ابھی تربیت کے مراحل ومشاغل کے ایام میں تھے کہ ایک دن اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ قطب الاقطاب امام الواصلین دستگیر بیکساں مخدوم احمد عبدالحق صاحب توشہ قدس سرہٗ کی بابرکت چوکھٹ پر پہنچے اور ان سے شیخ اسماعیل بن صفی الدین نے اپنی روحانی تربیت کی درخواست پیش کی تو حضرت شیخ العالم نے فرمایا کہ تمہارے لئے شیخ صفی الدین کی تربیت ہی کافی ہے البتہ اسی وقت ایک پیشن گوئی فرمائی اور ''فرمایا کہ تمہاری پشت سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا جو سفید نوری ہوگا، بعض تذکروں میں ہے کہ قطب وقت ہوگا اور ہماری نعمت اس کو ملے گی''۔

صاحب بحر ذخار نے مرأۃ الاسرار کی عبارت اس طرح نقل کیا ہے:

''کہ پدرش در خدمت شیخ احمد عبدالحق ارادۂ اخذ فوائد نمود، ارشاد یافت کہ ترا تربیت پدرت شیخ صفی الدین کافیست فامابعد از من از پشت تو فرزندی آید کہ سائر نعمت من بدو رسد وسعید ابد گردد''۔(۲)

وہ نعمت جس کا وعدہ حضرت ایزدی کی تائید سے حضرت شیخ العالم مخدوم عبدالحق قدس سرہٗ نے فرمایا تھا وہ نعمت حضرت عبدالقدوس گنگوہی کو نصیب ہوئی اور دنیا کے سامنے ایک عملی و دعوتی ضابطے کی شکل میں ظاہر ہوئی، قطب عالم شیخ عبدالقدوس کی

Marfat.com

ولادت باسعادت شہر ردولی ۸۶۱ھ میں ہوئی ابتدائی عمر کے مرحلے میں اپنی درسیات کی تکمیل کر کے حضرت شیخ العالم احمد عبدالحق قدس سرہٗ کی مزار پر چلہ کش ہو گئے اسی اثناء میں شیخ العالم کے روحانی رہنمائی سے شیخ محمد سے ظاہری بیعت کی تکمیل فرمائی اور خرقۂ خلافت بھی پایا لیکن آپ کی تربیت باطنی طور پر حضرت شیخ العالم سے ہوئی کیونکہ آپ مخدوم عبدالحق قدس سرہٗ کے غایت معتقد اور عاشق تھے۔ اس واقعہ کی تفصیل بحر ذخار میں اس طرح موجود ہے اور مزید تفصیل کے ساتھ لطائف قدوسی کے لطیفہ ۱۳ میں موجود ہے یہاں بحر ذخار کی عبارت استفادہ کے لئے پیش ہے:

"در سن تمیز مجاور روضۂ شیخ گشت، از تلقین روح آن سلطان اقلیم عین العین، بمرتبۂ تمکین رسیدہ قطب عالم شد، پس بموجب امر باطن شیخ الشیخ محمد نبیرۂ او دست بیعت ظاہری داد شبی از روح شیخ ماذون گشت کہ ترا اصحاب ولایت بلا دست کریم"(۳)

شیخ العالم مخدوم احمد عبدالحق مجدد سلسلہ صابریہ قدس سرہٗ نے قطب عالم عبدالقدوس کی اپنے فیض روحانی سے ایسی تربیت فرمائی کہ سلسلۂ صابریہ کا باقی دعوتی وتذکیری کام جو بہ نحو ارشادات نبویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ادھورا رہ گیا تھا وہ قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی کے توسط سے توسیع وتشکیل کے نقطۂ ارتکاز پر دکھائی دینے لگا تھا قطب عالم کی دعوتی واصلاحی تحریک پورے ملک میں اشاعت پذیر ہوئی حالانکہ قطب عالم کی دعوتی وتبلیغی تحریک کے عہد میں ملک کی حالت غیر یقینی تھی۔

مستحکم مرکزی نظام ختم ہو چکا تھا۔ سلطنت دہلی دم توڑ رہی تھی اس کا سیاسی اور سماجی ڈھانچہ امن وسکون کی صدا لگا رہا تھا۔ صوبائی علاقوں میں خود مختار حکومتیں قائم ہو رہی تھیں دارالسلطنت کے چاروں طرف ہنگامہ اور فتنہ وفساد کا غلبہ تھا۔ ہندوستان کی ان تمام سیاسی طاقتوں میں جو اس وقت اپنا تسلط قائم کرنے کے لئے کوشاں تھیں، وہ راجپوت قوم سب سے زیادہ منظم تھی اجمیر، دہلی، ناگور، چندریری، ردولی، وغیرہ مقامات پر حالات ایسے نازک ہو گئے تھے کہ مسلمان ان علاقوں کو چھوڑ کر دوسری جگہ بسنے لگے تھے ان حالات کے گردوپیش میں قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ حضرت شیخ العالم مخدوم عبدالحق کے کمال ولایت اور صفت جلال مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کلیری کی سب سے روشن دلیل بن کر ملک کی ایسی باغیانہ اور ابتر فضا میں اپنی دعوتی و تذکیری سرگرمیوں کے وسیلے سے ان تباہ حال انسانوں کو حالات سے نپٹنے کے لئے ایمانداری، عدل وخیر، اخوت اور انسانی بھائی چارے اور محبت کی تعلیم دی اور اپنے عقیدت مندوں اور خلفاء کو تبلیغ واشاعت دین کی طرف توجہ دلائی۔ قطب عالم ابتدا سے اپنی ذات کو سیاست اور سلاطین کی قربت سے دور رکھتے تھے اور یہ صوفیا حضرات شاہی درباروں سے اپنے آپ کو اس لئے دور رکھتے تھے کہ درباری خوشامد میں ان کا دین نہ خراب ہو جائے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ اپنے سابقہ مشائخ کے اصول کے مطابق یہ عمل نہیں تھا جس کی شہادت قطب عالم سے متعلق لطائف قدوسی میں اس طرح موجود ہے:

"قاضی محمود تھانیسری داروغہ ردولی بود، چوں بجہت ملاقات می آید حضرت قطبی گریختہ درویرانی می رفتند کہ تبری از اہل دنیا برکمال بود، اختلاط بایشان، زہر قاتل می دانستند ومی فرمودند کہ از اہل دنیا بوی کریہہ می آید لاچاری گریزم"(۴)

صوفیاء کی ذات امت مسلمہ محمدیہ کی فکری، علمی، عملی اور ادارہ جاتی بحالی کے لئے سب سے توانا اور معجز آثار ہے اس وقت کے ہندوستانی منظر نامہ میں احیاء ملت اور دعوتی کام کے فروغ کے لئے قطب عالم کا سیاست اور سلاطین سے ربط پیدا کرنا

Marfat.com

ضروری ہوگیا تھا۔(۵)

چنانچہ قطب عالم نے امت اور ان کے حوالے سے مظلوم انسانیت کی اصل زمینی حقائق سے آگاہی کے لئے ایک طویل مکتوب (۶) بادشاہ سکندر لودھی کو لکھا اور اس کے ذریعہ بادشاہ کو ہدایت کیا کہ خلق خدا سے غم خواری بالخصوص ائمہ اور علماء کی تیمارداری پر خاص توجہ دی جائے۔

کچھ عرصہ بعد جب شہنشاہ بابر کا ہندوستان پر تسلط ہوگیا تو انہوں نے اسلام کے ضروری احکام و تعلیم اور خلق خدا کے حقوق سے باخبر رہنے کی ہدایت کرتے ہوئے ایک خط لکھا:

"باید وسزد کہ برائے شکر نعمت منعم سایہ عدل بر عالمیان چنان کشند ہیچ کس بر ہیچ ظلم نکند و ہمہ خلق و ہمہ سپاہ باوامر ونواہی شرع مستقیم ومستدیم بوند نماز باجماعت بگذارند و علم علماء را دوست و در بازار ہر شہری محتسبان بگردند تا شہر و بازار را بجماس عدل شرع محمدی بیارانید وروشن ومنور گردانند چنانکہ در عہد سلف وخلفاء راشدین با جمیع شرائط بی شبہ بودے۔"(۷)

قطب عالم نے اپنی دعوتی خدمات کے تناظر میں انسانی جماعت کے ہر طبقے کی خدمت کی امراء و بادشاہان عوام کے تئیں شدت ظلم اور شقاوت قلبی سے پیش آتے تو ان کے دلوں کا علاج اپنی نصیحتوں سے کیا جہاں رہے اور جس جگہ بھی گئے پیغام ربانی اور خدمت آدمیت میں مصروف رہے لطائف قدوسی میں ایک واقعہ نقل ہے آپ ایک دفعہ لکھنو کے کسی سرائے کے قریب قیام پذیر تھے برسات کا موسم تھا انتہائی بارش ہو رہی تھی پورا شہر بارش سے بدحال ہوگیا عاملان حکومت کی ساری کوشش بیکار ثابت ہو رہی تھیں شہر کے سارے مکانات سرائے درہم و برہم ہو رہے تھے زراعت تباہ ہو رہی تھی حکومت کی ساری طاقتیں بے کار اور عاجز ہوگئیں تو قطب عالم کی بارگاہ میں دعا گوئی کے لئے عوام وخواص نے اپنا عریضہ پیش کیا جب قطب عالم شاہ عبدالقدوس قدس سرہٗ نے بارگاہ ایزدی میں دعا کی بارش فوراً بند ہوگئی تو پریشان مخلوق خدا کو راحت نصیب ہوئی دوسرے سال میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے عوام پریشان ہوکر قطب عالم سے بارش ہونے کی دعا کرانے آئی آپ نے دعا فرمایا پھر لکھنو میں بارش ہوئی۔

استفادہ کے لئے لطائف قدوسی کی اصل عبارت پیش ہے:

"در یکسالی برشگال غالب شد ومخرج آب غدیرہ بزرگ کہ قریب سرای حضرت قطبی بود عاملان قصبہ لکھنوی بستند بواسطہ آنکہ ضرر بزراعت اوشاں می رسد آب آں غدیرہ واژگون درسرای آمد بحدیکہ از غلبہ آب بعضی خانہا سرای درہم افتاد ز ہر چند بعاملان لکھنوی گفتہ کہ مخرج آب بکشادند بلکہ برعکس زیادت محکم کردند و برسر آن بند دار نصب کردند تا ہر کہ این بند بکشاید و پرا بر دار نہند عاقبت کار عاجز گشتیم واین معاملہ بسمع حضرت قطبی رسید فرمودند۔۔۔"(۸)

شیخ عبدالقدوس کی نگاہ میں قدرت نے ایسا جلال اور زبان میں ایسی تاثیر بخشی تھی کہ آپ جس کو دیکھ لیتے وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا اور جس کے لئے جو ارشاد فرما دیتے وہ یقینی طور پر واقع ہوتا تھا آپ کے ایک مرید شیخ بھورو بھی تھے جو ابتدا میں ہندو تھے آپ کے دست حق پرست پر مسلمان ہوئے اور رنگریزی کا پیشہ چھوڑ کر یاد الٰہی میں مشغول ہو کر بلند پایہ کے بزرگ ہوئے۔

قطب عالم نے اپنی مساعی جمیلہ سے جو سب سے بڑا کام کیا وہ سلسلہ صابریہ کے نظام کو ترتیب دیا اور اس سلسلے کی تعلیمات کو

Marfat.com

ہندوستان کے ہر خطے میں پھیلایا اور اپنے مریدین کی اصلاح وتربیت کی طرف خصوصی توجہ دی مریدوں کے نام جوان کے اصلاحی و دعوتی خطوط ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مریدوں کی روحانی تعلیم کو بڑی اہمیت دیتے تھے اور یہ کوشش کرتے تھے کہ کسی حال میں ان کی طرف سے غفلت نہ برتی جائے۔ قطب عالم کے سات فرزند تھے جو سب کے سب عالم باعمل اور صاحب مرتاض ولی تھے ان میں کئی صاحب تصنیف ہوئے ہیں ان میں ایک شخص شیخ رکن الدین تھے جو بڑے ولی اللہ اور برگزیدہ خدائے متعال تھے یہ تمام عمر اپنے والد کے نقش قدم پر قائم رہے۔

قطب عالم اپنے مریدوں اور خلفاء کو روحانی ترقی کے لئے اتباع شریعت کی تاکید فرماتے تھے ان کا عقیدۂ راسخ یہ تھا کہ شریعت کے اتباع کے بغیر روحانی ترقی کے لئے جو بھی کوشش کی جائے وہ نقش برآب ثابت ہوگی۔

قطب عالم کو خود بھی شریعت وسنت کی اتباع کا خاص خیال رہتا تھا شیخ رکن الدین نے رشد نامہ کے حاشیہ میں لکھا ہے:

''حضرت ایشان چنان درشرع محمدی و درعقیدۂ اہل سنت و جماعت راسخ القدم بودندکہ ذرہ ازشرع تجاوز نبود۔''(۹)

شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے خلفاء کی بڑی کثیر تعداد تھی اقتباس الانوار نے تو پانچ ہزار خلفا کا ذکر کیا ہے آپ کے خلفا میں چند ایسے بزرگ گذرے ہیں بالخصوص شیخ جلال الدین تھانیسری ۹۸۹ھ/۱۵۹۱ء شیخ عبدالغفور اعظم پوری ۹۸۵ھ/۱۵۷۷ء شیخ عبدالعزیز کیرانوی، شیخ عبدالستار سہارنپوری شیخ عبدالاحد، سید رفیع الدین اکبر آبادی شیخ عبدالرحمن یہ سارے خلفا بڑے صاحب کمال تھے ان حضرات نے سلسلۂ صابریہ کی نشر واشاعت میں انتہائی انہماک سے کام کیا اور سلسلہ کے دائرہ کو وسیع کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہے عوام وخواص کی ارشاد وتلقین میں اپنی پوری زندگی صرف کردیں۔

قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی نے اپنی بے انتہا کاوشوں سے ہندوستان کے افق پر اپنے علمی، عملی اور اسلامی خانقاہ سے جو دعوت وتبلیغ کا نور پھیلایا تھا راقم نے اس کا مختصر جائزہ پیش کیا ہے اب ان کے علم وفضل تفقہ فی الدین اور ان کی تصنیفات کا ایک مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے کہ آج کی دنیا میں تحریک تصوف کے معترضین قطب عالم کے تصنیفی خدمات کی روشنی میں فیصلہ کرسکتے ہیں کہ یہ صوفیا حضرات نے دنیا کو کس روشنی کی طرف آنے کی دعوت اپنے علم وعمل سے دیا ہے۔

قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ علم وفضل کے اعتبار سے بہت بلند مقام رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظاہری اور باطنی علم میں کامل دسترس عطا فرمائی۔ قرآن وحدیث پر آپ پوری طرح عبور رکھتے تھے آپ کا حافظہ بڑا باکمال تھا جس چیز پر ذرا سا غور فرماتے فوراً از بر یاد ہو جاتی ظاہری علوم کے علاوہ آپ نے جب بے پناہ ریاضت کی تو اس وقت مشاہدہ کے ذریعہ بے پناہ علوم آپ پر ظاہر ہوئے اور اسرار ورموز اتنے زیادہ ملے کہ جب کوئی علمی بات ہوتی تو آپ فوراً اس کے اسرار بیان فرما دیتے بعض وقت آپ ایسے ایسے نکات بیان فرماتے کہ بڑے بڑے علما کے علم میں نہ ہوتے آپ۔ جب کبھی علمی مقدمات کی تفہیم بیان فرماتے تو اس کی تفصیل وتفسیر بالکل منفرد ہوتی وسعت علم کے لحاظ سے آپ مقتدر علما وفضلا کے مرجع ومقتدا تھے۔ آپ کی عالمانہ تصانیف سے آپ کے مطالعہ کی وسعت اور نظر کی بلندی کا اندازہ ہوتا ہے۔

آپ اپنے طبع شریف اور قلب سلیم کے سبب بعض بزرگوں سے بڑی عقیدت رکھتے تھے انہیں میں ایک بزرگ خواجگی

Marfat.com

ہوری تھے جو قصبۂ سدھورا میں رہتے تھے قطب عالم ان کے زہد وتقویٰ کے مشتاق تھے ایک دن آپ نے شیخ خواجگی کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ظاہری علوم کو باقاعدگی سے حاصل نہیں کیا جس کا مجھے احساس ہے شیخ سدھورا نے فرمایا جائیے شغل باطنی میں مشغول ہو جائیے اس کوچہ میں تمام اصول فروع اور تمام فروع اصول ہے کوئی مشکل پیش نہیں آئیگی چنانچہ بعینہٖ یہی ہوا۔ آپ کے زمانہ میں جس عالم متبحر کو کوئی اشکال پیش آتا آپ کی جانب رجوع کر کے مشکل حل کرتا تھا آپ کی خدمت میں مصروف علماء وقت مثلاً مولانا علاؤ الدین دانشمند مولانا شیخ عزیز اللہ دانشمند وغیرہ کتاب کے مشکل اور غامض عبارتوں کو سمجھنے اور مشکل نکات کے اسرار کو حل کرانے کے لئے آتے تھے۔

آپ نے رموز تصوف کی اعلیٰ ترین کتاب عوارف المعارف کی عربی شرح اس عالمانہ بصیرت سے لکھی ہے کہ آج تک کسی عالم نے ایسی شرح نہیں لکھی اور اس میں موجود نکات و اسرار کو ایسے لطیف و غریب پیرایہ میں بیان کیا جو بہت ہی نادر ہیں۔ آپ کے تفرد اور علمی شان کو سمجھنے کے لئے بہ طور سند لطائف قدوسی کی عبارت پیش ہے:

''اما بعلم لدنی وفیض الٰہی چندان استعداد بود کہ در ہر علمی بحثہا غریب کردند و تصانیف بسیار کردند و می فرمودند کہ در ابتداء حال نسخۂ عوارف بجہت برکت در حجرۂ مامی بود در آن نسخہ چندان دخل نبود عاقبت الامر کار تا بحدی رسید کہ نسخۂ عوارف را شرح عربی کردند و نکات و اسرار غریب نوشتند۔''(۲)

قطب عالم نے بڑی استدلال و استناد سے مصروف صوفیائے باصفا کی کتابوں پر شرحیں لکھیں مثلاً شیخ اکبر محی الدین عربی کی فصوص الحکم پر حاشیہ تیار کیا اور اصطلاحات کاشی، کا انتہائی عالمانہ اور سودمند شرح لکھی۔

آپ کی دیگر شاہکار تصانیف یہ ہیں:

رسالہ قدوسیہ، غریب الفوائد، رشد نامہ، مظہر العجائب، مکتوبات قدوسیہ، فن علم قرآت پر فوائد التجوید اور خطبۂ جمعہ

آپ نے اپنی تصانیف میں اپنے نظریہ کی تائید میں خصوصی طور پر وحدت الوجود پر زیادہ زور دیا ہے اور اس فلسفے کی حمایت میں استدلالی توضیحات بھی پیش کی ہیں۔

آپ سے ملاقات اور استفادہ کے لئے ہندوستان کا علم دوست بادشاہ ۹۴۶ھ میں سلطان نصیر الدین ہمایوں شاہ خراسان و ہند کے علما و عرفاء کی جماعت کے ساتھ آپ کی بزم روحانی میں آیا اور حقائق تصوف اور سلوک طریقت کے غامض اسرار و رموز آپ سے سمجھا۔

گلزار ابرار کی عبارت آشنائے احوال کے لئے پیش ہے:

''گویند در سال نہصد و چہل و شش سلطان نصیر الدین ہمایوں شاہ با طائفہ از علماء و عرفاء خراسان و ہند مانند مولانا محمد پیر علی و مولانا جلال تہیہ بہ آہنگ استفادہ بہ ملازمت او رسیدہ روحانی بزم دربائی انجمن گرم کردی و ہر مشکلی کہ در فن داشتی بہ دستیاری گفتارش آسان شدی۔۔۔''(۸)

قطب عالم کی ذات علم و عرفان کے لحاظ سے منبع فیض تھی ہندوستان کے مختلف علاقوں سے ہی نہیں بلکہ خطہ ایشیا سے بھی علم و

Marfat.com

معرفت کا فیضان لینے کے لئے لوگ آتے رہتے تھے۔ لطائف قدوسی میں ایک واقعہ نقل ہے کہ آپ سے ملنے کے لئے بادشاہ سکندر لودھی کے عہد میں اعلم علما پیران سیدی احمد دانشمند ملتان سے آئے قطب عالم اس وقت شاہ آباد میں قیام فرماتے تھے آپ نے مولانا احمد کو نور المعالی شرح قصیدہ امالی جو آپ کی تصنیف تھی پیش کیا اور وحدت الوجود کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو ہوئی تو شیخ سید احمد نے کہا ''دوسیدی احمد گفتند کہ افسوس اگر مصاحبان واسباب ثلثیہ بیشتر رفتہ بودی چند روز بملازمت حضرت شیخ می بودم'' اور سید احمد ملتانی نے قطب عالم کے وحدت الوجود موقف کو تسلیم کرلیا اور آپ کے مرید بھی ہوگئے۔ (۱۳)

قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی اپنے فرزندوں کو حصول علم کے اصل مقصود کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''وبدانکہ مقصود از علم، عمل است کہ فردا از عمل خواہند پرسید نہ از بسیاری علم، و مقصود از عمل اخلاص و محبت حق تعالیٰ است'' (۱۳)

ترجمہ: اور یہ اچھی طرح جان لو کہ علم سے مقصود عمل ہے کہ قیامت کے دن عمل (ہی) کے متعلق پوچھا جائے گا نہ کہ علم کی کثرت کی بابت۔ عمل سے مقصود نیت کی سچائی اور حق تعالیٰ کی محبت ہے۔

قطب العالم شیخ عبدالقدوس قدس سرہٗ کی تعلیمات

بھوک کی قسمیں: گرسنگی دو قسم کی ہے۔ علوی اور سفلی۔ (۱۴)

آپ فرماتے ہیں ''گرسنگی کثیف کو لطیف تک پہنچاتی ہے اور مقید کو مطلق کا نشان دیتی ہے اور انسانیت کو رحمانیت کی طرف لے جاتی ہے کیونکہ گرسنگی سے آدمی خدائے تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔'' (۱۵)

بھوک کے مقام:

قطب عالم فرماتے ہیں'' بھوک کے تین مقام ہیں پہلے مقام کو بھوک کی آگ کہتے ہیں جس کی غذا پانی اور طعام ہے۔ دوسرے مقام کو درد و محبت و عشق کی آگ کہتے ہیں اس کی غذا خون جگر اور خاشاک وغیرہ ہے۔ تیسرے مقام کو محبوب و معشوق کی آگ کہتے ہیں جس کی غذا حسن و جمال اور اوصاف کمال ہیں۔'' (۱۶)

صاحبان عرفان کے لئے فرماتے ہیں:

''خانۂ بشریت سے نکل کر شہر احدیت کی طرف ہجرت کرنا چاہئے اور حضرت صمدیت کا مشتاق ہونا چاہئے''

قطب عالم اپنے زاویہ روحانی میں بیٹھ کر ملک اور بیرون کے علما وعرفاء کی علمی رہنمائی فرمائی علم و معرفت سے متعلق ان سے جو بھی سوالات کئے گئے اس کا بصیرت افروز جواب دیا اہل سنت والجماعت کو آپ کی ذات سے تقویت حاصل ہوئی آپ کے علمی شان کا اثر امراوزرا اور عوام و خواص سب کے دلوں پر بیٹھ گیا تھا آپ کے کمالات علمیہ کے متعلق آئین اکبری میں جو اپنی روایت و درایت کے لحاظ بڑی اہم تاریخ مانی جاتی ہے آپ کی روحانیت اور دانش صوری و معنوی کی وضاحت اس طرح کیا ہے:

''دانش صوری و معنوی اندوخت و درایزدی شناس والا پایہ شد۔ فراوان حقائق از و برگویند۔ جنت آشیانی بابرخی کار آگہان بزادیہ او درشدی و انجمن آگہی گرمی پزیرفتی۔'' (۱۷)

Marfat.com

حوالے

۱۔ اقتباس الانوار، شیخ محمد اکرام قدوسی، ص ۵۰۶

۲۔ بحر ذخار، وجیہ الدین اشرف، تصحیح آزرمی دخت صفوی، ص ۶۱۹

۳۔ ایضاً ص ۶۲۰

۴۔ لطائف قدوسی، شیخ مولانا رکن الدین، ص ۱۸۔۱۹

۵۔ آئین اکبری، ابوالفضل علامی، ص ۲۱۴

۶۔ مکتوبات قدوسی، ص ۴۴۔۴۶

۷۔ ایضاً ص ۳۳۷

۸۔ لطائف قدوسی، ص ۶۷

۹۔ رشد نامہ شیخ عبدالقدوس ابتدائی زمانے کی تصنیف ہے شیخ رکن الدین نے اس پر حاشیہ لکھا تھا۔

۱۰۔ لطائف قدوسی، ص ۸

۱۱۔ گلزار ابرار، محمد غوثی شطاری، مرتبہ ڈاکٹر ذکی ص ۲۱۶۔۲۱۸

۱۲۔ لطائف قدوسی، شیخ مولانا رکن الدین ص ۵۴

۱۳۔ مکتوبات قدوسی، ص ۳۲۔۳۳

۱۴۔ رسالہ قدسیہ

۱۵۔ آئین اکبری، ابوالفضل، ص ۲۱۴

Marfat.com

شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمہ اپنے ملفوظات کے آئینے میں

مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی
السید محمود اشرف دارالتحقیق والتصنیف
جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر (یوپی)

شیخ عبدالقدوس بن شیخ اسماعیل گنگوہی قدس سرہ العزیز امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی نسل سے، سلسلۂ چشتیہ صابریہ کے عظیم صاحب وجد وحال بزرگ تھے۔

اسم گرامی: شیخ عبدالقدوس ابن شیخ اسماعیل

ولادت باسعادت: ۸۶۱ھ

نکاح: شیخ العالم مخدوم احمد عبدالحق ردولوی متوفی ۱۵ جمادی الثانی ۸۳۷ھ کی پوتی شیخ عارف کی دختر شیخ محمد کی ہمشیرہ کے ہمراہ ہوا۔

بیعت وارادت: شیخ العالم مخدوم عبدالحق ردولوی کے پوتے شیخ محمد بن شیخ عارف کے دست حق پرست پر مرید ہوئے۔

اکتساب فیوض: اپنے پیر شیخ محمد قدس سرہ کے علاوہ بلاواسطہ مخدوم عبدالحق ردولوی قدس سرہ کی روحانیۂ مبارکہ سے عالم ظاہری میں اکتساب فیوض فرمایا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شیخ عبدالرحمن چشتی نے لکھا ہے کہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی "شیخ احمد عبدالحق ردولوی کے معتقد اور عاشق تھے اور انہیں کی روحانیت سے مستفیض ہوتے تھے" شیخ احمد عبدالحق قدس سرہ کی روحانیت حضرت شیخ عبدالقدوس علیہ الرحمہ کی تربیت میں اس قدر متوجہ ہوئی کہ اگر آخر شب میں آپ پر نیند غالب آجاتی تو حضرت (شیخ احمد عبدالحق) آپ کو جگا دیتے تھے کہ اٹھو اور نماز تہجد ادا کرو۔ اگر آپ ماں باپ کے گھر جاتے یا کسی اور کام کی طرف متوجہ ہوتے تو اسی وقت آواز "حق حق حق" آپ کو ظاہری کانوں سے سنائی دیتی تھی اور متنبہ ہو کر آستانہ عالیہ میں چلے جاتے اور اصل کام (ذکر وشغل) میں مشغول ہو جاتے۔ (اخبار الاخیار، ص ۲۶۳، مرأۃ الاسرار، ص ۱۱۸۷ بحوالہ لطائف قدوسی ص ۱۰)

شیخ عبدالقدوس گنگوہی کتاب "انوار العیون" میں خود فرماتے ہیں:

"اس فقیر کو ارادت واجازت پہلے عالم معاملہ میں حضرت شیخ العالم سے درست ہوگئی اس کے بعد حضرت کے پوتے شیخ الوقت حضرت شیخ محمد مدظلہ واعلیٰ قدرہ کے ہاتھوں پر بیعت کی اور اجازت کے شرف سے مشرف ہوا۔ حضرت شیخ العالم نے کئی

Marfat.com

مرتبہ عالم معاملہ میں اس فقیر پر لطف و کرم فرمایا اور ہاتھ پکڑ کر بڑے لطف و کرم سے ارشاد فرمایا کہ ''میں نے تجھ کو خدا تک پہنچا دیا''۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

اس فقیر کو حضرت شیخ العالم کے ساتھ اس قدر معاملات پیش آئے کہ حد شمار سے باہر ہیں۔ کوئی وقت ایسا نہیں ہوتا تھا کہ اس سے غفلت ہوتی ہو اور یہ واقعات حضرت (شیخ العالم) کی وفات کے چالیس سال بعد پیش آئے۔(انوار العیون ص ۱۸۱، بزم صوفیہ ص ۶۲۶)

علم ظاہری و باطنی کا حصول: ابتداء میں حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی علیہ الرحمہ علم ظاہری کے حصول میں مشغول ہوئے لیکن شیخ مخدوم احمد عبد الحق ردولوی علیہ الرحمہ کی روحانیت نے انہیں اکتساب سے بے نیاز کر دیا اور اپنی روحانی توجہ سے ان کے سینہ کو علوم و معارف کا گنجینہ بنا دیا۔ علم کے حجاب اکبر کو دور کر کے علم و عرفان کے انوار سے ان کے پورے وجود کو منور فرما دیا۔

شیخ عبد الرحمن چشتی لکھتے ہیں:

''ایک رات کتاب ''کافیہ'' ہاتھ میں لیے آنحضرت (شیخ عبد الحق ردولوی) کے مزار پر گئے۔ مزار سے حق حق کی آواز آنے لگی۔ اس سے آپ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ بے خود ہو کر گر پڑے۔ (ہوش میں آئے تو یہ آواز سنائی دی)''اپنے تختۂ دل کو ''العلم حجاب اکبر'' (علم سب سے بڑا حجاب ہے) سے سیاہ نہ کرو اور اصل کام میں مشغول ہو جاؤ۔ چنانچہ آپ کو شغل باطن میں مشغول کیا گیا۔ اسی روز سے آپ نے کتابوں کا مطالعہ ترک کر دیا اور شیخ کی روحانیت سے اخذ فیض کرتے رہے۔ (مرآۃ الاسرار ص ۱۱۸۷)

علوم ظاہری میں تبحر و کمال: جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اپنی معرفت حاصل کرا دیتا ہے اور بندہ عرفان کی منزلوں سے ہم کنار ہوتا ہے تو اس پر اشیاء کی حقیقتیں منکشف ہو جاتی ہیں۔ اس پر علوم و معارف کے اسرار کھل جاتے ہیں۔ اس کا سینہ باطنی علوم کے ساتھ ساتھ ظاہری علوم کا بھی گنجینہ بن جاتا ہے۔

شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہ نے علوم ظاہری کی تکمیل کسی درسگاہ سے نہیں کی تھی لیکن شیخ احمد عبد الحق ردولوی کی روحانی توجہ نے انہیں علوم ظاہری کا بھی متبحر و باکمال عالم بنا دیا تھا۔

حضرت شیخ کے فرزند ارجمند شیخ رکن الدین جنہوں نے حضرت شیخ کے ملفوظات و حالات کو ''لطائف قدوسی'' کے نام سے جمع فرمایا ہے خود تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت قطبی اگر چہ علم را بکسب خود نیا موختند درخرابیہا و درخلوتہا بریاضت و مجاہدات عمر گذرانیدند چوں خوانندۂ ازل بود فتح باب علم لدنی چناں شد کہ ہم علم ظاہری و ہم علم باطنی شد بحدے کہ علماء وقت کہ استاذ اں بودند پیش حضرت ایشاں دم زدن نمی توانستند وجز اطاعت و قبول ہیچ راہ نہ دانستند''

میرے حضرت قطب (شیخ عبد القدوس) نے گر چہ اپنے کسب سے علم حاصل نہیں کیا۔ ہمیشہ ویران جنگلوں اور خلوتوں میں ریاضت و مجاہدہ میں عمر گذاری لیکن جب رب ازل کی طرف سے پڑھائے ہوئے تھے تو علم لدنی کا دروازہ ایسا کھلا اور علم ظاہری

Marfat.com

وعلم باطنی میں اس حد کو پہنچے کہ علماء زمانہ جو اساتذۂ فن ہوا کرتے تھے انہیں بھی حضرت کے سامنے مجال دم زدن نہ ہوتی اور حضرت کی بات ماننے کے سوا انہیں کوئی راہ نہیں ملتی تھی۔ (لطائف قدوسی لطیفہ ۷)

شیخ رکن الدین مزید تحریر فرماتے ہیں:

روز پیش شیخ خواجگی فرمودند کہ ما علم نہ خواندہ ایم علی الخصوص در علم اصول دخلے نداریم، چہ کنیم؟ شیخ خواجگی گفتند کہ بروید مشغول شغل باطن شوید در یں راہ ہمہ اصول فروع است و ہمہ فروع اصول۔ ہیچ مشکل نخواہد ماند وفی الواقع ہمچناں شد، حضرت قطبی آں کہ تعلیم پیش استاذاں نکردہ بودند ایں فقیر را نسخۂ شاشی وحسامی وجز آں در علم اصول تعلیم کردند و چوں ایں فقیر ''نسخہ کشف منار'' در علم اصول پیش استاذان دہلی شروع کرد قطبی سبق فقیر را میدند بحثہاء غریب میکردند چنانچہ علماء وقت را تعجب میشد:

ایک دن آپ نے شیخ خواجگی (سدھوری) سے کہا کہ ہم نے علم حاصل نہیں کیا ہے خصوصاً علم اصول میں کچھ دخل نہیں رکھتے۔ ہم کیا کریں؟ شیخ خواجگی نے فرمایا: جاؤ اور شغل باطن میں مشغول رہو۔ اس راہ میں تمام اصول فروع ہیں اور تمام فروع اصول۔ کچھ مشکل باقی نہیں رہے گی۔ واقعی ویسا ہی ہوا۔ حضرت قطب نے گرچہ کسی سے تعلیم حاصل نہ کی تھی اس فقیر کو شاشی، حسامی وغیرہ اصول کی کتابیں پڑھائیں جب فقیر نے دلی کے اساتذہ کے پاس علم اصول کی کتاب ''کشف منار'' کے اسباق پڑھنا شروع کیا تو میرے حضرت میرے اسباق کو دیکھتے تھے اور اس پر ایسے عجیب وغریب مباحث پیش کرتے کہ علماء وقت کو تعجب ہوتا تھا۔ (لطائف قدوسی لطیفہ ۸)

شیخ احمد عبدالحق ردولوی کی روحانی توجہ نے آپ کو علم میں ایسا باکمال بنادیا تھا کہ وقت کے جید علماء اپنی علمی اشکالات کو آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر پیش کرتے اور مطمئن ہو کر واپس جاتے۔

چنانچہ شیخ رکن الدین فرماتے ہیں:

''مولانا علاء الدین دانشمند کہ ساکن قصبہ ردولوی بزدوی وقت سبق گفتن مشکل شدہ بودے ایشاں آں مشکل را بخدمت شیخ عزیز اللہ دانشمند برادر حضرت قطبی و بخدمت قاضی حماد دانشمند بازنمودند مشکل حل نشد باز آں مشکل را بحضرت قطبی بازنمودند بر فور اداء معنیٔ کلام بزدوی چناں فرمودند کہ ہیچ مشکل نماند و مقام غامض حل شد''

ردولی کے رہنے والے مولانا علاء الدین کو بزدوی (اصول بزدوی) کے سبق میں کوئی اشکال درپیش تھا۔ انہوں نے حضرت کے برادر شیخ عزیز اللہ کی طرف رجوع کیا پھر قاضی حماد کے پاس وہ اشکال رکھا لیکن حل نہ ہو سکا۔ بالآخر وہ اشکال حضرت قطب (شیخ عبدالقدوس گنگوہی) کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت نے اس وقت کلام بزدوی کی ایسی تشریح فرمائی کہ اشکال باقی نہ رہا اور مشکل مقام کا حل نکل آیا۔

تصانیف: شیخ عبدالقدوس گنگوہی نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ چنانچہ مشہور تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) حاشیہ شرح صحائف۔ علم کلام میں۔

کتاب مذکور کے متعلق شیخ رکن الدین فرماتے ہیں:

Marfat.com

چوں فقیر نسخۂ شرح صحائف در علم کلام خواند حضرت قطبی نسخۂ شرح صحائف را مطالعہ شروع کردند بفضل اللہ وعونہ تمام نسخہ را مطالعہ کردند بحثہا ئے غریب در حواشی مذکور بنوشتند آں نسخۂ صحائف فقیر در حادثہ غارت مغلاں فوت شد"

جب فقیر نے علم کلام میں شرح صحائف کا نسخہ پڑھا تو حضرت نے پوری شرح کا مطالعہ فرمایا اور اس پر نادر و نایاب حواشی تحریر فرمائے۔ وہ نسخہ فقیر کے پاس سے مغلوں کے حملے میں غائب ہوگیا۔(ایضا)

(۲) شرح عوارف المعارف عربی زبان میں:

علم تصوف کی معرکۃ الآرا کتاب عوارف المعارف کی شرح عربی زبان میں لکھی۔ اس میں عمدہ نکات اور عجیب وغریب اسرار تحریر فرمائے۔

شیخ رکن الدین فرماتے ہیں:

نسخۂ عوارف را شرح عربی کردند و نکات و اسرار غریب نوشتند۔(ایضا)

(۳) انوار العیون: خود اپنے قلم سے تصنیف فرمائی۔ یہ سات فن پر مشتمل ہے۔ فن اول میں شیخ احمد عبدالحق ردولوی کے فضائل ومناقب لکھے ہیں اور ان سے اپنی غایت درجہ کی عقیدت کا اظہار بھی کیا ہے۔(اخبار الاخیار ص ۴۶۳)

(۴) مکتوبات قدوسی: حضرت شیخ نے لمبی عمر پائی تھی۔ سلطان بہلول لودھی سے لے کر نصیر الدین ہمایوں کے عہد حکومت تک آپ مسند ارشاد و ہدایت پر متمکن رہے۔ سلاطین وقت کمال نیازمندی و اخلاص سے پیش آتے تھے۔ چنانچہ آپ نے ان کو جو خطوط لکھے ہیں ان کا مجموعہ تاریخ تصوف کا ایک درخشاں باب ہے۔ تذکرۂ اولیاء ہند میں لکھا ہے کہ شاہ نصیر الدین ہمایوں حقائق ومعارف سمجھنے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے کیوں کہ آپ اس علم میں ممتاز تھے۔(مرآۃ الاسرار ص ۱۱۹۰)

(۵) رسالہ قدسیہ: علم تصوف میں یہ رسالہ علوم ومعارف کا خزینہ ہے۔ حضرت شیخ نے اس میں تصوف کے پیش بہا گوہر لٹائے ہیں۔

آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ بھوک کی دو قسمیں ہیں۔ ایک سفلی بھوک۔ دوسری علوی بھوک۔ سفلی بھوک میں انسان وحیوان دونوں شریک ہیں اور علوی بھوک صرف انسان میں ہے۔ سفلی بھوک سے جس طرح حیوان ترقی نہیں کرسکتا اسی طرح اس سے انسان کچھ ترقی نہیں کرسکتا البتہ علوی بھوک سے انسان اللہ تک پہنچتا ہے۔

اس پر طویل بحث ذکر کرنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں: اب اچھی طرح سن لو کہ بھوک کے تین درجے ہیں۔ ایک کو آتش گرسنگی کہتے ہیں جس کی خوراک کھانا و پانی ہے۔ دوسرے کو درد محبت وعشق کہتے ہیں جس کی غذا خون جگر اور خس وخاشاک ہیں۔ تیسرے کو آتش محبوب ومعشوق کہتے ہیں جس کی غذا حسن و جمال اور اوصاف کمال ہے جیسا کہ ارشاد ہے" ان اللہ جمیل یحب الجمال"(اخبار الاخیار ص ۴۶۷)

(۶) لطائف قدوسی: یہ گرچہ آپ کی تصنیف نہیں۔ اس کے مؤلف آپ کے فرزند شیخ رکن الدین ہیں۔ اس میں انہوں نے حضرت شیخ کے حالات وکوائف درج کیے ہیں لیکن یہ کتاب آپ کے کثیر ملفوظات وافادات پر مشتمل ہے۔

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ کا گروہ صوفیہ میں کیا مقام تھا اس کا اندازہ آپ کے ملفوظات ومکتوبات سے ہوتا ہے۔

Marfat.com

گروہ اولیاء میں شیخ مخدوم احمد عبدالحق ردولوی علیہ الرحمہ سالک مجذوب تھے۔ یہ مقام بہت کٹھن ہوتا ہے۔کیوں کہ جذب کے ساتھ سلوک بہت مشکل امر ہے،عالم سکر میں اتباع شریعت کا دامن نہ چھوٹے یا اتباع شریعت کے وقت سکر عالم صحو میں بدل جائے یہ خاص انعام ربانی ہے جو خاصان حق میں سے اخص الخواص کو نصیب ہوا کرتے ہیں۔

حضرت مخدوم ردولوی علیہ الرحمہ کے تذکرے میں آیا ہے کہ اکثر و بیشتر آپ پر غلبہ حال اور جذب کی کیفیت چھائی رہتی تھی لیکن جیسے ہی مؤذن نماز کے لیے اذان کہتا فوراً جذب کی کیفیت ختم ہو جاتی۔آپ کے مریدین حق حق حق کا نعرہ لگاتے ہوئے مسجد کی طرف روانہ ہوتے اور محویت کے عالم میں ان کے پیچھے پیچھے مسجد جاتے پھر کمال ہوش وحواس کے ساتھ نماز ادا فرماتے۔بعد نماز پھر جذب کی کیفیت طاری ہو جاتی۔حضرت مخدوم کے فیض باطنی سے شیخ عبدالقدوس گنگوہی کو بھی یہ مقام حاصل تھا۔آپ کے فرزند شیخ رکن الدین فرماتے ہیں:

میرے حضرت قطب نے عمر کے آخری ایام میں سکوت اختیار کرلیا تھا۔متواتر عالم محویت و حیرت میں رہتے تھے۔(مقدمہ لطائف قدوسی) آپ کے فرزند مزید لکھتے ہیں: میرے حضرت قطب مراقبہ توحید وفنا بھی مدت دراز تک کرتے رہے۔حضرت باعتبار مشرب حضرت مخدوم العالم شیخ احمد عبدالحق مراقبہ توحید وفنا کا شغل کیا کرتے تھے اور اس میں مصروفیت کے دوران محویت کا یہ عالم ہوتا کہ اس میں ایک پہر یا اس سے بھی زیادہ وقت گذر جاتا اور حضرت دنیا و مافیہا سے اور خود اپنی ذات سے بے خبر رہتے۔(لطائف قدوسی،لطیفہ ۲۲)

خود حضرت شیخ ''انوار العیون'' کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

فقیر حقیر خادم فقراء اللہ و مفتقر رجاء اللہ عبدالقدوس بن اسماعیل حنفی حنفی غزنوی خاکروب خانقاہ قطب الاقطاب تاج الاولیاء ہادی الاصفیاء سلطان العارفین برہان الواصلین حضرت شیخ العالم شیخ احمد عبدالحق ردولوی صاحب توشہ قدس اللہ سرہ العزیز ،کہتا ہے کہ جب میں نے مدتوں آنحضرت کی متبرک خانقاہ اور پاک روضہ میں جو اپنے تقدس کے اعتبار سے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ اور مسرت و انبساط کے گلشنوں میں سے ایک گلشن ہے۔شدید مجاہدوں اور لمبی لمبی ریاضتوں سے اپنے کو گھلا کر زار و نزار کر دیا۔بھوک پیاس کی شدت برداشت کی تا آں کہ دراج معیت و محویت کے مقام پر پہنچ گیا اور بلبل جان بوستان قلب میں بے خود ہو کر چہچہانے لگی اور دوست کی ہمراز و دمساز بن گئی اور ''یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا'' کی حالت طاری ہوگئی۔(انوار العیون ص ۲)

حضرت شیخ عبدالرحمن چشتی فرماتے ہیں:

کہ آخر عمر میں آپ پر شیخ احمد عبدالحق کی طرح استغراق دوام طاری ہوگیا تھا۔جب نماز کا وقت آتا تو خادم بلند آواز سے حق حق کی آواز دیتا تھا جس سے آپ عالم صحو میں آ کر نماز ادا کرتے تھے۔(مرآۃ الاسرار،ص ۱۱۹۰)

بے اتباع شریعت کوئی ولی نہیں ہوسکتا: دور حاضر کے بعض ڈھونگی صوفی حقیقت کو شریعت سے جدا تصور کرتے ہیں اور یہ گمراہ کن خیال لوگوں میں عام کرتے ہیں۔حقیقت کو شریعت سے الگ کرنے والے صوفی ولی ہونا تو دور کی بات ہے،ہرگز سچے

Marfat.com

مسلمان نہیں ہوسکتے۔

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلے میں کتنی اہم باتیں ارشاد فرماتے ہیں، ملاحظہ کریں:

میرے عزیز! جو طبقہ اللہ کی محبت کا دم بھرتا ہے اس کے لیے حکم ہوا "قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ" یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دعویٰ داران محبت سے فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو تاکہ اللہ تمہیں محبوب بنالے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اللہ کی دوستی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی پر موقوف ہے۔ لہٰذا نشانِ ہدایت وعلامتِ سعادت اتباعِ شریعت ہے کیوں کہ ظاہر باطن کا عنوان ہوتا ہے۔ کیا ہی سچ کہا ہے:

محال است سعدی کہ راہ صفا   تواں رفت جز در پے مصطفیٰ

ہر کہ در راہ محمد رہے نیافت   تا ابد گردی ازیں درگہ نیافت

محال ہے اے سعدی! کہ راہ صفا پیروی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر حاصل ہو جائے۔ جو سالک راہ محمدی سے نا گذرے بارگاہ خداوندی تک نہیں پہنچ سکتا۔ ہر نور وسرور جسے شریعت کی پناہ حاصل نہ ہو وہ مکر اور وسوسۂ شیطان ہے۔ بغیر اتباعِ شریعت کے اکثر اہل سلوک راہ سلوک سے بھٹک چکے ہیں اور اکثر اہلِ توحید احکامِ شریعت پر عامل نہ ہونے کی وجہ سے گمراہ وبے راہ روی میں پڑے ہوئے ہیں۔

ہر چہ در داعیۂ شرع نیست   وسوسۂ دیو بود بے نزاع

جو چیز تقاضائے شریعت کے مطابق نہیں وہ بالاتفاق شیطان کا وسوسہ ہے۔ میرے عزیز! گرچہ کسی کو علم معرفت ووحدت کمال درجے کا حاصل ہو اور صاحب خوارق (خلاف عادت مثلاً آگ پر چلنا، ہوا میں اڑنا وغیرہ امور انجام دینے والا) ہو لیکن احکام شریعت پر جما ہوا نہ ہو تو وہ خوفِ مکر سے محفوظ نہیں۔ "لان المکر ھو ارداف النعم مع المخالفۃ وابقاء الحال مع سوء الادب" کیوں کہ رب کی مخالفت (احکامِ شریعت کی مخالفت) کے باوجود نعمتوں کا جاری رہنا اور سوءِ ادب کے باوجود حال (ظہورِ خارقِ عادت) کا باقی رکھنا مکر (استدراج) ہے۔ اہل علم پر پوشیدہ نہیں کہ بعض جوگی کافر جن کا اسلام سے واسطہ نہیں وہ بھی علم معرفت ووحدت کی باتیں کرتے ہیں اور صاحب نفس ہو کر بعض خلاف عادت امور دکھاتے ہیں۔

بعض بناوٹی صوفی جو خلاف شرع کام کرتے نظر آتے ہیں اور فرائض وواجبات چھوڑنے میں کچھ تامل نہیں کرتے اور اس کے جواز کے لیے یہ حیلہ پیش کرتے ہیں کہ شریعت الگ ہے اور حقیقت الگ ہے۔ شریعت والوں پر احکام شرع کی پابندی لازم ہے، حقیقت والوں پر نہیں۔

ایسے لوگوں کے لیے حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمہ کے یہ جملے درس عبرت کے لیے کافی ہیں:

"ظاہر دین وشریعت کی سلامتی (اتباعِ احکامِ شریعت) کے بغیر باطن (حقیقت) کی سلامتی کا حکم لگانا صحیح نہیں اور اس کے مقام حقیقت پر ہونے کا اعتبار رکھنا درست نہیں۔ کیوں کہ "کل حقیقۃ ردتہ الشریعۃ فھی زندقۃ" ہر حقیقت جسے شریعت رد کرے وہ زندقہ (کفر) ہے۔ جو شخص منہیات ومحرمات شریعت کا ارتکاب کرتا ہے گرچہ اس سے بظاہر نور وسرور کا

Marfat.com

ظہور ہو وہ نور نہیں سراسر تاریکی ہے۔ وہ سرور نہیں بلکہ شرور (برائی) ہے۔ گرچہ وہ حضوری کا دعویٰ کرے وہ حضوری نہیں خود فریبی ہے۔ کیوں کہ ارتکاب حرام سے حضوری و نور معدوم ہو جاتا ہے۔ حقیقت و شریعت دو الگ الگ چیز نہیں۔ شریعت بنی ہے ظہورِ حقیقت کے لیے۔ لہٰذا جو جتنا شریعت پر راسخ ہوگا اس پر حقیقت کا ظہور و انکشاف بھی اتنا ہی راسخ ہوگا۔

کیا خوب کہا ہے ؎

ہر آں کو در شریعت راسخ آید　　حقیقت را د بروے خود کشاید

جو شخص شریعت میں جما ہوا ہوگا حقیقت کی راہیں اس پر خود بخود منکشف ہو جائیں گی۔ بزرگوں کے ارشاد کے بموجب جب تک عقل و ہوش باقی ہے احکام شرع لازم ہیں۔ اگر کسی کی عقل مفلوج ہو جائے۔ باطن پر حال کا غلبہ ہو جائے اور ظاہری حالات کا یارا نہ رہے تو بے شک وہ معذور ہے۔ مثلاً دیوانے جو بعض ظاہری کاموں میں ہوشیار نظر آتے ہیں لیکن صحیح العقل نہ ہونے کی وجہ سے ان پر احکامِ شرع کی پابندی نہیں۔ (لطائف قدوسی۔ لطیفہ ۲۹)

مقام تجرید و تفرید: حضرت شیخ کے ملفوظات و حالات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ تصوف کے اعلیٰ مقامات میں سے مقام تجرید و تفرید پر بھی فائز تھے۔ جب بندہ اس مقام پر متمکن ہوتا ہے تو وہ تمام تر خواہشات سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ نہ کھانے پینے کا خیال رہتا نہ لباس کی فکر۔ حتیٰ کہ اپنی ذات سے بھی بے نیاز ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اپنے پاس مال و زر تو کیا ایک پیسہ بھی رکھنا گوارا نہیں کرتا۔ جو میسر آئے کھا پی لیتا ہے۔ پھٹا پرانا جو پاس ہو پہن لیتا ہے لیکن اس میں ریاکاری کا بالکل دخل نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی حلال مال سے بطیبِ خاطر اچھا کھانا یا لباس پیش کرتا ہے تو اسے قبول کر لیتا ہے۔

حضرت شیخ رکن الدین فرماتے ہیں:

میرے حضرت قطب کے پاس شروع ہی سے اس فقیر رکن الدین (خاکروبِ آستانۂ حضرت قطب) کے تولد تک پہننے کے لیے کپڑے نہ تھے۔ پیوند لگی ہوئی گدڑی اور اسی طرح کا پاجامہ اور ٹوپی بھی تھی۔ اسی کو پہن کر اپنے معمولات و وظائف ادا کرتے تھے۔ حضرت کا شیخ خواجگی سدھوری پر بڑا اعتقاد تھا۔ وہ اپنے وقت کے زبردست عابد و زاہد شمار کیے جاتے تھے۔ حضرت گاہے بگاہے ان کے پاس جایا کرتے تھے۔ چوں کہ شیخ خواجگی آپ کو ہمیشہ ہی پیوند دار گدڑی پہنے ہوئے دیکھتے تھے اس لیے ایک روز انہوں نے فرمایا: بعض سالکوں میں ریا و نفسانیت گدڑی سے بھی پیدا ہو جاتی ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ اگر انہیں کوئی اچھے کپڑے پہننے کو کہے اور گدڑی کے استعمال سے روکے تو یہ اس پر انتہائی شاق گذرے اور اگر ممکن ہو تو ایسا کہنے والوں کو تہ تیغ کر ڈالیں۔ اس پر حضرت کو خیال ہوا کپڑا میسر آجائے تو نیا لباس بنوا کر پہن لیں گے۔ اس کے بعد معتقدین نے نیا کپڑا خرید کر لباس بنوا دیا تو آپ نے پہن لیا جب وہ پھٹ گیا تو پھر گدڑی پہن لی کیوں کہ تنگ دستی تھی۔

حضرت رکن الدین فرماتے ہیں کہ ''والدہ ماجدہ کے پاس کچھ سونا رکھا ہوا تھا تا کہ محتاجی کے وقت ضرورت پہ اس کو کام میں لا یا جاسکے۔ لیکن حضرت کو یہ گوارا نہ تھا کہ ان کے گھر میں سونا رہے۔ چنانچہ حضرت نے شیخ سدھوری سے کہا: تجرید و تفرید اختیار کرنا میرے راستے کے لیے ناگزیر شرط ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سونے کو اپنے گھر سے دور کر دوں لیکن شیخ حمید کی والدہ

Marfat.com

اس کے لیے تیار نہیں ۔جب حضرت شیخ سدھوری نے فرمایا کہ: تجرید وتفرید تمہاری اپنی ذات کے لیے خاص ہے دوسروں سے اس کا تعلق نہیں سونا تو تمہارا نہیں لہٰذا اس کو دور کرنے کا خیال دل سے نکال دو ۔شیخ سدھوری کے کہنے کے بعد آپ نے اپنا ارادہ بدلا ۔(لطائف قدوسی،لطیفہ ۱۹)

عبادت وریاضت: ریاضت ومجاہدہ کا یہ عالم تھا کہ دینا ومافیہا سے بے نیاز ہو کر رات رات بھر اپنے حجرۂ خاص میں ذکر وفکر اور ریاضت ومجاہدہ اور عبادت میں مصروف رہا کرتے تھے ۔شیخ رکن الدین کا بیان ہے کہ حجرہ میں سانپ چوہے ودیگر حشرات الارض رینگتے نظر آتے تھے لیکن حضرت اپنے خدا کی یاد میں مگن سب سے بے خوف ہو کر عبادت وریاضت میں مصروف رہا کرتے تھے کوئی موذی جانور آپ کو کچھ اذیت نہیں پہنچا تا تھا۔

ابتداء حال کے بارے میں خود حضرت شیخ کا بیان ہے کہ ادائیگی فرائض وسنن اور اوراد ووظائف کے علاوہ باقاعدگی کے ساتھ دن میں چار سو رکعات نفل اور رات میں چار سو رکعات نفل ادا کیا کرتے تھے ۔(لطیفہ ۲۰/۲۱)

صوفیائے کرام میں ''صلوٰۃ معکوس'' ایک اہم نفل نماز ہے ۔خود کو الٹا لٹکا کر یہ عبادت کی جاتی ہے ۔حضرت شیخ سالہا سال تک یہ نماز پوری پوری رات ادا کرتے رہے ۔حضرت شیخ بیان فرماتے ہیں کہ ایک رات نماز معکوس میں مشغول تھا کہ سلطان ذکر پیدا ہو گیا ۔ظاہری وجود ختم ہو کر محویت پیدا ہو گئی بجز خود کسی چیز کا تصور باقی نہ رہا اور اسی حالت میں یہ اضافہ بھی ہو گیا کہ فنا در فنا کی حالت پیدا ہو گئی اور عالم بقا نمودار ہوا جب پھر بلندی کی طرف سے لوٹے تو ایک شخص نے ظاہر ہو کر کہا مبارک ہو اس وقت تم واصل حق تھے ۔پھر وہ شخص غائب ہو گیا ۔(لطیفہ ۲۴)

شیخ پر سلطان ذکر کا غلبہ: سلطان ذکر صوفیا کے نزدیک واردات غیبی کی ایک مخصوص حالت کا نام ہے ۔اس ذکر کے ذاکر سالکین میں چند حضرات ہی گذرے ہیں ۔اس سلسلے میں شیخ ابن عربی اور شیخ نجم الدین کبریٰ نے جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس ذکر سے انسان کے اندر سے تمام آلائش دور ہو جاتی ہے ۔ابتداء میں اس ذکر سے خوف وہیبت طاری ہوتی ہے لیکن متواتر ہونے سے ایک طرح کا انس پیدا ہو جاتا ہے اور خوف دور ہونے لگتا ہے پھر طالب حق ہر دم اس کی خواہش واشتیاق میں رہتا ہے ۔اس حالت میں طالب دنیا ومافیہا سے بے خبر ہو جاتا ہے البتہ اپنی ذات کا شعور باقی رہتا ہے اور کبھی کبھی خود کا بھی احساس نہیں رہتا اور فناء الفنا کے مقام کو پہنچ جاتا ہے ۔ورود سلطان ذکر میں گھنٹے کی سی آواز پیدا ہوتی ہے اور جب اس سے زیادہ اونچی اور طاقتور ہوتی ہے تو بجلی کی کڑک بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت آواز پیدا ہوتی ہے ۔حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ فرماتے ہیں کہ ''سلطان ذکر'' اس نور کو کہتے ہیں جو اوپر یا نیچے یا آگے یا پیچھے سے آتا ہے ۔جس سے لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور بدن ٹوٹ جاتا ہے ۔سالک خوف زدہ ہو کر ''لا الہ الا اللہ'' کا ورد کرتا ہے اور اپنے اندر عظیم قوت پاتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہو جاتا ہے اور ایمان کی تجدید کرتا ہے ۔اس حالت کا ظہور ذکر پر مداومت کے تناسب سے ہوتا ہے ۔یہ ظہورِ سلطان ذکر کا ادنیٰ بیان ہے ۔(لطیفہ ۲۳)

ابتدائے حال میں حضرت شیخ پر ''سلطانِ ذکر'' کا غلبہ رہتا تھا ۔چنانچہ شیخ خود فرماتے تھے کہ ہم سمجھتے کہ ''شاید ہماری عقل

Marfat.com

سلب ہو کر جذب و جنون کی حالت پیدا ہو جائے گی۔ کیوں کہ ساعت بہ ساعت سلطانِ ذکر متواتر وارد ہوتا تھا اور اس سے فرصت نہ ملتی تھی"۔ (لطیفہ ۲۳)

صوفیاء برحق عبادت میں دوئی کے تصور و خیال کو بالکل دور کر دیتے ہیں۔ جب تک یہ کیفیت نہیں ہوتی وہ مصروف عبادت نہیں ہوتے۔ پہلے غیر سے کلیۃً انقطاع ہو پھر محبوب حقیقی سے اتصال ہو۔ کیوں کہ محبوب سے اتصال کے لیے غیر محبوب سے انقطاع شرط ہے۔ پہلے ماسوی اللہ سے انقطاع ہو پھر اللہ سے اتصال ہو سکتا ہے۔ شرط کے بغیر مشروط کا تحقق نہیں ہو سکتا۔ اس کی مثال میں فقہاء فرماتے ہیں، جیسا کہ وضو نماز کے لیے شرط ہے۔ بغیر وضو کے نماز صحیح نہیں ہو سکتی۔ لیکن حضرت شیخ نے اس مسئلہ شرعیہ جو رمزِ تصوف اخذ کیا ہے وہ دیدۂ دل کو منور کرنے والا ہے۔

فرماتے ہیں:

"الوضوء انفصال والصلوٰۃ اتصال فمن لم ینفصل عن الغیر لم یتصل بالحق" وضو جدائی کا متقاضی ہے اور نماز اتصال چاہتی ہے۔ لہٰذا جو غیر سے جدا نہ ہو حق سے متصل نہیں ہو سکتا۔ (لطیفہ ۳۱)

اس کو علماء ظاہر یوں کہیں گے کہ شئی کی شرط شئی سے خارج وجدا ہوتی ہے لیکن شئی کا وجود اس پر موقوف ہوتا ہے۔ یعنی پہلے وضو سے فراغت ہو پھر نماز کا وجود ہو۔ اسی تناظر میں حضرت شیخ کے فرمان کا منشا یہ ہے کہ پہلے غیر سے جدا ہو پھر حق تعالیٰ سے اتصال ہو۔ کیوں کہ حق سے اتصال کے لیے غیر اللہ سے انقطاع شرط ہے اور شرط کے بغیر مشروط نہیں پایا جاتا۔ "خاصانِ حق ہر وقت با وضو رہتے ہیں" اس جملے میں یہی امر پنہاں ہے۔ کہ وہ ہمیشہ غیر سے منفصل اور حق سے متصل ہوتے ہیں۔

اجازت و خلافت: حضرت شیخ کو درج ذیل خانوادوں سے اجازت و خلافت حاصل تھی:

اول: اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ محمد ردولوی سے، ان کو اپنے والد حضرت شیخ عارف سے ان کو اپنے والد شیخ احمد عبد الحق سے ان کو شیخ جلال الدین پانی پتی سے ان کو شیخ شمس الدین ترک پانی پتی سے، ان کو حضرت شیخ سید علاء الدین صابر کلیری سے، ان کو شیخ فرید مسعود اجودھنی سے، ان کو قطب العالم بختیار کاکی سے ان کو حضرت خواجہ خواجگاں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سے۔ بسلسلہ معروف حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

دوم: حضرت شیخ الاسلام درویش بن شیخ اجودھنی سے، ان کو اپنے والد شیخ فتح اللہ سے، ان کو شیخ صدر الدین احمد بن شہاب سے، ان کو شیخ نصیر الدین محمود یوسف اجودھنی سے، ان کو سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء سے، ان کو قطب العالم حضرت شیخ فرید مسعود اجودھنی سے، ان کو قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے، ان کو خواجہ خواجگاں خواجہ معین الدین اجمیری سے بسلسلۂ معروف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

سوم: شیخ الاسلام شیخ درویش بن قاسم اجودھنی سے، ان کو شیخ الاسلام امیر سید بدھن بہرائچی سے، ان کو سید اجمل سے، ان کو شیخ الاسلام مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری سے، ان کو شیخ رکن الدین ابو الفتح سے، ان کو شیخ صدر الدین سے، ان کو شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سے، ان کو شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی سے۔ بسلسلۂ معروف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم تک۔

چہارم: شیخ الاسلام بندگی میاں شیخ ابن حکیم اودھی سے ،ان کو حضرت پیر شیخ صدر الدین سے ،ان کو شیخ علاء الدین سے ،ان کو حضرت سید محمد گیسو دراز سے ،ان کو شیخ نصیر الدین محمود اودھی سے ،ان کو شیخ فرید مسعود اجودھنی سے ،ان کو قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے ،ان کو خواجہ خواجگاں خواجہ معین الدین چشتی سے ۔بسلسلۂ معروف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک ۔(لطیفہ ۳۵)

سجادہ نشینی: حضرت شیخ رکن الدین فرماتے ہیں کہ حضرت کا ارادہ تھا کہ اپنی پوری عمر خلق خدا سے دور رہ کر کوہ و بیابان میں گذاریں گے لیکن اس وقت جو مشائخ عظام باحیات تھے آپ کو جامہائے خلافت عطا کئے اور اصرار کیا کہ مسند سجادگی پہ بیٹھیں ۔پھر حضرت قطب العالم شیخ احمد عبد الحق ردولوی ،حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء ،حضرت شیخ المشائخ شیخ فرید الدین مسعود کی ارواح پاک نے آپ کو حکم کیا کہ مسند ہدایت و رشد پر بیٹھیں اور خلق خدا کو مستفیض کریں ۔پھر روح مبارکہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اشارہ ملا تو آپ نے سجادہ نشینی اختیار فرمائی اور سلسلۂ بیعت جاری فرمایا۔(لطیفہ ۳۴)

ولی کی کرامت رسول کا معجزہ: اولیاء کرام اپنے نبی کے سچے عاشق اور پیروکار ہوتے ہیں ۔ان کا کوئی قول وعمل سنت رسول کے خلاف نہیں ہوتا۔نتیجہ کے طور پر اولیاء کرام کو انبیاء کرام کے مخصوص اوصاف میں سے حصہ نصیب ہوتا ہے ۔رسول سے خلاف عادت جو امور صادر ہوتے ہیں وہی امور رسول کے توسط سے اولیاء کرام سے بطور کرامت صادر ہوا کرتے ہیں ۔لیکن اس میں بھی اولیاء کرام آداب رسالت کا ہر حال میں لحاظ رکھتے ہیں ۔

انبیاء کرام کے مخصوص اوصاف میں سے یہ ہے کہ ان کی نیند ناقض وضو نہیں ہوتی ۔کیوں کہ نیند کی حالت میں ان پر غفلت طاری نہیں ہوتی ان کا دل بیدار رہتا ہے ۔انبیاء کرام کے اتباع صادق کی برکت سے بعض اولیاء کرام کو بھی یہ مخصوص وصف نصیب ہوا ہے کہ بحالت خواب ان پر غفلت طاری نہیں ہوتی اور ان کا دل جاگتا رہتا تھا۔ چنانچہ حضرت شیخ ارشاد فرماتے ہیں:

اے عزیز! اللہ کے ولی بظاہر سوئے ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ سوئے ہوئے نہیں ہوتے ۔اہل کشف حقیقت ہی کو دیکھتا ہے کیوں کہ وہ خود عالم حقیقت میں ہوتا ہے ۔"علماء کی نیند بھی عبادت ہے" کے مفہوم پر اسی سے روشنی پڑتی ہے ۔مسئلہ یہ ہے کہ انبیاء کی نیند ناقض وضو نہیں ہے کیوں کہ ان کی نیند فی الحقیقت نیند نہیں ہوتی تو یہ حکم انبیاء کے لیے مخصوص ہے لیکن اولیاء بھی انبیاء کی متابعت میں یہ دولت پاتے ہیں اور ان کا سونا بھی حقیقت میں سونا نہیں ہوتا۔لیکن از روئے شریعت تجدید وضو کرتے ہیں اور خود کو انبیاء کی خصوصیت میں شریک نہیں کرتے ۔(لطیفہ ۵۲)

شیخ کو نبوی انعام: شیخ کو قرآن حکیم کی تلاوت کا بہت شوق تھا،خود بھی تلاوت قرآن میں مصروف رہتے اور دوسروں سے بھی خوب سنتے تھے ۔حضرت شیخ خود بیان فرماتے ہیں کہ" دو مرتبہ خواب میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ۔میں نے دیکھا کہ حضور کے سامنے دو زانوں بیٹھا ہوں ۔حضور اپنی زبان مبارک میرے منہ میں ڈالتے ہیں پھر قرآن پڑھنا سکھاتے ہیں ۔

Marfat.com

اس فیضِ نبوی کا نتیجہ تھا کہ آپ نے علم تجوید وقرأت میں ''فوائد القرأت'' کے نام سے کتاب تصنیف فرمائی۔ حالاں کہ آپ نے کسی استاذ سے فن قرأت نہیں پڑھا تھا۔ (لطیفہ ۵۸)

حضرت شیخ فرمایا کرتے تھے کہ کوئی بھی ذکر تلاوت کلام اللہ سے بہتر و بلند نہیں۔ شیخ نظام الدین اولیاء ذکر کے ذریعے سے جلد منزل مقصود تک پہنچ جانے کو تسلیم کرتے تھے لیکن فرمایا کرتے تھے کہ:

''ذاکر راوصول زودتر بود اما خوف زوال ہم بود فاما تالی راوصول دیرتر بود لیکن خوف زوال نہ باشد''

ذکر کرنے والا اپنا مقصد تو جلدتر حاصل کر لیتا ہے لیکن اس میں خوفِ زوال بھی رہتا ہے۔ اس کے برخلاف قرآن پڑھنے والے کو گو مقصد کے حصول میں دیر لگتی ہے لیکن زوال کا خطرہ نہیں رہتا۔

مشائخ چشت کا نظریہ یہ تھا کہ خلوص کے ساتھ تلاوت کلام پاک روح انسانی کو جلا دے کر پرتو قدس کا آئینہ بنا دیتی ہے۔

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے — وہ فقر جس میں ہے بے پردہ روحِ قرآنی

(تاریخ مشائخ چشت، ۱/ ۲۱۲ بحوالہ اقوال سلف دوم صفحہ ۳۳۱)

قرآن حکیم کی عارفانہ تفاسیر: حضرت شیخ رکن الدین قدس سرہ کا بیان ہے کہ میرے حضرت قطب پر جب غلبہ حال طاری ہوتا تو قرآنی آیات کے معانی میں پوشیدہ رموز واسرار بیان فرماتے کہ بڑے بڑے علماء سن کر دنگ رہ جاتے تھے۔ چنانچہ ایک دن شہر دہلی میں علماء وصلحاء کی مجلس میں اس آیت کریمہ ''كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا'' پر مذاکرہ ہوگیا۔ میاں عبد اللہ دانشمند استاذِ وقت نے فرمایا ''حلال یہ ہے کہ اپنے محب دوست کی ملک سے بغیر اس کی اجازت کے البتہ اس کے اعتماد پر کھا لیا جائے اور اس کے بعد اس سے اجازت لے لی جائے اور حلال وطیب یہ ہے کہ اجازت مل جانے کے یقین کے باوجود اول اجازت لی جائے پھر کھایا جائے''

حضرت قطبی نے فرمایا ''ہمارے استاذ سے منقول ہے کہ حلال وہ ہے جو خود کما کر کھایا جائے اور حلال وطیب وہ ہے کہ اپنی قوت سے اس طرح کمایا جائے کہ اللہ کی محبت عبادت وذکر میں فرق نہ آئے''

اس کے بعد میاں عبد اللہ دانشمند نے کہا اے شیخ اور کچھ فرمایئے تاکہ ہم بھی بہرہ ور ہوں۔ فرمایا ہاں زاہدی میں فرمان باری تعالیٰ ''حَلَالًا طَيِّبًا'' کے بارے میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ طیب وہ ہے جس کے کھانے پر قیامت کے روز تجھ سے سوال نہ کیا جائے یعنی ضرور کھائے لیکن ایک روٹی پر بسر کرے۔ قناعت اختیار کرے اور ویرانے کو اپنی سکونت کے لیے کافی جانے کیوں کہ ''قال علیه السلام ان الله جل جلاله وهب لابن آدم ما لا بد منه ثوبا یواری عورته وجوعه وبیتا کعش الطیر وقیل یارسول الله کیف الملح قال مما یحاسب به''

(الفاظ مذکورہ کے ساتھ یہ حدیث راقم کو نہ مل سکی۔ البتہ شعب الایمان اور متعدد متون احادیث میں درج ذیل الفاظ کے ساتھ یہ مرسل روایت ملی: ''ثلاث لا یحاسب العبد بهن کسرة یشد بها صلبه وثوب یواری عورته وظل خص یستظل به'' اور بعض میں بیت یستره کے الفاظ مروی ہیں۔ رضا ۱۲۔)

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل جلالہ نے ابن آدم کو ہر وہ چیز دے دی جو اس کے لیے ضروری ہو ۔کپڑا جو چھپاتا ہے اس کی شرمگاہ کو اور روٹی تا کہ اپنی بھوک کو بجھائے اور گھر رہائش کے لیے پرندہ کے گھونسلے کی طرح ۔اور کہا گیا یارسول اللہ کیسا ہے نمک؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نمک ان چیزوں میں سے ہے جن کے متعلق محاسبہ ہوگا ۔ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا حلال وطیب وہ ہے جو دنیا میں مصیبت کا باعث نہ ہو ۔قیامت میں عذاب نہ بنے اور فرمایا حلال وہ ہے جس پر مفتی حلال ہونے کا فتویٰ دے اور طیب وہ ہے جس کے حلال ہونے پر تیرا دل گواہی دے اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "دع ما یر بیبك الی ما لا یر بیبك یبلا" (چھوڑ دے اس کو جو تجھے شبہ میں ڈالے اور لے اس کو جو تجھے شبہ میں نہ ڈالے ۔)اس موقع کے لیے بزرگوں نے فرمایا کہ اپنے دل سے فتویٰ لو اور اس پر عمل کرو ۔ایک روز حضرت قطبی کے سامنے پکی ہوئی مرغی رکھی گئی ۔جیسے ہی ایک لقمہ اٹھایا واپس رکھ دیا اور فرمایا کہ اس کو میرے سامنے سے اٹھا لو یہ فقیر رکن الدین حاضر تھا عرض کیا کیوں؟ حضرت قطبی نے فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کو صحیح طور سے ذبح نہیں کیا گیا ہے ۔معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ حضرت قطبی کا فرمایا ہوا درست تھا ۔سبحان اللہ زہے نور باطن اور قلب کہ اس کا فتویٰ شرع کے فتویٰ سے بہتر ہے ۔مفتی حکم شرع ظاہری حالت پر کرتا ہے کیوں کہ اس کا مقولہ ہے "نحن نحکم "ہم فیصلہ کرتے ہیں ظاہر پر ہے، جب ۔قلب عارف نور باطن سے روشن ہے باطن پر حکم صادر کرتا ہے اور حق کی خبر دیتا ہے کیوں کہ اس کا مقولہ ہے "عرفت اللہ باللہ وعرفت الاشیاء باللہ" اللہ کو پہچانا اللہ سے اور اشیاء (موجودات) کو بھی اللہ ہی سے پہچانا اور ان ہر دو قول کے درمیان کتنی دوری ہے لیکن یہ نور شرع پر استقامت سے عمل پیرا ہوتے ہی ہر ولی کو بطور انعام عطا ہوتا ہے۔

اے عزیز اس میں ایک نکتہ کی بات ہے اس کو سمجھو تا کہ تو عوام کے اقدام اور جاہل صوفیوں سے بچ سکے ۔جان لے کہ عارف کا دل جو نور سے روشن ہے خلاف شرع خبر نہیں دیتا اور باطل کی راہ نہیں دکھاتا بلکہ وہ حکم شرع جو مفتیوں کے فہم وعلم سے پوشیدہ ہوتا ہے اس کو ظاہر کرتا ہے اور اس کے بیان میں بھی احتیاط کرتا ہے ۔زہد وتقویٰ کی راہ دکھاتا ہے نہ یہ کہ وہ شرعاً منہیات ومکروہات کو مباح قرار دے کر شرعی حکم ہی کو بدل دے ۔احکام شرع میں تغیر کرنا صرف پیغمبروں ہی کا کام ہے جس کو نسخ احکام کہتے ہیں یہ کام صرف پیغمبر کا ہے ولی کا نہیں ۔

منقول ہے کہ ایک سالک جماعت میں امام کے پیچھے امام کی ایک رکعت کے بعد شریک ہوا اور اس سے قبل کہ امام سلام پھیرتا وہ نماز پوری کرنے کے لیے کھڑا ہو گیا ۔لوگوں نے اس سے پوچھا کہ اس نے مکروہ شرعی کیوں کیا اس نے کہا امام کے سلام میں تاخیر اس کو سجدہ سہو کے احتمال سے تھی اور مجھے نور باطن سے معلوم ہو گیا کہ امام پر سجدۂ سہو واجب نہیں اس لیے میں اپنی نماز کی تکمیل کے لیے کھڑا ہو گیا ۔یہ سن کر اس جماعت میں شریک ایک مرشد نے فرمایا: صاحب شریعت اس نوع کے عمل کو مکروہ قرار دیتے ہیں ۔جب تیرے نور باطن نے شرعی حکم کے خلاف رہنمائی کی ہے تو یہ نور نور نہیں بلکہ ظلمت ہے اور وسوسۂ شیطانی ہے ۔

نقل کرتے ہیں کہ ایک ولی کے سامنے پکا ہوا گوشت پیش کیا گیا اس نے کھانا چاہا لیکن اس کے دل نے فتویٰ دیا کہ نہ کھا

Marfat.com

اس پر بازار سے تحقیق کی گئی مگر بظاہر خلاف شرع کوئی بات علم میں نہ آئی۔ولی نے دوبارہ کھانے کا ارادہ کیا لیکن اس کے دل نے کہا نہ کھا۔ پھر تحقیق کی گئی اور قصاب سے معلوم کیا گیا لیکن کوئی شک وشبہ ظاہر نہ ہوا۔ولی نے تیسری مرتبہ پھر کھانے کا ارادہ کیا لیکن اس کے دل نے پھر ندا دی نہ کھا اس مرتبہ قصاب سے سختی سے پرسش کی گئی۔اس نے کہا جان کی امان پاؤں تو بتاؤں۔اس کو امان دی گئی تو اس نے بتایا کہ میں نے بیمار بھیڑ گاؤں سے خریدی تھی جو لاتے ہوئے راستے میں مرگئی۔اس غیر مذبوح بھیڑ کا گوشت میں بازار میں لے آیا فروخت کیا اور یہ وہی غیر مذبوح گوشت ہے۔سبحان اللہ اس سے معلوم ہوا کہ دل کیا ہے اور اس کا فتویٰ کیا ہے اور کس نوعیت کا ہے؟

بیان کرتے ہیں کہ ایک دیوانہ مجذوب ایک کوئیں پر گیا اور اس پر پیشاب کر دیا۔خلق خدا کو دشواری ہوئی اور مجذوب کو برا بھلا کہنے لگے اور آخر کنوئیں کو پاک کرنے کے لیے اس کا پانی نکالنے لگے۔ناگاہ اس کنوئیں سے ایک مردار برآمد ہوا جس کی کسی کو بھی خبر نہ تھی اور لاعلمی کی بنا پر اس کے پانی کو پاک سمجھ کر استعمال کیا جارہا تھا۔لیکن اس صاحب دل دانائے حق مجذوب دیوانے نے اس پوشیدہ ناپاکی کی اس طرح خبر دی۔

اہل دل رازوق وفہمے دیگر است　　　کاں زفہم ہر دوعالم بر تر است

(اہل دل کو ایک خاص ذوق اور فہم ہے۔اس فہم سے وہ دونوں عالم سے برتر ہے)

"وفی ملتقط احیاء العلوم ان الورع عن الحرام علی اربع مراتب ورع العدول وهو الذی یجب الفسق باقتحامه ویسقط العدالة ویثبت اثم العصیان والتعرض للنار بسببه وهو الورع عن کل ما یحرمه فتاوی الفقها الثانیة ورع الصالحین وهو الامتناع عما یطرق الیه احتمال التحریم ولکن المفتی یرخص فی التناول بناء علی الظاهر الثالثة ما لا یحرمه المفتی ولا شبهة فی حله ولکن یخاف منه اداؤه الی محرم وهو ترك مالا باس به مخافة مابه الباس وهذا ورع المتقین والرابعة ما لا باس به اصلا ولا یخاف ان یؤدی الی ما به باس لکنه یتناول لغیر الله تعالی او یتطرق الی الاسباب المشتبهة له کراهیة او معصیة والامتناع منه ورع الصدیقین فینبغی لصاحب الورع ان یستفتی قلبه فان حاك فی صدره شئ فهو الاثم بینه وبین الله فلا ینجیه فی الأخرة فتوی المفتی فانه یفتی بالظاهر والله عزوجل یتولی السرائر وحین قضینا باستفتاء القلب اردنا حیث اباح المفتی اما حیث حرمه یجب الامتناع ثم لا معول علی قلب فرب موسوس ینفر عن کل شی ورب سره متساهل یطمئن الی کل شَیْءٍ لا اعتبار بهذین القلبین وانما الاعتبار بقلب العالم الموفی لدقائق الاحوال فهو الحکیم الذی یمتحن خفایا الامور وما اعز هذا القلب فی القلوب فمن لم یثق لقلب نفسه فلیلتمس النور من قلب بهذا الصفة ولیعرض علیه واقعة"

Marfat.com

احیاء العلوم کے خلاصہ میں مرقوم ہے کہ "ورع (تقویٰ)" کی چار قسمیں اور مرتبے ہیں۔(۱) عادلوں کا تقویٰ یعنی فسق و فجور سے اجتناب اور ان کاموں سے احتراز جو عدالت کے خلاف ہوں اور ان افعال سے پرہیز جو جہنم کے اسباب ہوں اور ان تمام اعمال سے پرہیز جو مفتی حضرات کی نگاہ میں حرام ہوں۔

(۲) صالحین کا تقویٰ یعنی ان افعال سے احتراز جن کے حرام ہونے کا احتمال ہو اگرچہ مفتی حضرات ان کے ارتکاب کی اجازت دیتے ہوں۔

(۳) متقین کا تقویٰ: ان افعال کا ارتکاب جن کی حلت میں شبہ نہ ہو اور مفتی حضرات ان کو حرام نہ فرماتے ہوں لیکن یہ خوف ہو کہ یہ افعال حرام میں واقع ہونے کا سبب بن جائیں۔

(۴) صدیقین کا تقویٰ: یعنی ان افعال کا مرتکب ہونا جن کے ارتکاب میں کسی قسم کا حرج اور تنگی نہ ہو لیکن یہ افعال غیر اللہ کو مقصود بنانے سے پر ہوں یا ان کے اسباب کی طرف لے جاتے ہوں جو کراہت اور معصیت کا سبب بنتے ہوں اس لیے متقیوں کو چاہیے کہ اپنے دل سے فتویٰ مانگ لیں اگر ان کے دل میں کوئی چیز کھٹکتی ہو تو یہی ان کے اور اللہ جل شانہ کے درمیان گناہ ہے۔ آخرت میں اس کو مفتی کا فتویٰ نجات نہیں دے گا کیوں کہ وہ ظاہر کے مطابق فتویٰ دیتا ہے۔ ہاں جن چیزوں کو مفتی حرام کہہ دیں ان سے احتراز ضروری ہے۔ بعد ازیں یہ بھی یاد رکھیں کہ ہر قلب کا بھی اعتبار نہیں کیوں کہ بسا اوقات وسوسہ کا مریض آدمی ہر چیز سے نفرت کرتا ہے اور بہت سے لوگ ہر سہولیت کو جائز سمجھ کر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ ان دونوں دلوں کا اعتبار نہیں۔ ہاں اس نکتہ سنج عالم کے دل کا اعتبار ہے جو حقیقت حال سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ کیوں کہ وہ پوشیدہ اسرار کو معلوم کر لیتا ہے۔ ہاں اس قسم کے دل کمیاب ضرور ہیں اس لیے جس شخص کا اپنے دل پر اعتماد نہ ہو وہ محقق مدقق عالم کے دل پر اعتماد کرے اور اس کے سامنے اپنی حالت بیان کر کے اس سے استفادہ کرے اور زاہدی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یَا اَیُّهَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا۔ اس آیت میں فرمایا کہ اے لوگو ایسا کام نہ کرو کہ قیامت کے دن تمہیں حسرت ہو۔ حلال کھاؤ کہ تمہارے دین کی بنیاد حلال پر ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو فرمایا: یَا اَیُّهَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا۔ یعنی نیک عمل کو حلال سے تعبیر کیا گیا ہے کیوں کہ حلال کھانے والے ہی سے عمل صالح ظاہر ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں سب پانی کی طہارت میں احتیاط کرتے ہیں۔ اے عزیز تو اپنی روٹی میں احتیاط کر اور پاک لقمہ کھا، اس لیے کہ پانی کے استعمال میں کافی رعایت بھی ہے لیکن حرام خوری پر کوئی چھوٹ نہیں۔ (لطیفہ ۶۶)

وفات: حسرت آیات: حضرت شیخ رکن الدین فرماتے ہیں:

۹۴۴ھ جمادی الآخر کی پندرہ تاریخ کو دوشنبہ کے دن حضرت مخدوم العالم شیخ احمد عبدالحق کا عرس تھا اسی روز حضرت قطبی کو تپ لرزہ ہوا اور چار دن تک رہا پانچویں روز جمعہ کی نماز کے وقت تک سوتے رہے اس کے بعد نماز جمعہ ادا کی۔ نماز جمعہ کے بعد دوبارہ بخار ہو گیا اور چار دن تک رہا اور بوقت چاشت اور بروز سہ شنبہ ۲۳ جمادی الآخر ۹۴۴ھ کو اس دار فانی سے دار بقا کو

Marfat.com

رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت تک یہ کیفیت رہی کہ مرض الموت سے بھی عبادت میں فرق نہ آیا باوجودیکہ بے خودی اور محویت حد درجہ تھی۔ شب میں ستر بار تجدید وضو کیا اور تحیۃ الوضوادا کی۔

پائے مبارک سے جان نکل چکی تھی کہ وضو کرنے کے لیے اشارہ کیا۔ وضو کرنے کے بعد دوگانہ کی نیت باندھی اشاروں سے رکوع سجود ادا کئے۔ اسی وقت بے خودی کا غلبہ ہوا اور جان سپرد حق کی۔ دنیا تاریک ہوگئی" بکت السمٰوٰت والارض" (رو پڑے زمین وآسمان) کی صورت پیدا ہوگئی۔ راضی برضائے الٰہی اور صبر اس کی دی ہوئی مصیبت پر۔ سبحان اللہ زہے کمال کہ اس درجہ استغراق ومحویت کے باوجود شرع پر استقامت رہی اور حکم" وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ" اپنے رب کی عبادت کر یہاں تک کہ یقین (موت) آجائے کی صورت ومعنیٰ بدرجہ اتم پورے ہوئے۔ غسل کے بعد کفن پہنایا گیا تو اس فقیر رکن الدین نے جو وہاں موجود تھا اپنا ہاتھ حضرت قطبی کے سینۂ مبارک پر رکھا، دل بدستور حرکت میں تھا اور اس سے ذکر جاری تھا۔ سبحان اللہ! اولیاء اللہ کے لیے یہ حکم (کہ ان کے قلوب کو زندگی وموت ہر دوصورتوں میں سکون حرام ہے) بھی ظاہر ہوا اور یہ حقیقت بھی سامنے آگئی کہ" ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینقلبون من دار الی دار" (لطیفہ ۸۷)

فنا کیسی بقا کیسی جب ان کے آشنا ٹھہرے — کبھی اس گھر میں آٹھہرے کبھی اس گھر میں آٹھہرے

رضاء الحق اشرفی مصباحی

email:raza_ashrafi@yahoo.com
+918869998234-09572683333

Marfat.com

اتباع شریعت اور شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس اللہ سرہٗ

از: ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی
صدر شعبۂ عربی مولانا آزاد اوپن یونیورسٹی حیدرآباد

شیخ المشائخ قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ کی ذات ستودہ صفات ایک کثیر الجہات اور جامع المناقب ذات تھی جو سلسلۂ چشتیہ صابریہ کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے بے شمار مخلوق آپ کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوئی اور لاتعداد انسانوں نے آپ کے ذریعے ہدایت پائی۔ زیر نظر مقالہ چار مقاطع پر مبنی ہے:

مقطع اول میں تصوف اور اہل تصوف کے نزدیک اتباع شریعت کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے، دوسرے میں حضرت کے بلند مرتبت اور علمی خاندان پر روشنی ڈالی گئی ہے کیونکہ راقم کے علم کے مطابق حضرت کے کسی سوانح نگار نے ان کے خانداں عالیشان کو موضوع نہیں بنایا ہے، تیسرے مقطع میں شیخ کی اجمالی سوانح حیات کا ذکر ہے اور اخیر میں اتباع شریعت اور عمل بالعزیمت کے باب میں حضرت والا کے تخصیص وامتیاز سے گفتگو کی گئی ہے۔

تصوف کا مشہور ومعروف قاعدہ ہے کہ "الشريعة بدون الحقيقة عاطلة والحقيقة بدون الشريعة باطلة"۔ یعنی شریعت تصوف کے بغیر عاطل ہے اور تصوف شریعت کے بغیر باطل ہے۔ اور ہر دور میں اہل تصوف کا یہی شعار رہا ہے کہ "من تفقة ولم يتصوف فقد تفسق ومن تصوف ولم يتفقه فقد تزندق" یعنی تصوف کے بغیر فقہ والا فسق میں گرفتار اور فقہ وشریعت کے بغیر تصوف والا الحاد وزندیقی کا شکار ہے۔ (۱)

اہل تصوف شریعت مطہرہ کے اتباع والتزام میں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ تصوف مرتبہ احسان سے آشنا کراتا ہے جس طرح فقہ منزل اسلام، اور علم عقائد منزل ایمان سے روشناس کراتے ہیں اور انہیں تینوں یعنی اسلام، ایمان اور احسان کے مجموعے کا نام دین ہے جیسا کہ حدیث جبریل میں صراحت کے ساتھ بتایا گیا ہے "هذا جبريل أتاكم يعلمكم دينكم"۔ (۲) (یہ جبریل تھے جو تم کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے)۔ دین کے ان تینوں ارکان کے الگ الگ وظیفے ہیں، اسلام ہمیں یہ بتاتا ہے کہ کیا کیا جائے؟ ایمان سے یہ معرفت ملتی ہے کہ کیوں کیا جائے؟ اور دین کے تیسرے رکن احسان سے یہ آگہی حاصل ہوتی ہے کہ کیسے کیا جائے؟۔ اس سے یہ بات آفتاب نیمروز کی طرح ظاہر ہے کہ اسلام اور احسان یا شریعت اور طریقت کو بالکل اسی طرح الگ نہیں کیا جاسکتا ہے جیسے کیا کیا جائے اور کیسے کیا جائے کو الگ نہیں کیا جاسکتا ہے، البتہ یہ تلازم ایک ہی طرف سے ہے یعنی اول الذکر کا وجود ثانی الذکر کے بغیر تو ممکن ہے لیکن اس کا عکس ممکن نہیں ہے۔ اس نقطے کی وضاحت کے لئے صوفیائے کرام بال اور مانگ کی مثال پیش کرتے ہیں۔ مانگ سے بال کی خوب صورتی ہے لیکن بال سے

Marfat.com

مانگ کا وجود قائم ہے۔ یعنی یہ تو ممکن ہے کہ بال ہوں اور مانگ نہ ہو لیکن مانگ بغیر بال کے ہو اس کا تصور نہیں ہوسکتا ہے۔
اسلام کو نظر انداز کرنے والے مدعیان تصوف و طریقت نے ہی خلق خدا کو تصوف اور اس کی برکتوں سے دور کر رکھا ہے، اور انہیں کی بے عملی اور جہل نے امت کے ایک بڑے حصے کو شدت پسند جماعتوں سے قریب کر دیا ہے۔ موروثی اور ادعائی سوفیوں اور ان کے بے عمل و جاہل پیروکاروں نے ہی تصوف کے خلاف جھوٹی تہمتوں کے لئے ماحول سازگار کیا ہے، اور ان تہمتوں میں سرفہرست یہ ہے کہ تصوف میں اتباع شریعت کی اہمیت نہیں ہے، یا اس میں کوئی ایسی منزل ہے جہاں پہنچ کر احکام شریعت ساقط اور کالعدم ہو جاتے ہیں، یا تصوف و شریعت میں کوئی مغایرت یا منافرت ہے۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ صوفیائے کرام نے اتباع شریعت پر سب سے زیادہ زور دیا ہے اور اس باب میں یہ حضرات امت کے تمام گروہ پر سبقت لے گئے ہیں۔ مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی (متوفی ۸۰۸ھ/ ۱۴۰۶ء) فرماتے ہیں کہ:

''ملفوظات مشائخ کو میں نے ایک ایک لفظ پڑھا اور تمام اولیائے زمانہ کی خدمت میں پہنچا لیکن صوفیاء کی تقدیر و تحریر سے یہ بات معلوم نہ ہوسکی کہ تصوف میں کوئی ایسی بھی منزل ہے جہاں پہنچ کر عبادت معاف ہو جاتی ہو۔''(۳)

اہل تصوف کا اتباع شریعت ضرب المثل کی حیثیت رکھتا ہے، یہ ایک ایسی ظاہر و باہر حقیقت ہے کہ مصنفین اسے اپنی کتابوں میں سرخیاں بناتے ہیں، امام طوسی (متوفی ۳۸۷ھ/ ۹۹۷ء) کتاب اللمع میں صوفیاء کے اتباع شریعت کو بیان کرنے کے لئے ایک مستقل باب قائم کرتے ہیں جس کا عنوان ہے "ماذکر عن المشائخ فی اتباعھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و تخصیصھم فی ذلک" یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے متعلق صوفیاء سے منقول اقوال و احوال اور اس ضمن میں ان کی خصوصیت و انفرادیت۔ اس عنوان پر حاشیہ لگاتے ہوئے کتاب کے محقق اور سابق شیخ ازہر ڈاکٹر عبدالحلیم محمود رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

''میں مخالفین تصوف، اور اس پر غیر اسلامی ہونے کی تہمت لگانے والوں کو کتاب کا یہ باب پڑھنے کی دعوت دیتا ہوں۔ جو تصوف کے خالص اسلامی ہونے پر حرف اخیر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس باب میں مؤلف نے جن ائمہ تصوف کی آراء نقل کی ہیں وہ بالکل واضح ہیں اور ان میں کوئی غموض و ابہام نہیں ہے کہ تصوف صرف اور صرف کتاب و سنت سے ماخوذ ہے، کتاب و سنت پر قائم ہے، انہیں دونوں سے ہدایت یافتہ ہے اور یہی دونوں تصوف کے قائد و رہنما ہیں۔''(۴)

اتباع شریعت اور تمسک بالکتاب والسنہ کی اہمیت و ضرورت کو صوفیاء نے قولاً و عملاً بیان کیا ہے۔ ذیل میں ہر دو قول و عمل کے دو دو نمونے پیش کئے جا رہے ہیں:

امام اہل تصوف و سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ "الطرق کلھا مسدودۃ علی الخلق إلا من اقتفی أثر الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واتبع سنتہ ولزم طریقتہ."(۵) (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی و اتباع کرنے والوں کے سوا تمام مخلوق پر طریقت کے راستے بند ہیں) شیخ عبدالرزاق نورالعین اشرفی جیلانی نے شیخ نجم الدین عمر نسفی کا ایک قول نقل کیا ہے کہ تصوف ''پاکیزہ گردانند دلست از دوستی غیر اللہ و آراستن تن است

Marfat.com

بسنتہائے ختم پیغمبران محمد صلی اللہ علیہ وسلم"(۶) (تصوف غیر اللہ کی دوستی سے دل کو پاک کرنا اور خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے بدن کو سجانا ہے)۔

حضرت بایزید بسطامی کسی شخص کی بزرگی کا شہرہ سن کر اس سے ملنے کے لئے اپنے مریدین کے ہمراہ تشریف لے گئے اور اسے اس حال میں دیکھا کہ وہ قبلے کی جانب رخ کر کے تھوک رہا ہے، یہ دیکھ کر آپ نے اپنے مریدوں سے فرمایا چلو لوٹ چلیں "هذا الرجل ليس مأمونا على أدب من آداب رسول الله صلى الله عليه وسلم فكيف يكون مأمونا على ما يدعيه من مقامات الأولياء."(۷) (یہ شخص جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ادب کی امانت و پاسداری نہیں کرسکا، تو یہ ان مقامات اولیاء کی امانت داری کیونکر کرسکتا ہے جس کا یہ دعویدار ہے)۔

صاحب فیوض نامتناہی سیدی محبوب الٰہی فرماتے ہیں کہ "ایک بزرگ محمد اقطع خربوزہ نہیں کھاتے تھے جب ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ مجھے اب تک یہ معلوم نہیں ہوسکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پھل کو کیسے تناول فرمایا تھا"(۸)

کتب تصوف اور ملفوظات صوفیہ سے اگر اس قسم کے اقوال و اعمال و احوال جمع کئے جائیں تو ان کے لئے دفتر درکار ہوں گے۔ شریعت کی اہمیت و ضرورت اور اس کی اتباع و پیروی کی ناگزیریت پر تمام صوفیا کا اجماع ہے خواہ وہ کسی عہد کے رہے ہوں، دنیا کے کسی علاقے کے رہے ہوں اور ان کا مشرب کچھ بھی رہا ہو۔ شریعت و طریقت میں تفریق، ظاہر و باطن کی تقسیم، اسقاط تکالیف کے دعوے، بدعت و خرافات میں مشغولیت اور شعائر اسلامی کا تمسخر صرف جاہلوں اور گمراہوں کا طریقہ ہے۔

ہمارا ملک ہندوستان بھی ایسے صاحبان دل سے ہمیشہ معمور و آباد رہا ہے جو شریعت مطہرہ کی پیروی میں ضرب المثل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مشائخ چشت اہل بہشت جن کے انفاس قدسیہ کے طفیل اس ملک میں اسلام زندہ و پائندہ ہے، جن کے دم سے یہاں توحید کا پھریرا لہرایا ہے اور جن کے جد و جہد اور عرق جبین سے اس دیار میں کشت زار اسلام سرسبز و شاداب ہے؛ اس باب میں خاص اہمیت کے حامل ہیں انہیں ذوات قدسی صفات میں ایک ذات قطب الاقطاب حضرت اقدس شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ہے۔ ان کی شخصیت اسلامیان ہند کی تاریخ میں بڑا مقام رکھتی ہے۔ تصوف کی سربلندی، اسلامی شعائر کی حفاظت و صیانت اور سلسلہ صابریہ چشتیہ کی نشر و اشاعت کے حوالے سے آپ کی ذات گرامی ہندوستانی صوفیائے کرام کی بزم میں ایک امتیازی حیثیت کی حامل ہے۔

حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان اس عہد میں شیراز ہند جونپور اور اس کے اطراف و اکناف کا سب سے مشہور اور ممتاز علمی خاندان تھا۔ آپ کے خاندان عرش مکان میں علم و فضل کی پوری کہکشاں آباد تھی۔

آپ کے جد مادری ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی (متوفی ۸۴۹ھ/ ۱۴۴۵ء) کا شمار ان معدودے علمائے برصغیر میں ہوتا ہے جن کی شہرت ایران و خراسان اور دیار عرب تک پہنچی، ایک عالم جن کے علمی فضل و کمال کا ثنا خواں ہے اور جن کی عظمت و امامت کی پوری دنیا معترف ہے۔(۹)

۸۰۱ھ میں جب آپ دہلی سے جونپور آئے تو سلطان ابراہیم شرقی نے آپ کو سلطنت کا قاضی قضاۃ مقرر کیا اور آپ کے

Marfat.com

دربار میں بیٹھنے کے لئے چاندی کی ایک کرسی بنوائی، سلطان آپ سے غایت درجہ محبت وعقیدت رکھتا تھا۔ ملک العلماء درجنوں کتابوں کے مصنف ہیں جن کا ذکر حاجی خلیفہ، بروکلمان اور فواد سزگین وغیرہ نے کیا ہے۔ آپ مخدوم سید اشرف سمنانی کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ لطائف اشرفی میں جا بجا آپ کا ذکر ہے جس سے مرشد اور مسترشد کے تعلقات کا پتہ چلتا ہے۔ ہندوستان میں علماء کا کوئی ایسا تذکرہ نہیں ہے جو آپ کے ذکر سے خالی ہو۔ غلام علی آزاد بلگرامی (متوفی ۱۲۰۰ھ/۱۷۸۶ء) نے ملک العلماء کے استاذ شیخ عبدالمقتدر کا ان کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ: "جلده علم و لحمه علم و عظمه علم"۔(۱۰) (ان کی جلد، ہڈی اور گوشت سب علم ہی علم ہے) خود ان کے مرشد طریقت انہیں "برادر اعز، جامع العلوم" اور "قدوۂ علمائے روزگار و زبدۂ فضلائے ہر دیار" کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ ملک العلماء سے پہلی ملاقات کے بعد حضرت مخدوم سید اشرف سمنانی نے فرمایا تھا "در ہندوستان ایں مقدار فضیلت در کسے کم دیدہ ایم"(۱۱)

خود ہمارے ممدوح حضرت عبدالقدوس گنگوہی نے ملک العلماء کی زبردست مدح کی ہے اور اپنی کتاب انوار العیون میں ان کا ذکر "صدر العلماء و بدر الفضلاء، استاد الشرق والغرب، عالم ربانی، نعمان ثانی" وغیرہ بلند القاب سے کیا ہے۔ حضرت ملک العلماء کی اہم کتابوں میں الارشاد فی النحو، مصدق الفضل، البحر المواج، فتاوی ابراہیم شاہی اور مناقب السادات وغیرہ ہیں ان کتابوں نے علماء عرب و عجم سے داد و تحسین حاصل کیا ہے ان میں الارشاد کو سب سے زیادہ شہرت ملی اور بہت سے علماء کی رائے میں یہ ابن حاجب کی کافیہ سے بہتر متن ہے۔ خود ان کے مرشد گرامی نے اس کتاب کو خلعت پسندیدگی سے نوازا اور اس پر بے حد خوبصورت اور پر تاثیر تبصرہ فرمایا کہ "گویند کہ سحر از ہندوستان راست آمدہ، غالباً ایں راست سحر بود" (کہتے ہیں کہ جادو ہندوستان سے نکلا ہے اور وہ جادو غالباً یہی کتاب ہے)۔

حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے جد گرامی صفی الدین ردولوی (متوفی ۱۴۱۶ء) بھی ایک بلند درجہ عالم دین تھے انہوں نے علوم وفنون کی تعلیم اپنے نانا ملک العلماء شہاب الدین دولت آبادی سے حاصل کی، اور طریقت کی تعلیم اپنے نانا کے مرشد گرامی سید اشرف جہانگیر سمنانی سے پائی اور خلافت سے سرفراز کئے گئے۔ شیخ صفی الدین نے "غایۃ التحقیق" کے نام سے کافیہ کی ایک مبسوط شرح لکھی تھی جس کا تذکرہ ملا کاتب چلپی (حاجی خلیفہ) نے کشف الظنون فی أسامی الکتب والفنون میں کیا ہے۔ علم صرف میں آپ نے دستور المبتدی کے نام سے ایک کتاب لکھی جسے ملک میں بڑی شہرت و پزیرائی حاصل ہوئی۔(۱۳) سید اشرف سمنانی کو اپنے اس فاضل و یگانہ مرید سے غایت درجہ محبت تھی۔ صاحب نزہۃ الخواطر سید عبدالحی حسنی نے لطائف اشرفی کے حوالے سے حضرت کا یہ فرمودہ نقل کیا ہے کہ:

"ما رایت فی بلاد الهند من یتحلی بغرائب الفنون و عجائب الشئون غیر الصفی"۔ یعنی میں نے ملک ہندوستان میں صفی الدین کی طرح علوم وفنون سے آراستہ کسی اور کو نہیں دیکھا ہے)۔(۱۴)

حضرت شیخ عبدالقدوس کے والد ماجد ابو المکارم اسماعیل کی پیدائش تذکروں کے مطابق ۷۸۹ھ/۱۳۸۷ء میں ہوئی، اور اکثر تذکرہ نگاروں کے مطابق دہلی میں آپ کی پیدائش ہوئی۔(۱۵) البتہ پرورش و پرداخت جونپور اور ردولی میں ہوئی۔ لیکن

Marfat.com

رحمان علی نے اپنی کتاب تذکرۂ علماء ہند میں ایک ایسی بات لکھی ہے جو آپ کی پیدائش کے زمان و مکان کی عام روایتوں سے متصادم ہے انہوں نے لکھا ہے کہ: جب شیخ اسماعیل صرف چالیس دن کے تھے تو ان کے والد نے انہیں سید اشرف سمنانی کی خدمت میں پیش کیا تو حضرت نے فرمایا کہ یہ بچہ بھی میرا مرید ہے[۱۶] اگر یہ بات صحیح ہے تو دہلی میں آپ کی پیدائش کی مشہور روایت درست نہ ہوگی اور اگر حضرت شیخ صفی الدین کا خاندان ملک العلماء کے ساتھ ۸۰۱ر ۱۳۹۹ء میں ہی دہلی سے جونپور آیا تو شیخ اسماعیل کی تاریخ پیدائش بھی محل نظر ہے البتہ ایک امکان یہ بھی ہے شیخ صفی ملک العلماء سے پہلے آ کر جونپور میں اقامت اختیار کر چکے ہوں۔ لطائف اشرفی کی بعض روایتوں سے بھی ایسا مترشح ہوتا ہے۔ حضرت شیخ اسماعیل کی تعلیم و تربیت ان کے جامع شریعت و طریقت والد کے زیر نگرانی ہوئی۔ بے حد ذہین و طباع تھے والد کی حیات ہی میں تدریسی خدمات انجام دینے لگے تھے اور ان کے وصال کے بعد ان کے مسند تدریس و افتاء پر جلوہ گر ہوئے۔ ۸۱۰ھ ر ۱۴۵۸ء میں آپ کا وصال ہو گیا۔[۱۷]

قطب الاقطاب شیخ عبدالقدوس کے دادا کے دو بھائی اور تھے انہوں نے بھی ملک العلماء یعنی اپنے نانا سے تعلیم حاصل کی تھی اور دونوں ہی بڑے علم و فضل والے تھے۔ ان میں ایک قاضی رضی الدین ردولوی تھے جنہیں سلطان ابراہیم شاہ والی جونپور نے ردولی کا قاضی بنایا تھا در اصل قاضی رضی الدین اس بزرگ خاندان کے پہلے فرد ہیں جنہوں نے ردولی میں قدم رنجہ فرمایا۔ لیکن صاحب نزھہ کا یہ قول درست نہیں کہ "ولد ونشأ بجونپور"[۱۸] یعنی ان کی پیدائش و پرورش جونپور میں ہوئی۔ دوسرے شیخ فخر الدین تھے وہ بھی بڑے عالم تھے صاحب نزھہ نے ان کی پیدائش و پرورش کے سلسلے میں بھی بعینہ مذکورہ بالا جملہ استعمال کیا ہے۔ قاضی اطہر مبارکپوری کی رائے میں بھی تینوں بھائیوں کی پیدائش و پرورش دہلی میں ہی ہوئی۔[۱۹] اس بات کے درست نہ ہونے کی سب سے واضح دلیل یہ ہے کہ شیخ رضی الدین حضرت مخدوم سمنانی کی وفات ۸۰۸ھ سے قبل ہی ردولی کے قاضی بنا دئے گئے تھے اور ملک العلماء ۸۰۱ھ کے بعد جونپور تشریف لائے اور اس سات سال کے قلیل عرصے میں تکمیل علم کر کے منصب قضا پر فائز ہونا ممکن نہیں ہے، کیونکہ انہوں نے اپنے نانا سے ہی اکتساب علم کیا تھا اور ان کے قاضی بننے کے بعد ہی ان کے برادر اکبر شیخ صفی الدین نے ردولی میں مخدوم اشرف سے ملاقات کی تھی اور بیعت ہوئے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس خاندان کی عظیم شخصیات کی موالید و وفیات کا جو بیان تذکروں میں ملتا ہے اس میں کلی توافق کی کوئی صورت نہیں نظر آتی ہے۔ بہر کیف اپنے علم و فضل کے اعتبار سے یہ خاندان "ایں خانہ ہمہ آفتاب است" کا پوری طرح سے مصداق تھا۔

علم سے معمور اور روحانیت میں مغمور اسی خاندان میں قطب الاقطاب شیخ عبدالقدوس گنگوہی کی پیدائش ہوئی آپ علوم متداولہ ظاہرہ میں تو اپنے آبائے کرام کی طرح مشہور نہیں ہوئے لیکن سلوک و معرفت کی راہ میں سب پر سبقت لے گئے۔ آپ کے تذکرہ نگاروں نے آپ کی تاریخ پیدائش نہیں لکھی ہے، چنانچہ لطائف قدوسی، اخبار الاخیار، مرآۃ الاسرار، خزینۃ الاصفیاء، سفینۃ الاولیاء، نزہۃ الخواطر، رود کوثر اور بزم صوفیہ جیسے تذکروں میں آپ کی پیدائش کا ذکر نہیں ہے۔ اخبار الاخیار کے اردو ترجمے میں شیخ کے نام کے ساتھ (۸۵۲ ــــ ۹۴۵) مذکور ہے لیکن متن تذکرہ میں تاریخ پیدائش مذکور نہیں ہے، غالباً یہ مترجم یا مرتب کا اضافہ ہے[۲۰] ایک اور قریب العہد تذکرہ نگار نے تاریخ ولادت ۸۶۰ھ تحریر کیا ہے جو موافق ۱۳۸۷ عیسوی ہے اور یہی حضرت کے

Marfat.com

والد گرامی شیخ اسماعیل کی تاریخ وفات ہے(۲۲) لیکن شیخ کی ولادت کی یہ تاریخیں لطائف قدوسی کے بیانات سے ہم آہنگ نہیں ہیں جن کے مطابق حضرت اپنے والد کی حیات طیبہ میں پڑھنے لکھنے کے قابل ہو گئے تھے۔اور علوم ظاہری میں آپ کی بے رغبتی دیکھ کر آپ کے والد کو تشویش وفکر مندی ہوتی تھی۔(۲۲)

اور اس امر میں کوئی شک نہیں ہے کہ لطائف قدوسی آپ کے احوال وکوائف کا سب سے مستند اور قدیم مأخذ ہے۔اخبار الاخیار سے لے کر بزم صوفیہ تک تمام سوانح نگاروں نے اسی کتاب پر اعتماد کیا ہے۔یہ آپ کے صاحبزادے شیخ رکن الدین کی تصنیف ہے جسے انہوں نے حضرت شیخ کی حیات ظاہری میں ہی شروع کیا تھا لیکن اس کی تکمیل ان کے وصال کے بعد ہوئی۔

قطب الاقطاب شیخ المشائخ حضرت عبدالقدوس کی پیدائش ردولی ضلع بارہ بنکی میں ہوئی آپ کا شجرۂ نسب امام اعظم رحمہ اللہ تک پہنچتا ہے۔قسام ازل نے ان کی قسمت میں ازلی سعادت مقسوم کر دی تھی۔شیخ رکن الدین فرماتے ہیں کہ میرے دادا شیخ ابوالمکارم اسماعیل ایک بار اپنے بچپن میں ہمعصروں کے ساتھ شیخ العالم قطب انجم مخدوم احمد عبدالحق صاحب توشہ (متوفی ۸۳۶ھ/۱۴۳۳ء) کی زیارت کرنے گئے۔بچے ایک ایک کر کے حضرت کی زیارت کر کے دروازے سے واپس آ رہے تھے جب شیخ اسماعیل کا نمبر آیا تو شیخ العالم قدس سرہ نے آپ کو اپنے قریب بلوایا اور آپ کی پشت کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا کہ: اس کی پشت میں مجھے ایک ایسا بچہ نظر آ رہا ہے جو قطب وقت ہوگا اور باطنی طور پر میرا وارث ہوگا۔(۲۳) حضرت شیخ العالم کا یہ کشف حرف بحرف صادق ہوا،اور ان کے فیوض و برکات سے دنیا شیخ عبدالقدوس کے ذریعے فیض یاب ہوئی،اور انہیں ایسی شہرت لازوال و بے مثال حاصل ہوئی جس کے آگے ان کے آبائے کرام کی علمی شہرت بھی ماند پڑ گئی،اور انہیں کے ذریعے سلسلہ صابریہ چشتیہ کی نشر و اشاعت ہوئی۔شیخ عبدالقدوس نے حضرت شیخ العالم کا عہد نہیں پایا لیکن ان کی ذات سے انہیں ایسی والہانہ الفت وعقیدت تھی جس کی مثال خال خال ہی ملتی ہے۔انوارالعیون کے مقدمے میں لکھتے ہیں کہ:

''فقیر حقیر خادم فقراء اللہ، ومفتقر رجاء اللہ عبدالقدوس بن اسماعیل حنفی حنیفی غزنوی خاکروب خانقاہ قطب الاقطاب تاج الاولیاء ہادی الاصفیاء سلطان العارفین، برہان الواصلین، حضرت شیخ العالم شیخ احمد عبدالحق ردولوی صاحب توشہ قدس اللہ سرہ العزیز کہتا ہے کہ جب میں نے مدتوں آنحضرت کی متبرک خانقاہ اور پاک روضہ میں۔۔۔جو اپنے تقدس کے اعتبار سے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ اور مسرت وانبساط کے گلشنوں میں سے ایک گلشن ہے۔۔۔شدید مجاہدوں اور لمبی لمبی ریاضتوں سے اپنے کو گھلا کر زار و نزار کر لیا، بھوک و پیاس کی شدت برداشت کی تا آنکہ۔۔۔معیت و محویت کے مقام پر پہنچ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔'' (۲۴)

انوارالعیون کے فن اول میں آپ نے حضرت شیخ العالم کے فضائل و مناقب بیان کئے ہیں۔آپ کو بیعت و خلافت حضرت شیخ العالم کے پوتے اور جانشین شیخ محمد بن شیخ عارف سے تھی لیکن استفادہ راست طور پر حضرت شیخ العالم کی روح پر فتوح سے کیا تھا،اور انہیں کی روحانی نگرانی اور تربیت کے زیر سایہ سلوک کی منزلیں طے کی تھی،اور قطبیت کی منزل پر فائز ہوئے۔شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل عرصے تک شیخ العالم کی قبر کی مجاورت فرمائی اور حضرت شیخ العالم کے انوار معرفت سے

Marfat.com

اپنے دل کو منور فرمایا۔خود فرماتے ہیں کہ "اس فقیر کو حضرت شیخ العالم کے ساتھ اس قدر معاملات پیش آئے ہیں کہ حد شمار میں نہیں آسکتے"(۲۵)

حضرت شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شیخ العالم سے روحانی ارتباط و تعلق کے علاوہ ایک اور تعلق تھا کہ حضرت کی پوتی ان کو منسوب تھی۔ ردولی میں حضرت شیخ العالم کے آستانے پر آپ ایک طویل عرصے تک خاکروبی اور جاروب کشی فرماتے رہے، اور شب و روز مجاہدوں اور ریاضتوں میں مصروف رہے۔ شیخ رکن الدین فرماتے ہیں کہ: "حضرت کے مجاہدات کو ضبط تحریر میں لانا مشکل ہے احتیاط اس درجہ فرماتے کہ عام قصابوں کے یہاں سے گوشت نہیں خریدتے تھے اور شب و روز میں ۸۰۰ رکعت نوافل ادا کرتے تھے۔"(۲۶) حضرت شیخ رکن الدین نے لطائف قدوسیہ کے متعدد لطیفوں میں (۲۷۔۱۸) آپ کے مجاہدات کا ذکر کیا ہے۔ حضرت شیخ العالم کے نبیرہ و جانشین کے علاوہ بھی آپ کو کئی مشائخ سے اجازت و خلافت حاصل تھی جن کا ذکر لطیفہ رقم ۲۵ میں کیا گیا ہے۔

جونپور کی ابراہیم شاہی حکومت کمزور ہوئی تو اس کا اثر ردولی اور اس کے مضافات میں ہندوؤں کے غلبے کے طور پر ہوا۔ چنانچہ حضرت عبدالقدوس ہجرت کر کے شاہ آباد آگئے، دارالخلافہ دہلی سے قریب شاہ آباد میں حضرت نے تقریباً ۳۷ سال قیام فرمایا۔ اس عرصے میں بے شمار لوگوں نے حضرت سے سلوک و معرفت کی تعلیم پائی اور پورے ملک میں آپ کی عظمت و بزرگی کا شہرہ ہوگیا۔ یہ لودھیوں کا عہد تھا اکثر لودھی حکمران اور امراء حضرت کے معتقد تھے سکندر لودھی کو حضرت سے خصوصی تعلق خاطر تھا، حضرت بھی اسے اس کی اسلام پسندی کے سبب بے حد عزیز رکھتے تھے۔ ۱۵۲۶ء میں جب بابر اور ابراہیم لودھی کے درمیان پانی پت کا معرکہ ہوا تو بادشاہ کی درخواست پر آپ بھی اس کے لشکر میں موجود تھے لیکن آپ اپنی باطنی بصیرت سے دیکھ رہے کہ ابراہیم لودھی کی فتح مشتبہ ہے۔ بابر کی فتح کے بعد آپ کو بھی عارضی طور پر قید کیا گیا اور پھر رہا کر دیا گیا۔(۲۷)

لودھیوں کی شکست کے بعد شاہ آباد ویران ہوگیا تو آپ اپنے اہل خانہ کے ساتھ گنگوہ میں سکونت اختیار کی۔ گنگوہ میں آپ کی خانقاہ اس وقت ملک میں خلق خدا کا سب سے بڑا مرجع تھی۔ بہلول لودھی سے لے کر ہمایوں کے عہد تک آپ مسند ارشاد پر متمکن رہے، اور اس طویل عرصے میں ہزاروں ہزار افراد نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی۔ آپکے کے خلفاء کی تعداد بھی بہت بڑی تھی۔ صاحب مراۃ الاسرار نے لکھا ہے کہ بادشاہ ہمایوں بھی آپ کے عقیدت کیشوں میں تھا۔(۲۸) آپ کے خلفاء میں آپ کے صاحبزادگان کے علاوہ شیخ جلال الدین تھانیسری متوفی ۹۸۹ھ سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ عام روایت کے مطابق ۹۴۵ھ/۱۵۳۹ء میں آپ کا وصال ہوا، جبکہ لطائف قدوسی کے مطابق آپ نے ۹۴۴ھ میں رحلت فرمائی۔ شیخ اکرام نے شیخ مجدد الف ثانی کے والد شیخ عبدالاحد کا نام بھی آپ کے خلفاء کی فہرست میں درج کیا ہے۔(۲۹)

قطب العالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کثیر الصفات اور جلیل المواہب بزرگ تھے تقوی و ورع اور زہد و اتقا میں آپ اپنی مثال خود آپ تھے، وجد و کیف میں امتیازی شان رکھتے تھے، مستجاب الدعوات اور صاحب کرامات تھے۔ تصوف کے اسرار و رموز کے بڑے عارف تھے۔ سماع کا شوق رکھتے تھے۔

Marfat.com

"وكان صاحب المقامات العلية والكرامات المشرفة الجليلة، والأذواق الصحيحة والمواجيد الصادقة، و كان يستمع الغناء و يفرط فيه، و يفشي أسرار التوحيد على عامة الناس، و يستغرق في البحار الجذبات والسكر ...."(۳۰)

لیکن آپ کی ان تمام صفات ومناقب میں سب سے نمایاں صفت اور سب سے امتیازی منقبت اعصام بالکتاب والسنہ اور اتباع شریعت تھی۔ آپ کا ایک بھی ایسا سوانح نگار نہیں ہے جس نے آپ کے اس وصف کی جانب اشارہ نہ کیا ہو۔ حضرت شیخ رکن الدین اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ "میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت جبریل آئے، اور انہوں نے میرے سامنے ایک کتاب رکھ دی، ہم اسے وسوسہ سمجھ رہے تھے کہ حضرت رسالت مآب خود تشریف لائے اور حضرت جبریل سے ہم کلام ہوئے مجھے اپنے وسوسے کا جواب مل گیا کہ شیطان کی یہ مجال نہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمکلام ہوسکے پھر میں نے دیکھا کہ دونوں حضرات روانہ ہو رہے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑلیا اور عرض کیا کہ: حضرت جبریل نے مجھے یہ کتاب دی ہے، اس کا کیا کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کتاب میرے متابعت اور اطاعت ہے، اس کو لازم پکڑلو"(۳۱)

شیخ رکن الدین فرماتے ہیں کہ اتباع شریعت میں آپ اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ بے عملوں سے کھلی بیزاری کا اظہار کرتے تھے، اور ایسے لوگوں کو خود سے قریب بھی نہیں آنے دیتے تھے۔ آپ بغیر کسی تردد کے بے عمل صوفیاء کی نکیر فرماتے تھے، ان کے نزدیک بندہ ترک فرائض وسنن کے ساتھ قرب الٰہی کا کوئی درجہ حاصل نہیں کرسکتا ہے۔

"ولا يبلغ العبد في الحسبة والقربة من الله تعالى درجةً إن ترك هذه الوظائف أي وظائف الشريعة من الفرائض والواجبات والسنن مادام حيا."(۳۲)

مزید فرماتے ہیں کہ اسقاط تکلیف یا عبادت کی معافی کا دعویٰ غلط ہے کیونکہ "ان افضل خلق الله تعالىٰ في الدنيا الانبياء والرسل و لم ينقل عنهم مثل هذا. وقال تعالىٰ عن عيسى عليه السلام: "أوصاني بالصلاة والزكاة ما دمت حيا". فإذا لم تسقط عنهم فمن دونهم أولى" (یعنی دنیا میں اللہ کی سب سے بلند مخلوق انبیاء ورسل ہیں لیکن ان سے ایسا کچھ مروی نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کا قول نقل کیا ہے کہ اس نے مجھے زندگی بھر نماز وزکاۃ کا حکم دیا ہے، تو جب عبادتیں ان سے ساقط نہیں ہوئیں تو ان سے کم درجہ والوں سے تو بدرجہ اولیٰ ساقط نہیں ہونگی)۔

یہاں حضرت رکن الدین نے حضرت قطبی سے ایک بہت عمدہ بات نقل کی ہے کہ: جو یہ کہا جاتا ہے کہ اولیاء سے احکام تکلیفی ساقط ہو جاتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ فرائض کی پابندی ختم ہو جاتی ہے بلکہ اسقاط تکلیف کا صرف یہ مطلب ہے کہ ان سے ان اعمال کی کلفت وزحمت ختم ہو جاتی ہے۔ اور وہ اسے بار نہیں سمجھتے ہیں جیسا کہ عام لوگ سمجھتے ہیں۔(۳۳)

لطیفہ نمبر ۲۹ میں فرماتے ہیں کہ:

"میرے عزیز جو طبقہ اللہ کی محبت کا دم بھرتا ہے ان کے لئے حکم ہوا ہے "قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله" (یعنی فرما دیجئے کہ اگر اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالیگا)۔

Marfat.com

لودھی حکمرانوں بالخصوص سلطان سکندر لودھی کو آپ اس لئے عزیز رکھتے تھے کہ وہ اسلامی شعائر کی سربلندی میں کوشاں رہتا تھا اور اس ضمن میں اس نے کئی کارہائے نمایاں انجام دئے تھے۔ آپ صرف اپنی ذات تک اتباع شریعت پر اکتفا نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اپنے متعلقین و مریدین و متوسلین سب سے شریعت کی اتباع و پیروی کرواتے تھے۔ بلکہ عوام و خواص سبھی سے شریعت کی پیروی کا مطالبہ کرتے تھے۔ امراء و حکام کو بھی شریعت پر عمل کرنے کی دعوت دیتے تھے، اور انہیں شریعت نافذ کرنے کی تاکید کیا کرتے تھے۔ شریعت مطہرہ کی پیروی اور اس کے نفاذ کے لئے کوشش آپ کی سوانح کا سب سے روشن باب ہے اور اس سلسلے میں آپ ایک امتیازی شان رکھتے ہیں۔ صاحب نزھۃ الخواطر لکھتے ہیں کہ:

"وكان لا يقصر في اتباع السنة والتزام العزائم. وكان متخلقاً بدوام الذل والافتقار والتبتل إلى الله سبحانه والتوكل عليه، وكان شديد التعبد كثير البكاء كثير الذكر للموت والخواتم."(۳۴)

(وہ اتباع سنت اور اختیار عزیمت میں کوئی تقصیر نہیں کرتے تھے، فقر مسکنت، اللہ کی طرف یکسوئی اور توکل علی اللہ جیسی صفات سے متصف تھے۔ وہ بڑے عبادت گزار اور بہت گریہ وزاری کرنے والے تھے۔ موت اور خاتمے کو بہت زیادہ یاد کرتے تھے)۔

حضرت شیخ عبدالقدوس نے اپنی کتابوں میں اتباع شریعت کو جا بجا موضوع بنایا ہے، چنانچہ شرح الصحائف پر آپ کا حاشیہ ہو، شیخ الشیوخ سہروردی کی عوارف المعارف پر آپ کی مفصل شرح ہو، امام کلاباذی کی کتاب التعرف پر آپ کا حاشیہ ہو، یا آپ کی مشہور تالیف انوار العیون و اسرار المکنون ہو سبھی میں اتباع شریعت اور اس کی اہمیت پر مختلف پیرائے میں گفتگو فرمائی ہے۔

آپ نے اپنے مریدین باصفا اور کئی حکام و امراء کو خطوط بھی لکھے ہیں جس میں شریعت کی پابندی کرنے اور اسے نافذ کرنے کی دعوت دی ہے۔ سکندر لودھی کے نام آپ نے اپنے ایک خط میں اسے مخلوق کی غمخواری پر توجہ دلائی ہے۔(۳۵) مغلیہ حکومت قائم ہونے کے بعد آپ نے ظہیر الدین بابر کو ایک خط لکھا اور اسے تاکید کی کہ وہ شریعت محمدی کی نشر و ترویج کے لئے ضروری اقدام کرے۔(۳۶)

شیخ محمد اکرام کے مطابق آپ نے ایسے ہی خطوط کئی اور امراء جیسے بیبت خاں، خواص خان، ابراہیم خاں شروانی اور تردی بیگ وغیرہ کو بھی لکھے ہیں اور انہیں اتباع شریعت کی تلقین کی ہے شیخ اکرام نے حضرت کے ان خطوط و رسائل کو امام ربانی مجدد الف ثانی کے مکتوب و خطوط کا پیش رو قرار دیا ہے۔(۳۷) اور یہ بات قرین قیاس بھی ہے کہ حضرت مجدد شیخ عبدالقدوس کے ان خطوط سے متاثر ہوئے ہوں اور اپنے عہد میں زیادہ بڑے پیمانے پر ان کا استعمال کیا ہو کیونکہ حضرت گنگوہی ان سے قریب العہد بھی تھے، اور شیخ مجدد کے والد شیخ عبدالاحد حضرت کے خلفا میں سے بھی تھے۔ یہ ایک بے حد دلچسپ موضوع ہے اور اس پر سنجیدہ اور مفصل کام کی ضرورت ہے۔

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور ان کے خلفاء و مریدین کی جانب سے مغلوں کی مخالفت کی سب سے بنیادی وجہ

Marfat.com

شریعت کے معاملے میں مغلوں کی بے اعتنائی اور تساہلی ہی تھی۔ جب ہمایوں نے گجرات پر حملہ کیا تو حضرت شیخ نے اس کو سخت ناپسندیدہ سمجھا اور اس اسلامی حکومت کی تخت و تاراجی کو اسلام کی تخت تاراجی اور بیخ کنی قرار دیا۔ لطائف قدوسی کے مطابق اس موقع پر آپ نے اپنی سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ "ہمایوں کفر و اسلام میں فرق نہیں کر رہا ہے اور سب کو یکساں تاراج کر رہا ہے۔"(۳۸)

جب شیر شاہ سور نے ہمایوں کو شکست دی اور وہ ملک بدر ہوا تو حضرت گنگوہی کے مریدوں نے خوشیاں منائیں۔(۳۹)

مختصر یہ کہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت برصغیر کی ایک عظمت مآب اور تاریخ ساز شخصیت ہے۔ دین متین کی ترویج و اشاعت اور شریعت کی تنفیذ و ترسیخ میں آپ کے کارنامے سنہری حرفوں سے لکھے جانے کے مستحق ہیں۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

حوالے

۱- شیخ عیسی عبدالقادر حلبی، حقائق عن التصوف، بیروت: ۱۴۵۱ھ، ۲۳۶

یہ قول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب ہے۔

۲- امام بخاری، الجامع الصحیح، بار سوم، بیروت: دار ابن کثیر، ۱۹۸۷، ۱:۷۲ و صحیح امام مسلم، بیروت، دار احیاء التراث العربی، غیر مورخ، ۱:۳۷

۳- سید نعیم اشرف جائسی، محبوب یزدانی، بار سوم، جائس: مخدوم اشرف اکیڈمی، ۱۹۸۷، ۸۳ ۴- امام طوسی، ابونصر سراج، کتاب اللمع تحقیق عبدالحلیم محمود، مصر: دارالکتب الحدیثہ، ۱۹۶۰ء، ۱۴۴

۵- سلمی، ابو عبدالرحمن، الطبقات الصوفیۃ تحقیق: نورالدین شریبہ، مصر: دارالکتاب العربی، ۱۹۵۳ء، ۱۵۹

۶- عبدالرزاق جیلانی (مرتب) مکتوب اشرفی، کراچی: دارالعلوم اشرفیہ رضویہ، ۲۰۰۰ء، ۲: ۳۹۴

۷- امام طوسی، کتاب اللمع، مرجع سابق، ۱۴۴، ۱۴۵

۸- خلیق احمد نظامی، تاریخ مشائخ چشت، کراچی: احمد برادرز پرنٹرز، ۱۹۸۳ء، ۲۶

۹- عبدالحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار، دہلی: مطبعہ مجتبائیہ، ۱۷۵،

وغلام علی آزاد بلگرامی، سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان تحقیق: محمد فضل الرحمن ندوی، علی گڑھ، ادارۂ علوم اسلامیہ، ۱۹۷۶، ۹۵،

وصدیق بن حسن قنوجی، ابجد العلوم، بیروت: دارالکتب العلمیۃ، ۳: ۲۱۹

وغلام سرور لاہوری، خزینۃ الاصفیاء، لکھنؤ مطبع ثمر ہند، ۱۲۹۰ھ، ۱: ۳۹۰.

ورحمان علی، تذکرہ علمائے ہند، لکھنؤ: نولکشور، ۱۹۱۳ء، ۸۸،

۱۰- سبحۃ المرجان، مرجع سابق ۹۰، واطہر مبارکپوری، دیار پورب میں علم اور علماء، بار دوم؛ دہلی: البلاغ پبلیکیشنز، ۲۰۰۹ء، ۱۷۲،

Marfat.com

۱۱- دیار پورب میں علم اور علماء، مرجع سابق بنقلاعن لطائف اشرفی ۱۸۱.

۱۲- دیار پورب میں علم اور علماء، مرجع سابق بنقلاعن لطائف اشرفی ۱۸۷.

۱۳- تذکرہ علماء ہند، مرجع سابق ۹۶، عبدالحی الحسنی، نزھۃ الخواطر رائے بریلی، دار عرفات، ۱۹۹۲، ۳: ۶۹

۱۴- نزھۃ الخواطر، مرجع سابق، ۳: ۶۹

۱۵- دیار پورب میں علم اور علماء، مرجع سابق، ۲۰۳. و لطائف قدوسی ناشر احسان احمد صابری، کانپور مختلف لطائف

۱۶- تذکرہ علماء ہند، مرجع سابق، ۹۷

۱۷- دیار پورب میں علم اور علماء، مرجع سابق، ۲۰۳

۱۸- تذکرہ علماء ہند، مرجع سابق ۹۶، ونزھۃ الخواطر، مرجع سابق، ۳: ۶۹

۱۹- نزھۃ الخواطر، مرجع سابق، ۳: ۵۵، و دیار پورب میں علم اور علماء، مرجع سابق، ۲۰ و تذکرۂ علمائے ہند، مرجع سابق، ۹۶

۲۰- اخبارالاخیار (اردو ترجمہ) معلومات نشر غیر موجود، حضرت کی تفصیلی سوانح حیات کے لئے دیکھئے، لطائف قدوسی، مرجع سابق، اخبارالاخیار (فارسی) عبدالرحمن چشتی، مرآۃالاسرار، دہلی، ۱۱۸۶، ۱۹۵، اور سفینۃ الاولیاء، اردو ترجمہ، ۱۲۶

۲۱- محمد زکریا کاندھلوی، تاریخ مشائخ چشت، کراچی مکتبہ الشیخ، غیر مؤرخ، ۱۹۳

۲۲- لطائف قدوسی، مرجع سابق، ۱۳۸

۲۳- لطائف قدوسی، مرجع سابق، ۱۳۷

۲۴- صباح الدین عبدالرحمن، بزم صوفیہ، بار سوم؛ اعظم گڑھ: دارالمصنفین، ۱۹۷۹ء، ۶۲۷. شاہ مبین احمد فاروقی، حیات شیخ العالم، ردولی: خانقاہ شیخ العالم، ۲۰۱۲ء، ۱۵۸

۲۵- لطائف قدوسی، مرجع سابق، ۱۵۴-۱۵۱، بزم صوفیہ مرجع سابق، ۶۲۷ نقلاعن انوارالعیون

۲۶- لطائف قدوسی، مرجع سابق، ۱۶۶، ۱۶۷

۲۷- محمد اکرام، رود کوثر، دہلی: ادبی دنیا، غیر مؤرخ، ۶۷

۲۸- مرآۃالاسرار، مرجع سابق (اردو ترجمہ)، ۱۱۹۰
شیخ عبدالرحمن نے مزید لکھا ہے کہ ہمایوں بادشاہ حضرت گنگوہی کی خدمت میں حقیقت و معرفت کو سمجھنے کے لئے حاضر ہوا کرتا تھا۔ لیکن یہ بیان لطائف قدوسی کے لطیفہ نمبر ۱۰۰ میں مندرج معلومات سے تصادم ہے لطائف قدوسی سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت اور آپکے مریدین مغلوں سے عموماً اور ہمایوں سے خاص طور پر ناخوش تھے۔ دیکھئے لطائف قدوسی، ۳۵۰ و مابعدہ رود کوثر، مرجع سابق، ۷۸

۲۹- نزھۃ الخواطر، مرجع سابق، ۴: ۱۷۴

۳۰- لطائف قدوسی، مرجع سابق، ۱۷۹

Marfat.com

۳۱- لطائف قدوسی، مرجع سابق، ۱۸۷

لطائف قدوسی کا زیرِ نظر نسخہ جو کلید معرفت کے ساتھ شائع ہوا ہے اغلاط سے بھرا ہوا ہے بالخصوص عربی عبارتیں اکثر و بیشتر غلط ہیں آیات و احادیث بھی اس سہل انگاری سے محفوظ نہیں ہیں، راقم نے حسب استطاعت درستگی کی کوشش کی ہے لیکن پورے صحت کا دعوی نہیں کیا جاسکتا ہے۔

۳۲- لطائف قدوسی، ۱۸۸

۳۳- نزھۃ الخواطر، مرجع سابق، ۷۶

۳۴- رود کوثر، مرجع سابق، ۷۶

۳۵- نفس مصدر نفس صفحہ

۳۶- نفس مصدر، ۷۷

۳۷- لطائف قدوسی، مرجع سابق، ۳۵۰

۳۸- رود کوثر، مرجع سابق ۷۷

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالقدوس قلندر گنگوہی علیہ الرحمہ اور تصوف کی نشر واشاعت میں ان کی مساعیٔ جمیلہ

از پروفیسر مسعود انور علوی کاکوروی
صدر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

اللہ تعالیٰ نے حضرات مشائخ چشت کی شخصیات میں جیسی مرجعیت ومحبوبیت اور مخلوق خدا کے لئے جو مقبولیت ودیعت فرمائی اس کی مثال دوسرے سلاسل تصوف کے بزرگوں میں عموماً ویسی نہیں نظر آتی خواص کے مقابلہ عوام سے ان کا گہرا تعلق اس کا غماز ہے۔

حضرت شیخ عبدالقدوس قلندر گنگوہی قدس سرہ (۸۶۰ھ/ ۱۴۵۶ء۔ ۹۴۴ھ/ ۱۵۳۷ء) کی ذات نویں دسویں صدی ہجری کے ممتاز صوفیائے کرام میں ہیں جن کے گرامی قدر مکتوبات وکلام نے تصوف کے حقائق ومعارف کو طشت از بام کیا خلق کے لیے اس کے فیوض و برکات کے دریچے وا کیے مخالفین ومعاندین کے شکوک وشبہات کے مسکت جوابات دیے اور ان کے اعتراضات دور فرمائے انہوں نے امراء وسلاطین وقت کی اصلاح کی جیسی کوششیں کیں اور جس طرح اپنے مکتوبات و تصانیف کے ذریعہ انہیں نصائح اور تلقین فرمائیں وہ ان ہی کا حصہ ہیں۔ رعایا اپنے امیر اور بادشاہ کے مذہب ومسلک پر ہوتی ہے (الناس علی دین ملوکھم) اس وجہ سے آپ قدس سرہ نے اپنے دور کے معاشرہ کی اصلاح کی خاطر سلاطین وقت کو اپنے ناصحانہ ومبلغانہ بلکہ صوفیانہ انداز میں مکاتیب تحریر فرما کر اس ضرورت کی تکمیل فرمائی ان کا عارفانہ کلام صاحبان حال کی دنیا روز بروز گرم کرتا رہا اور سلوک کی راہ میں معاون بنتا رہا۔

خاندان:

حضرت شیخ علیہ الرحمہ کے والد ماجد علیہ الرحمہ کا اسم گرامی شیخ اسمٰعیل بن شیخ صفی الدین تھا۔ آپ نسباً امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق تھے۔ جد اعلیٰ شیخ نظام الدین اصلاً غزنی کے رہنے والے تھے تاتاریوں کے حملوں اور پے در پے یورش کی وجہ سے ساتویں صدی ہجری میں اپنے صاحبزادے شیخ نصیر الدین اور اہل خاندان کے ہمراہ علاء الدین خلجی (۶۹۵ھ/ ۱۲۹۶ء۔ ۷۱۷ھ/ ۱۳۱۷ء) کے دور میں دہلی آئے یہ وہ زمانہ تھا جب ملک العلماء قاضی شہاب الدین جونپوری ثم دولت آبادی (۸۴۸ھ/ ۱۴۴۴ء) جن سے شیخ موصوف قدس سرہ کے اجداد کی قرابت قریبہ بھی تھی دہلی سے جونپور آگئے تھے۔ چنانچہ شیخ نظام الدین بھی جونپور منتقل ہو گئے ملک العلماء موصوف الصدر نے اپنی صاحبزادی کی شادی شیخ نظام الدین

Marfat.com

کے صاحبزادہ شیخ نصیر الدین سے کر دی۔ بعد ازاں سلطان ابراہیم شرقی (۱۴۰۲ء-۱۴۴۰ء) نے حاکم مقطع ردولی کے نام ایک فرمان جاری کیا کہ وہ شیخ نصیر الدین علیہ الرحمہ کی معیشت اور گذر معاش کے واسطے خاطر خواہ انتظام کر دے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور موصوف نے جونپور سے ترک سکونت فرما کر ردولی کو اپنا مستقر بنا لیا۔

شیخ نصیر الدین نعمانی علیہ الرحمہ کے تین صاحبزادے:

۱۔ شیخ صفی الدین

۲۔ فخر الدین

۳۔ رضی الدین ہوئے۔

شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ جو حضرت شیخ عبد القدوس قلندر گنگوہی علیہ الرحمہ کے جد امجد ہیں علم و فضل تقویٰ و پرہیز گاری میں آیۃ من آیات اللہ تھے۔

صاحب مرأۃ الاسرار شیخ عبد الرحمن چشتی حسینی نے ان کے سلسلہ میں لکھا ہے:

"حضرت مخدوم شیخ صفی الدین قدس سرہ العزیز اگر چہ از فرزندان امام ہمام حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ است اما بہ اعتبار علم وفضل وزہد وتقویٰ وکمالات معنوی ثانی است۔"

(اگر چہ حضرت مخدوم صفی الدین قدس سرہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کی اولاد تھے مگر اپنے علم وفضل وتقویٰ اور باطنی کمالات میں دوسرے ابوحنیفہ تھے)

ان کے دور میں ماحول پر علم وفضل وکمال اور تصوف کا رنگ غالب تھا اس لیے شعوری وغیر شعوری طور پر اس کا اثر لازمی تھا۔ انہوں نے تلاش حق میں ایک طویل عرصہ تک سیر وسیاحت بھی کی تھی۔ پنڈوہ میں مقیم رہ کر سخت ریاضات ومجاہدہ بھی کیے۔ جونپور میں خلق کی رشد وہدایت بھی فرمائی۔ بالآخر ردولی آکر وہیں تمام عمر گزاری اور وہیں وفات پا کر آسودۂ خواب ہوئے۔

شیخ محمد اسمٰعیل ان کے نامور صاحبزادہ ۷۸۹ھ/۱۳۸۷ء میں متولد ہوئے جنہوں نے تمام تر تعلیم وتربیت اپنے با کمال والد ماجد سے حاصل کی اور علم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل کیا۔ یہ ابھی خورد سال ہی تھے کہ حضرت شیخ العالم احمد عبد الحق ردولوی قدس سرہ السامی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کا عین ثابت ملاحظہ فرما کر ان کی پشت کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ میں اس لڑکے کے صلب میں ایسا مبارک بچہ دیکھ رہا ہوں جو قطب وقت ہوگا اس کے مرید ہمارے مرید ہوں گے۔ وہ ہمارے برگزیدہ خلفاء میں ہوگا اور ہماری تمام نعمتیں اس کو پہنچیں گی۔ عارف ربانی کی زبان حق سے نکلا ارشاد سچ ثابت ہوا۔ شیخ اسمٰعیل علیہ الرحمہ جو صلاح وتقویٰ اور زہد واخلاص سے آراستہ تھے ان کے یہاں چار صاحبزادے ہوئے:

۱۔ شیخ عبد الصمد،

۲۔ شیخ عزیز اللہ،

۳۔ شیخ عبد القدوس قلندر گنگوہی علیہ الرحمہ۔

Marfat.com

۴۔ شیخ حبیب اللہ عرف مخدوم مٹھن۔

شیخ اسمٰعیل کی وفات بھی ردولی میں (۸۶۰ھ/ ۱۴۵۶ء) ہوئی اور اپنے والد ماجد شیخ صفی الدین (۸۱۹ھ/ ۱۴۱۷ء) کی مزار کے جانب مغرب آسودۂ خواب ہوئے۔

شیخ عبدالقدوس قلندر گنگوہی

راقم احقر کے جد امجد اور خانقاہ کاظمیہ قلندریہ کاکوری کے گل سرسبد، سجادہ نشین مولانا شاہ تقی حیدر قلندر قدس سرہ الاطہر (۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۰ء) نے مشائخ قلندریہ کا ایک نہایت جامع ومبسوط تذکرہ (بڑی تقطیع ۷۰۰ صفحات) اذکارالابرار کے نام سے تصنیف فرمایا تھا۔ ۲۰۱۰ء میں خاکسار نے اس میں تقریباً ۳۰۰ صفحات کا اضافہ کر کے دوبارہ شائع کیا اس میں آنجناب قدس سرہٗ حضرت شیخ موصوف قدس سرہ العزیز کے حال میں رقم طراز ہیں:

''حضرت شیخ عبدالقدوس قلندر گنگوہی ابن شیخ اسمٰعیل بن شیخ صفی الدین حنفی۔ آپ کی ولادت ۸۶۰ھ میں ہوئی۔ آپ کے دادا حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مرید تھے اور ردولی میں رہتے تھے۔ جب آپ ہوشدار ہوئے تو آپ کو جاروب کشی مزار حضرت مخدوم احمد عبدالحق ردلوی کا شوق ہوا۔ ایک روز کتاب کافیہ ہاتھ میں لیے روضہ میں گئے وہاں حق حق کی آواز سنی بیہوش ہو گئے۔ اس حالت میں حضرت مخدوم کی زیارت سے مشرف ہوئے حکم ہوا کہ مطالعہ علم ظاہر حجاب اکبر ہے۔ لطائف قدوسی میں ہے کہ جب آپ نے پڑھنا چھوڑا تو آپ کے والد نے آپ کے ماموں قاضی دانیال سے کہا کہ بھانجہ کی خبر لو اس نے پڑھنا بالکل چھوڑ دیا۔ انہوں نے بلا کر بہت تاکید کی اتفاقاً اسی وقت ایک میراثن ادھر سے گاتی ہوئی نکلی آپ کو وجد ہوا۔ انہوں نے یہ دیکھ کر آپ کے والد سے کہا کہ کچھ اندیشہ نہ کرو یہ نیک ہوگا اس کے لیے معلم ایسا ہونا چاہیے جو علم باطن سکھلائے۔ اس زمانہ میں مخدوم شیخ خواجگی خلیفہ شیخ سدھا خلیفہ شیخ شمس الدین خلیفہ حضرت اشرف جہانگیر علیہ الرحمہ ساڈھورہ میں مقیم تھے آپ ان کے پاس گئے اور عرض کیا کہ میں نے علم ظاہر نہیں پڑھا ہے انہوں نے کہا مشغول باطن رہو جب اصول آجائے گا فروعات بھی معلوم ہو جائیں گے۔'' (ص:۱۰۶۔۱۰۵)

تعلیم ظاہری کو کلیۃً خیرباد کہہ کر ماسوی اللہ سے انقطاع فرما کر خرقہ پوشی اختیار کی اور گویا۔

صد کتاب وصد ورق در نار کن سینہ را از عشق او گلزار کن

پر عمل پیرا ہو گئے۔ علم رسمی سے کوئی علاقہ نہ رکھا اور تمام عمر سخت ریاضتوں ومجاہدوں میں بسر فرمائی۔ اصول فقہ کی تعلیم باقاعدہ علما سے نہ حاصل کی تھی مگر اپنے صاحبزادہ شیخ رکن الدین علیہ الرحمہ کو اصول شاشی وحالی اور فقہ کی انتہائی کتابوں کا جیسا درس دیتے اور عجیب وغریب نکات بیان فرماتے ان سے بڑے بڑے علماء حیران رہ جاتے تھے۔ بعض دقیق فقہی مسائل جو ان علماء سے نہ حل ہوتے وہ آپ سے رجوع کر کے تشفی بخش جواب پا جاتے تھے۔

علم ظاہر سے منھ موڑنے کے بعد ایک زمانہ تک آپ پر سرمستی وبیخودی کی وہ خاص کیفیت طاری رہی جو بعض مشائخ

Marfat.com

قلندریہ کا وصف خاص تھی۔ ایک بار اسی کیفیت میں ردولی سے روانہ ہوئے ایک شخص نے دریافت کیا تو اسی جذب و مستی میں فرمایا کہ حق کی تلاش میں نکلا ہوں۔ اس نے کہا اس کی تلاش ہے تو درگاہ شیخ احمد عبدالحق میں جاؤ۔ اس بات نے اثر کیا آپ واپس ہوئے درگاہ مذکورہ میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت شیخ احمد عبدالحق علیہ الرحمہ کے صاحبزادے، حضرت شیخ عارف علیہ الرحمہ کے خادم خاص شیخ پیارے، مشہور صاحب جذب و کیف شاعر مسعود بک کا دیوان پڑھ رہے ہیں۔ شیخ پیارے نے جب آپ میں جذب و سرمستی کا یہ نیا عالم دیکھا تو بے تکلف ہو گئے۔ پاس بٹھلایا، اس کے بعد تو یہ ہوتا رہا کہ آپ ظاہری طور پر شیخ پیارے کے پاس رہتے اور باطنی فیوض و برکات صاحب درگاہ سے حاصل کرتے رہے۔

حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہ کی ہمہ وقت باطنی توجہ کے سلسلہ میں فرماتے تھے کہ میں اکثر ویرانوں، جنگلوں، بیابانوں، مقبروں اور اپنے حجرہ میں بالکل تنہا ہوتا تھا لیکن تہجد یا نماز کا وقت آتا تو حضرت شیخ قدس سرہ بہ نفس نفیس تشریف لاتے مجھے بیدار کرتے اور میرے کان میں حق حق کی آواز آنے لگتی۔ میں ہوشیار ہو جاتا اس آواز سے غفلت دور ہوتی۔ یہ عمل اتنا متواتر تھا کہ کبھی اس کے خلاف ہوا ہی نہیں۔ (لطیفہ دوازدہم۔ لطائف قدوسی)

آپ نے حضرت شیخ العالم علیہ الرحمہ کے نبیرہ حضرت شیخ محمد (بن شیخ عارف بن حضرت شیخ العالم احمد عبدالحق ردلوی علیہ الرحمہ) جو آپ کے تقریباً ہم عمر تھے باقاعدہ بیعت کی۔ اس کا واقعہ بھی یوں ہوا کہ چونکہ آپ اپنے مرشد کے ہم عمر تھے اس لیے وہ عقیدت و ارادت اور نیازمندی نہ تھی جو ہونا چاہیے۔ حضرت شیخ العالم علیہ الرحمہ نے آپ کے اس خطرہ پر مشرف ہو کر جسم ناسوتی کے ساتھ بنفس نفیس تشریف لا کر ارشاد فرمایا کہ تم ہمارے ہو دوسری جگہ مت جاؤ کیا اب بھی ہم کو مردہ سمجھتے ہو اور یہ شعر پڑھا۔

مرا زندہ پندار چوں خویشتن   من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن

"لطائف قدوسی میں ہے کہ بسبب شدت مجاہدات و ریاضت کے آپ کا کھانا پینا بالکل چھوٹ گیا اور سوز باطنی کی وجہ سے سانس میں کباب کی بو آتی تھی اور کبھی عود و عنبر کی سر کے بالوں سے دھواں نکلتا معلوم ہوتا تھا جب آپ کے پیر حضرت شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ عبدالحق ردولوی علیہ الرحمہ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ یہ آتش عشق و مجاہدہ میں جل چکا ہے۔ اس کے سر پر باسی پانی روز ڈالا جاوے اور کثرت درود شریف کا حکم دیا تاکہ ترویح قلب ہو۔ آپ کو بیعت اگرچہ حضرت شیخ محمد علیہ الرحمہ سے تھی مگر زیادہ فیض آپ کو حضرت مخدوم عبدالحق کی روح سے ہوا۔ آپ کو اکثر سلسلوں کی متعدد بزرگوں سے اجازت تھی۔ چنانچہ چشتیہ صابریہ کی اجازت اپنے پیر سے تھی اور چشتیہ نظامیہ و نقشبندیہ و سہروردیہ و مداریہ و قادریہ کی اجازت حضرت شیخ درویش محمد ابن قاسم اودھی سے تھی۔ سلسلہ قادریہ کی اجازت حضرت سید ابراہیم حسینی سے بھی تھی۔ آپ کی ذات سے ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ صابریہ کی خوب اشاعت ہوئی۔

آپ کا مشرب قلندریہ تھا اور اس سلسلہ عالیہ کی اجازت بھی آپ کو حضرت شیخ الاسلام شاہ عبدالسلام قلندر جونپوری علیہ الرحمہ (۸۶۱ھ / ۱۴۵۷ء - ۹۷۶ھ / ۱۵۶۸ء) سے تھی۔ سالہا سال آپ حضرت شاہ حسین قلندر خلیفہ حضرت سید نجم الدین غوث الدہر قلندر (۶۳۷ھ / ۱۲۳۹ء - ۸۳۷ھ / ۱۴۳۳ء) کی خدمت میں بھی رہے اور اس مشرب عالیہ کے علوم و معارف حاصل کیا کئے

Marfat.com

جیسا کہ آپ کے مکاتیب میں مذکور ہے۔" (اذ کار الابرار مصدر سابق ص: ۱۰۶)

''ایک مرتبہ آپ علیہ الرحمہ حضرت شاہ حسین قلندر علیہ الرحمہ کی مجلس میں تھے لیکن وہ عالم کیف و مستی میں کسی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے۔ اگر کوئی کچھ سوال کرتا بھی تو ادھر ادھر کی باتوں میں ٹال دیتے ایک دفعہ آپ علیہ الرحمہ ایک سوال کی غرض سے ان کی مجلس میں تشریف لائے ابھی ان سے سوال بھی نہ کر پائے تھے کہ انہوں نے ان سے پوچھا کہ ردولی کے اطراف میں سرخ خربوزے ہوتے ہیں یا نہیں۔ شیخ (عبدالقدوس قلندر علیہ الرحمہ) خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا پھر تھوڑی دیر بعد انہوں نے پوچھا کہ دریائے جمنا کے کنارے سلطان بہلول اور سلطان حسین شرقی میں جو جھڑپیں ہو رہی ہیں اس کے متعلق لوگوں کی زبان پر کیا چرچے ہیں۔ اس پر شیخ موصوف سے ضبط نہ ہو سکا اور ذرا سخت لہجہ میں فرمایا۔ جو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں وہ اس قسم کی حکایتیں سننے نہیں آتے جس شخص کا یہ مقصد ہو اسے بازار جانا چاہئے وہاں اسے اس قسم کی حکایتوں اور خبروں کا بہت کچھ مواد مل سکتا ہے۔ آپ علیہ الرحمہ کے اس کہنے پر شاہ حسین قلندر علیہ الرحمہ ذرا سنبھلے اور انکساری سے آپ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ آپ نے کہا اس شعر کی وضاحت فرمائیے کہ اس کا صحیح مفہوم کیا ہے:

آتش بزنم بسوزم ایں مذہب و کیش — عشقت بنہم بجائے مذہب درپیش

انہوں نے یہ شعر سن کر اہل مجلس کی طرف رخ کر کے ارشاد فرمایا دوستو! اس قسم کا سوال ہر ایک کا حصہ نہیں۔ یہ صرف شیخ عبدالقدوس ہی کا حصہ ہے جو تجرید و تفرید کے بلند مرتبے پر فائز ہیں اور گدڑی پہنتے ہیں۔ پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ شعر عین القضاۃ ہمدانی (۵۳۰ ھ) کا ہے۔ ان کے مکاتیب کے مجموعہ میں ۲۴ ویں خط میں انہوں نے اپنے کلام کے متعلق اظہار خیال کیا ہے جسے میں نے نہایت احتیاط سے ایک بڑے صندوق میں ایک چھوٹی سی صندوقچی میں محفوظ رکھ چھوڑا ہے۔ عین القضاۃ نے اس خط میں لکھا ہے کہ میرے اس شعر سے دو قسم کے معنی سمجھ میں آتے ہیں ایک تو وہ صحیح معنی ہیں جو اس شعر کا حقیقی مفہوم ہیں لیکن یہ مفہوم صرف وہی اخذ کر سکتے ہیں جو اپنے وقت کے جنید اور شبلی ہیں اور ایک معنی غلط ہوتے ہیں جو علماء ظاہر اخذ کرتے ہیں تو اگر تم چاہو تو میں وہ معنی بیان کروں جو علماء ظاہر بیان کرتے ہیں کیونکہ میں خود دانشمند نہیں ہوں اور خود عین القضاۃ نے ان معنوں کو کذب سے تعبیر کیا ہے اس لیے جھوٹ کیا بیان کروں اور چوں کہ میں اپنے وقت کا جنید اور شبلی بھی نہیں ہوں اس لیے اس کے صحیح مفہوم کے بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ غرض کہ وہ اسی قسم کی گفتگو فرماتے رہے اور اس شعر کا کوئی مفہوم بیان نہ کیا یہاں تک کہ محفل برخاست ہو گئی۔" (لطائف قدوسی لطیفہ ۳۰ ماخوذ از شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور انکی تعلیمات: اعجاز الحق قدوسی)

حضرت شیخ موصوف مقام قلندریت پر فائز اور اس سلسلہ عالیہ کا سلوک کیے ہوئے تھے ایک مرتبہ آپ کے صاحبزادہ شیخ رکن الدین جو آپ کے کمالات باطنی کا آئینہ تھے آپ سے فرقہ قلندریہ اور فرقہ ملامتیہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی نے عوارف المعارف میں قلندریہ اور ملامتیہ کا تذکرہ فرمایا ہے اور ان کی حقیقت کو تسلیم کیا ہے۔ ہم نے قلندریہ کو دیکھا اور سنا ہے کہ ترک فرائض میں بھی کسی قسم کا باک نہیں کرتے۔ چنانچہ شیخ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی اور خواجہ کرک کرئی قلندر وغیرہ، ہم نے خود دیکھا ہے کہ شیخ حسین سرہرپوری ثم جونپوری قلندر تارک فرائض تھے باوجود اس

Marfat.com

کے کہ ان کا شمار بہت بڑے علما میں تھا۔ پھر مزید فرمایا کہ میں نے شیخ محمد فخرالدین جونپوری سے کہا کہ شیخ حسین نماز نہیں پڑھتے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں یہ تو نہیں کہتا کہ وہ نماز نہیں پڑھتے لیکن وہ قلندریہ راستہ پر گامزن ہیں اور ہم راہ تصوف پر۔ عزیز من! ظاہری اعتبار سے قلندریہ سے ترک فرائض اس وجہ سے ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو ایسا روحانی مرتبہ عطا کیا ہے اور یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ وہ بیک وقت و بیک حال اسی روح اور جسم کے ساتھ کئی جگہ دکھائی دے سکتے ہیں تو اس کا امکان ہے کہ ایک جگہ جہاں وہ تارک فرائض دکھائی دے رہے ہوں اسی وقت وہ دوسرے مقام پر اس فرض کو بجالا رہے ہوں یا دوسری تاویل اس کی یہ ممکن ہے کہ عقل جس پر شرعی تکلیفات کا دارومدار ہے اس میں خلل پیدا ہو چکا ہے اور وہ معتوہ (دیوانہ) کے حکم میں ہیں اور دیوانہ و مجنوں پر تکلیفات شرعیہ نہیں پس وہ شرعی احکام کی بنا پر مکلف نہیں۔ (لطائف قدوسی لطیفہ ۲۸ بحوالہ مصدر سابق)

ردولی سے شاہ آباد (ضلع کرنال پانی پت) ہجرت:

حضرت شیخ قدس سرہ ایک عرصہ تک ردولی میں قیام پذیر رہے مگر ۸۹۷ھ/ ۱۴۹۲ء میں جب ردولی اور اس کے مضافات کے حالات خراب ہوئے۔ حرام و حلال کا فرق اٹھنے لگا۔ کھلے عام سور کے گوشت کی خرید و فروخت ہونے لگی تو آپ ان حالات سے ملول ہو کر اپنے ایک مخلص ارادتمند خان اعظم عمر خاں شیروانی کی درخواست پر اپنے اہل و عیال (جن میں آپ کے بڑے صاحبزادے شیخ حمید بعمر گیارہ سال) کے ساتھ شاہ آباد منتقل ہو گئے۔ یہیں صاحب لطائف قدوسی۔ آپ کے صاحبزادے شیخ رکن الدین اور تمام صاحبزادے پیدا ہوئے تصوف کی نشر و اشاعت میں آپ کا شاہ آباد کا قیام بہت اہم رہا۔ معرفت الٰہی اور رشد و ہدایت کی وہ شمعیں روشن فرمائیں کہ ہزارہا انسانوں نے آپ سے فیض حاصل کر کے گوہر مراد پایا اور فائز المرام ہوئے۔

شاہ آباد کے زمانہ قیام میں ہی آپ کے شیخ، حضرت شیخ محمد ردولوی علیہ الرحمہ کا وصال ہوا۔ اس کا واقعہ بھی یہ ہوا کہ ان کے صاحبزادے شیخ بدھا، شاہ آباد میں آپ کے بیٹے شیخ حمید کے ساتھ تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ایک روز جب آپ اپنے حجرہ میں طہارت میں مصروف تھے کہ حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ کی آواز آئی کہ فوراً شیخ بدھا کو اودھ (ردولی) پہنچاؤ آپ ان کو اپنے ہمراہ لے کر ردولی روانہ ہوئے۔ جب آپ وہاں پہنچے تو مرشد برحق حضرت شیخ محمد کا مرض الوفات شروع ہو چکا تھا کبھی بے ہوشی و استغراقی کیفیت طاری ہوتی کبھی ہوش میں آجاتے اور فرماتے سبحان اللہ ہم نے خوب سمجھ لیا۔ جب نزع کی کیفیت شروع ہوئی تو آپ نے مرشد برحق سے عرض کیا کہ شیخ یہ ہوشیاری کا وقت ہے انہوں نے فرمایا ہماری طرف سے بے فکر رہو اب تک مشغول تھے یا نہ تھے لیکن اب تو یہ عالم ہے کہ ہمارے سینے میں سوائے اللہ کے کوئی چیز نہیں سماتی۔ ہم توحید مطلق کو سمجھ گئے۔ آپ نے غمگین ہو کر عرض کیا کہ حضور تو اس ہوشیاری اور دولت ابدی کے ساتھ جا رہے ہیں ہمارا کیا ہوگا فرمایا تم کو کوئی فکر نہ کرنا چاہئے تم تو اولیاء اللہ میں سے ہو۔

حضرت مرشد برحق علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد آپ نے ان کے صاحبزادہ شیخ بدھا قدس سرہٗ کو ان کے والد ماجد کا سجادہ نشین فرمایا۔

Marfat.com

گنگوہ میں مستقل قیام:

شاید ۹۳۴ھ/ ۱۵۲۸ء میں آپ کے ایک مخلص جاں نثار مرید ملک عثمان کرانی ساکن گنگوہ نے آپ سے متعدد مرتبہ درخواست کی کہ ہماری قسمت کی سرفرازی ہوگی اگر حضور کے کوئی صاجزادہ گنگوہ میں قیام فرما ہو جائیں آخر کار آپ نے ان کے پیہم اصرار اور خلوص کے پیش نظر اپنے صاجزادہ حضرت شیخ رکن الدین کو گنگوہ روانہ فرمایا۔ ملک عثمان نے ان کا نہایت پر تپاک خیر مقدم کیا۔ بڑی تعظیم و توقیر کی اور محلہ سرائے میں ان کے استقبال کے لئے خیمے لگوائے۔ کچھ عرصہ بعد ان کے دوسرے بھائی بھی وہاں آگئے مگر گنگوہ میں کسی طرح دل نہ لگتا چند روز گنگوہ رہتے اور پھر شاہ آباد والدین کے پاس آجاتے تھے۔ بالآخر آپ نے ایک روز کشف سے معلوم کر کے صاجزادوں سے فرمایا کیوں بار بار گنگوہ سے آجاتے ہو اسی قصبہ کو تو آئندہ تمہارا وطن بننا ہے۔ قلندر کے منہ سے نکلی بات درست ہوئی۔ مغلوں اور لودھیوں کی باہمی آویزش اور اس کے نتیجہ میں مغلیہ فوج کی تاخت و تاراج، قتل و غارت گری لوٹ مار، انسانی جانوں کا بے حساب نقصان اور سلطان ابراہیم لودھی کی بابر سے شکست سے ایک سال قبل (۹۳۰ھ/ ۱۵۲۴ء) حضرت شیخ بھی گنگوہ تشریف لے آئے۔

ان سیاسی و ملکی حالات اور ناگفتہ بہ صورت حال کے بیان کو ایک دفتر چاہئے۔ راقم طوالت کے خوف سے ان سے صرف نظر کر رہا ہے۔

وصال:

آپ نے نو روز بعارضہ تپ ولرزہ علیل رہ کر ۲۳ رجمادی الآخر ۹۴۴ھ/ ۱۵۳۷ء کو عالم قدس کی طرف سفر فرمایا اور گنگوہ میں آسودہ خواب ہوئے۔

اختلاف:

مختلف کتب تذکرہ میں آپ کے صاجزادگان کے بارہ میں الگ الگ تصریحات ہیں شیخ محمد ہاشم کشمی نے زبدۃ المقامات میں آپ کے سات صاحب زادگان لکھے ہیں۔ صاحب اذکار الابرار نے بھی یہی تعداد رقم فرمائی ہے۔

لیکن آپ کے خاندانی شجرہ میں جس کو بہر حال سند حاصل ہے دس صاحب زادوں کے نام ہیں:

۱۔ شیخ حمید الدین	۲۔ شیخ احمد
۳۔ شیخ رکن الدین	۴۔ شیخ محمد علی
۵۔ شیخ عبد السلام	۶۔ شیخ محمد محدث
۷۔ شیخ قطب الدین	۸۔ ابوسعید
۹۔ محی الدین	۱۰۔ نظام الدین

Marfat.com

حضرت شیخ رکن الدین قدس سرہٗ نے لطائف قدوسی کے مختلف مقامات پر اپنے علاوہ تین بھائیوں کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ باقی بھائیوں کی وفات کم عمری میں ہوگئی ہو پانچ صاحب زادگان آپ کے آس پاس ہی آسودۂ خواب ہیں:

۱۔ شیخ حمید الدین ۲۔ شیخ رکن الدین

۳۔ شیخ علی ۴۔ شیخ محمد محدث

۵۔ شیخ عبدالسلام قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم

اذ کارالابرار میں ہے کہ آپ کے سات صاجزادے تھے سب عالم و عارف ہوئے۔ (ص:۱۰۷)

خلفاء:

بیشتر صوفیہ اور مشائخ کی طرح آپ کے خلفاء کی مکمل فہرست بھی کہیں دستیاب نہیں حد یہ کہ معاصر اور بعد کے تذکروں میں بھی نہیں۔

آپ کے چاروں صاحب زادگان (شیخ حمید علیہ الرحمہ، شیخ رکن الدین علیہ الرحمہ، شیخ احمد علیہ الرحمہ، شیخ علی علیہ الرحمہ) کے علاوہ شیخ جلال الدین تھانیسری، شیخ عبدالغفور اعظم پوری (یہ راقم احقر کے جد اعلیٰ حضرت مخدوم قاری نظام الدین علوی معروف بہ شیخ بھیکہ و بھکاری قدس سرہٗ کے شاگرد، صوری و معنوی کمالات کے مالک اور متصرف بزرگ تھے ان کی وفات ۹۲۵ھ/۱۵۱۹ء میں ہوئی۔ مزار اعظم پور ضلع سنبھل میں ہے)۔ شیخ عبدالاحد والد حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی، میر سید رفیع الدین اکبرآبادی، شیخ عبدالرحمٰن شاہ آبادی، شیخ عبدالنبی، شیخ بہاء الدین، شیخ عبدالستار سہارنپوری، شیخ بھولا نور باف سہارنپوری، شیخ بھورہ، شیخ خضر عرف شیخ بڈھن جونپوری، دلو شروانی شیخ عزیز اللہ دانشمند، سید احمد ملتانی، شیخ حسام الدین معروف بہ شیخ اوجھر وغیرہم۔

آپ قدس سرہٗ سے سلسلہ عالیہ قلندریہ بھی جاری ہوا۔ اس کی اجازت آپ سے آپ کے صاحب زادہ حضرت شیخ رکن الدین کو تھی۔ ان سے حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی کو ان سے حضرت شیخ مجدد الف ثانی کو ان سے حضرت خواجہ محمد معصوم کو ان سے حضرت شیخ سیف الدین کو ان سے حضرت سید نور محمد بدایونی کو ان سے حضرت مرزا مظہر جان جاناں کو ان سے شاہ نعیم اللہ بہرائچی کو ان سے شاہ مراد اللہ کو ان سے مولوی ابوالحسن کو ان سے گلزار شاہ کو ان سے شاہ عباد اللہ کو ان سے شاہ عبداللہ گورکھپوری کو ان سے شاہ عبدالرزاق گورکھپوری۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں سے اس سلسلہ عالیہ کی اجازت ان کے خلیفہ شاہ غلام علی کو بھی ملی۔ ان سے حضرت شاہ ابوسعید مجددی دہلوی کو، ان سے ان کے بیٹے مولانا شاہ عبدالغنی محدث مدینہ طیبہ کو ان سے ان کے شاگرد مولانا سید علی بن سید ظاہر وتری محدث مدینہ طیبہ کو، ان سے حضرت مولانا شاہ حبیب حیدر قلندر کاکوروی علیہ الرحمہ اور حضرت مولانا شاہ عبدالباری فرنگی محلی علیہ الرحمہ وغیرہم کو۔

Marfat.com

حضرت مولانا شاہ حبیب حیدر قلندر کاکوروی علیہ الرحمہ سے اس سلسلہ عالیہ کی اجازت ان کے دونوں چھوٹے بھائیوں حضرت مولانا شاہ نبھی حیدر قلندر و مولانا شاہ علی حیدر قلندر کو ملی اور ان دونوں حضرات سے حضرت مولانا شاہ محمد مصطفی حیدر قلندر قدس سرہ و حضرت مولانا حافظ شاہ محمد مجتبیٰ حیدر قلندر کاکوروی قدس سرہ کو ملی۔ پھر حضرت شاہ مصطفی حیدر قلندر کاکوروی سے اجازت وخلافت ان کے حقیقی بھتیجے، داماد اور خلیفۂ اکبر مولانا حافظ شاہ تقی انور قلندر کاکوروی مدظلہ العالی کو ملی۔ اسی طرح حضرت مولانا حافظ شاہ مجتبیٰ حیدر قلندر قدس سرہ نے عطا فرمائی مزید برآں اس سلسلہ کی اجازت حضرت مولانا حافظ شاہ مجتبیٰ حیدر قلندر قدس سرہ نے اپنے دونوں فاضل ولایت بزرگان مولوی شاہ شبیہ انور علوی عرف صہیب حیدر و ڈاکٹر مولوی حافظ شاہ شبیب انور عرف عمیر حیدر کو بھی عطا فرمائی۔

حضرت شیخ کے علمی و ادبی آثار:

حضرت شیخ قدس سرہ نے تقریباً چوراسی سال کی عمر پائی۔ عمر کا ایک بڑا حصہ ریاضات وسخت ترین مجاہدات ارشاد وتلقین جذب وسرمستی اور سالکین وطالبین ومریدین کی تربیت واصلاح میں گذرا۔ باقاعدہ علم ظاہر کی تکمیل بھی نہ ہوئی تھی لیکن اس کے باوجود علم لدنی اور فیضان باری کی ارزانی کی بنا پر آپ کے قلم وزبان سے جو کچھ بھی صادر ہوا وہ اہل دانش وبینش اور ارباب حال و قال کے لیے سرمۂ چشم ہے۔

آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ رکن الدین قدس سرہٗ نے فرمایا کہ:

اما بعلم لدنی وفیض الٰہی چنداں استعداد بود کہ در ہر علمے بحثہا غریب کردند وتصانیف بسیار کردند (مگر علم لدنی اور فیضان الٰہی کی بنا پر آپ میں وہ استعداد تھی کہ ہر علم میں عجیب وغریب مباحث اور متعدد تصانیف فرمائیں)۔

ہندوستان کے بیشمار علما، صوفیہ اور مشائخ کے نثری ومنظوم کارنامے دست برد زمانہ سے محفوظ نہ رہ سکے۔ دنیاوی اقتدار کے حصول، سلاطین وقت کی ایک دوسرے کے ساتھ آویزش، جنگوں اور لوٹ مار سے جتنا زبردست نقصان ہوا اور قتل وغارت گری سے علمی ذخائر اور کتاب خانوں کے ساتھ جو ناروا سلوک کیے گئے وہ تاریخ کا نہایت تاریک باب ہے۔ ہندوستان میں آزادی کی جنگوں خواہ ۱۸۵۷ء ہو یا پھر ۱۹۴۷ء میں ملک کی تقسیم کے دوران جس طرح بیش بہا نادر کتابوں کو ضائع کیا گیا۔ اس کی مثال نہیں ملتی۔

حضرت شیخ کی جن علمی وفکری کاوشات کے نام ان کے گراں قدر مکاتیب میں یا پھر ملفوظات میں ملتے ہیں وہ مجموعی طور پر اٹھارہ ہیں:

۱۔ بحر الانشعاب
۲۔ شرح مصباح
۳۔ حاشیہ شرح صحائف
۴۔ شرح عوارف المعارف (عربی)
۵۔ فوائد القرأۃ
۶۔ رسالہ قدسی
۷۔ رشد نامہ (مطبوعہ)
۸۔ نور المعانی شرح قصیدہ امانی

Marfat.com

۹۔ انوارالعیون (فارسی مطبوعہ۔اس کا اردو ترجمہ الدرالمکنون کے نام سے ۱۳۱۱ھ میں مطبع مجتبائی دہلی سے شائع ہوا تھا)۔
۱۰۔ مظہرالعجائب
۱۱۔ مجموعہ کلام فارسی
۱۲۔ رسالہ نورالہدیٰ
۱۳۔ رسالہ قرۃ العین
۱۴۔ مکتوبات قدوسیہ مطبوعہ
۱۵۔ منتخب مکتوبات قدوسیہ
۱۶۔ اسرارالعجائب
۱۷۔ اورادِ شیخ عبدالقدوس علیہ الرحمہ مطبوعہ
۱۸۔ شرح لمعات عراقی۔

مکتوبات

ہندوستانی صوفیہ کے مکتوباتی ادب میں حضرت شیخ عبدالقدوس قلندر چشتی گنگوہی علیہ الرحمہ کے مکتوبات کو جو اہمیت حاصل ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں یہ مکتوبات جہاں فارسی کی اعلیٰ انشاء پردازی، فصاحت و بلاغت اور اسلوب نگارش کے بلند پایہ نمونے ہیں وہاں عرفان و تصوف کے مسائل، فقہی و علمی نکات کی بہترین تشریحات و توضیحات دینی عقائد صحیحہ کی دلپذیر انداز میں تبلیغ میں بھی اپنی مثال آپ ہیں۔

ان مکاتیب کے جامع آپ کے مرید و خلیفہ شیخ خضر عرف شیخ بڈھن جونپوری مشہور بہ میاں خاں ابن قوام الملک ہیں۔ یہ ۱۹۹ مکاتیب مطبع احمدی دہلی سے شائع ہو چکے ہیں۔ ان اہم مکاتیب کا خطی نسخہ جو جامع مکاتیب کے دست خاص کا لکھا ہوا ہے اور شاہی کتب خانہ کی ملک رہا ہے۔ کتب خانہ سالار جنگ حیدرآباد میں محفوظ ہے۔ اس کے دیگر خطی نسخے بھی مختلف کتب خانوں میں دستیاب ہیں۔

مکتوبات کے دیباچہ میں، جامع مکاتیب نے حضرت شیخ قدس سرہ سے اپنی ارادت کے اظہار کے بعد ان مکاتیب کو یکجا کرنے کی ضرورت و اہمیت اور ہر مرید صادق کے لیے یہ امر لازمی قرار دیا کہ وہ اپنے شیخ سے جو کچھ سنے اسے قلم بند کر لینے میں دیانت داری اور کمال احتیاط کرے یعنی بے کم و کاست نقل کرے تو اس کی بدولت دونوں جہان میں ثواب و کامیابیاں اس کے دم نقد ہوں گی۔

''می گوید بندۂ ضعیف فقیر حقیر خاک پائے دَرویشاں بڈھن بن رکن جونپوری المشہور بہ میاں خاں ابن قوام الملک مرحوم غفر اللہ لہ و الوالدیہ کہ حضرت مخدوم عالم پیر دستگیر، قطب الاولیاء، بحرالمعانی، معدن اسرار ربانی، ضیاء الاسلام والمسلمین حضرت شیخ و مولائی شیخ المشائخ شیخ عبدالقدوس اسمٰعیل صفی الغزنوی الحنفی متع اللہ المسلمین لطول بقاءہ۔ چند سال بہ مقام قصبہ شاہ آباد سکونت گرفتہ بودند، ایں فقیر بعد مراجعت قدس خلیل و مکہ شریف بر آستانہ حضرت علیا پیر دستگیر رسید۔ چند گاہ بخدمت بود کہ آستانہ شریف قبلہ بمقصود می نمود۔

ہر طالبے کہ حلقۂ ایں در زند یقیں یابد مرادِ خویش کہ ایں کعبۂ رضاست

Marfat.com

شاید کہ سر نہند بریں در ہمہ جہاں زیر اکہ آستانہ درگاہ کبریاست

وبعضے اوقات کہ از آستانہ حضرت علیا صحیفہ ومکتوبے بجانب مریدے ومرشدے ویا بجانب دوستے ومعتقدے صادر می شد ایں ضعیف نسخہ کردہ می گرفت، بدیں طریق چند صحیفہ ومکتوب جمع کردہ شدند بسبب آں کہ در آثار اولیاء آمدہ است کہ ہر مریدے کہ سخن از زبان پیر خود بشنود وآں را بنویسد وجمع بسازد ہر حرفے کہ در قلم آرد ثواب طاعت ہزار سال در نامہ اعمال او ثبت فرمایند و بعدِ مردن جائے او در علیین باشد، وہر دو جہاں در پناہ ایشاں باشد الخ"

حضرت شیخ قدس سرہ کے یہ گراں قدر مکتوبات جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے انشاء پردازی کے اعلیٰ نمونے بھی ہیں۔ اس سلسلہ میں لطائف قدوسی کے جامع آپ کے باکمال صاجزادہ شیخ رکن الدین قدس سرہ نے تحریر فرمایا ہے۔

مکتوب نویسی اور انشاء پردازی میں بھی آپ کو علم لدنی کی بدولت ایسا کمال حاصل تھا کہ دنیا میں کوئی آپ کا ثانی نہ تھا۔ اسکا بخوبی اندازہ میرے شیخ اور قطب حضرت عبدالقدوس گنگوہی کے مکاتیب سے ہو سکتا ہے۔

(وعلم مکتوب نویسی بعلم لدنی چناں شد کہ در جہاں ثانی نبود چنانچہ از نسخہ مکتوبات حضرت قطبی وشیخی معائنہ ومشاہدہ ست)

حضرت شیخ قدس سرہ کے یہ مکاتیب، صوفیہ، علما، امراء، سلاطین وقت، اپنے مریدین ومسترشدین، خلفاء اور اعزہ و صاجزادگان کے نام ہیں۔ ہر مکتوب ایک الگ اکائی کی حیثیت رکھتا ہے۔

صوفیاء اور مشائخ وقت کے نام مکاتیب میں تصوف کے اسرار ورموز، حقائق ومعارف اور کائنات کی پنہائیوں کا ذکر ہے۔ علماء کے نام مکتوبات میں دینی مسائل، عقائد صحیحہ کو اپنی ذات میں رچانے بسانے ہر روز، اخلاص وعمل کی ہر آن کوشش علمی مسائل کی دلنشین وضاحت وغیرہ ہیں۔

امراء وسلاطین وقت کے نام حضرت کے مکاتیب بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان میں کلمۃ الحق کی سربلندی، شریعت کی پابندی، عدل وانصاف، رعایا کے درمیان مساوات علماء ومشائخ کا احترام ان کی معاونت، مخلوق خدا کی خبرگیری، دل جوئی، اس امر کا واضح اعلان کے تمام مخلوق اللہ تبارک وتعالیٰ کے خاندان جیسی ہے۔ خالق کے نزدیک وہی بندہ مقبول ومحبوب ہوگا جو اس کی مخلوق کے لیے نفع بخش وفیض رساں ہو۔

سکندر لودھی کے نام ایک مکتوب میں آپ نے تنبیہی طور پر اسے لکھا کہ اگر بادشاہ، کمزوروں، عالموں اور نیک لوگوں نیز بزرگوں ومشائخ کی غم خواری اور ان کے ساتھ لطف وکرم اور نرمی کا برتاؤ نہ کریں گے تو اس کا وبال ان پر پڑے گا۔ ان کی سلطنتوں میں تباہی آئے گی۔ شہر برباد ہوں گے کیونکہ دونوں جہان کی سعادت وخوش بختی اسی کے دم نقد ہو سکتی ہے جو ان باتوں پر عمل پیرا ہوگا۔

"پس اگر معاذ اللہ ایشاں تیمارداری وغم خواری ضعفاء وصلحا وعلما ومشائخ از مقام مہربانی وکامرانی نکنند واز ایشاں غافل و عاطل شوند دمار از دیار برآید۔ العیاذ باللہ ذالک۔۔۔"

بعض امراء کو سختی سے صراط مستقیم پر چلنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ دنیا اور اس کے ساز وبرگ کی بے ثباتی، بے وقعتی،

Marfat.com

آخرت اور ابدی مقام کے لیے سامان کی تیاری، دنیاوی زندگی کے محاسن وقبائح، دولت کا بہترین مصرف، اعمال صالحہ کا خلوص نیت پر دارومدار، دنیاوی مال ومتاع صرف اور صرف امانت الٰہی ہے۔ بادشاہ وامیر اس کے مالک نہیں بلکہ ان سے اس امانت کے صحیح مصرف اور خرچ پر ایک روز حساب پرسی ہوگی۔ ان تمام باتوں پر نہایت لطیف پیرایہ میں روشنی ڈالی ہے۔

لودھی امیر خواص خاں کو ارباب تصوف اور صاحبان معرفت کی خدمت کرنے کو عین سعادت فرماتے ہیں نیز علما وصالحین کی صحبت وہم نشینی کو خوش بختی سے تعبیر کرتے ہیں۔

ہنوز برروئے زمین مردانے اندکہ قدر اہل معرفت واہل حق می شناسند وہمت عالی وتہمت متعالی خویش را در خدمت ایشاں مصروف می سازند زمیں فرش ایشاں ست وآسمان چتر ایشاں۔ آرے اولیائے خدا وعارفان حق امروز در طیلسان غیرت وعظمت مستور ندکہ جبرئیل ومیکائیل درنمی یابند۔ اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری، اما حق تعالیٰ از کمال حکمت اسرار الوہیت ایشاں را در کسوت بشریت آوردہ۔ "انما انا بشر مثلکم. از آں خبر داد. وبہ قوت ومسکن ولباس محتاج ساخت. تا آں نیک بختاں کہ خمیر مایہ ایشاں بہ سعادت ازلی مخمر ست در خدمت ایشاں بشتابند وگوئے مراد بچوگانِ ارادت از میدان گوئے بجائے برند کہ من احب قوماحشر معھم"

بابر اور ہمایوں کے نام آپ کے مکتوبات میں آپ کی سیاسی وملکی بصیرت اور عرفان وآگہی بدرجہ اتم نظر آتی ہے۔ بابر کے نام، اس کی حکومت قائم کرنے کے بعد جو مکتوب تحریر فرمایا اس میں شریعت اسلامیہ کی ترویج، خلافت راشدہ کے طرز پر حکومت کا انتظام وانصرام، اعلائے کلمۃ الحق، زکوٰۃ اور اس کے علاوہ تمام ٹیکسوں کی وصول یابی اسلامی شریعت کے حدود کے اندر، حکومت کے عہدوں پر دیانت دار، خوف خدا سے ڈرنے والے، آخرت اور روز جزا پر یقین رکھنے والے مقرر کیے جائیں۔

اسی طرح جب ۹۳۷ھ/۱۵۳۰ء میں ہمایوں تخت نشین ہوا تو شیخ قدس سرہٗ نے اس کو بھی متعدد خطوط میں نصیحتیں فرمائیں۔ فقرا واہل اللہ کی محبت، علماء وصالحین کا احترام ان کی خدمت اور خود ہمایوں کی ذات جو نیکیوں وبھلائیوں اور اعلیٰ اخلاق وکردار سے عبارت تھی اسے مبارک باد دی۔

خلفاء ومریدین اور مسترشدین کے نام مکاتیب بھی بڑی اہمیت کے حامل ہیں مثلاً شیخ جلال الدین تھانیسری علیہ الرحمہ ظاہری طہارت وپاکیزگی قلب کو ماسوا سے فارغ رکھنے اور ذکر الٰہی کو مقصد حیات بنالینے کی تاکید فرماتے ہیں کہ عمر بہت ہی مختصر اور سفر بیحد طویل ہے۔

ہمیشہ در طہارت ظاہر برحکم شریعت کاربستہ وبرحکم طریقت دل از غیر حق شستہ ودر عالم حقیقت جاں در فضائے قدس طائر گشتہ ودر محو خود ساختہ وباحق باختہ باید بود۔

اور دوسرے مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں:

عمر قصیر، سفر طویل. فرحت عزیز مطلوب محال طلب مقصد بردن از حد باید کہ انفاس نفیس را در کار حق ودر یاد دوست صرف کنند وباز کر دوست ویار ہمراہ گردانند کہ گفتہ اند ہر کہ امروز بحق مشغول بود. پس چناں در ذکر حق باید کوشید کہ ذکر، حیات گردد وغفلت ربی ذکر

Marfat.com

ممات بود شیخ راجو شروانی جنھوں نے آپ سے بیعت ہونے کی درخواست کی تو آپ نے ان کو تفصیلی جواب تحریر فرمایا۔ اس میں مرید اور پیر دونوں کی صفات بتائیں۔ پیر کے انتخاب میں عزم و احتیاط، بعد از اں شیخ کامل مل جانے پر اس کی ذات میں مکمل فنائیت، اپنی مرضی اور خواہش کو اس کی مرضی و خوشنودی کا عین بنا دینا لازمی قرار دیا۔ فرماتے ہیں کہ مرید کے لیے واجب ہے کہ وہ ایسے پیر کو تلاش کرے جو عارف، صحیح العقیدہ، نصیحت و امانت میں مشہور، سلوک و معرفت کے غموض کا دانا و بینا، اسرار الٰہی سے واقف ہو نیز مرید کے لیے یہ بھی ضروری ہے وہ گمراہ اور راہ حق پر گامزن صوفیہ کے درمیان فرق کرے کیونکہ آج کے دور میں بہت سے مکار و عیار نام نہاد صوفیوں نے جو خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔

لیکن اگر اس کو قسمت سے کوئی کامل پیر مل جائے یا اس کا کہیں پتہ چلے چاہے وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں اس کی خدمت میں حاضر ہو اور اپنے آپ کو اس کے اس طرح سپرد کر دے جس طرح مردہ نہلانے والے کے سپرد ہوتا ہے کہ اگر مردے کا ایک بال بھی حرکت کرتا ہے تو نہلانے والا اس سے ہاتھ روک لیتا ہے۔ ٹھیک یہی مثال پیر اور مرید کی ہے۔ عزیزم! پیری مریدی آسان نہیں۔ یہ دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کی یادگار ہے گو کہ معرفت الٰہی کے راستہ سانسوں اور ریت کے ذرات سے بھی زیادہ (انگنت) ہیں لیکن کوئی بھی راستہ پیری و مریدی سے زیادہ قریب تر، عزیز تر، شریف تر بلکہ بلند تر نہیں۔ وہ لوگ خوش نصیب ہیں جنہیں یہ راستہ نصیب ہوتا ہے مزید برآں فرماتے ہیں کہ پیروں کی صحیح قدر مرید ہی جانتے ہیں اور مریدوں کی عزت پیر ہی پہچانتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی پیر سے متعلق ہو اور اس کی وفات ہو جائے تو اس پر فرض ہے کہ دوسرے پیر کی طرف رجوع کرے تاکہ اس کے کام میں خلل نہ واقع ہو اور اس کی خدمت میں رہ کر اپنی تعلیم و تربیت مکمل کرے چاہے اس میں بیس سال، چالیس سال یا عمر گزر جائے۔ اس کی مثال انڈہ کی ہے جسے مرغی سیتی ہے جب اس مرغی کو بلی لے جاتی ہے تو اس سے پہلے کہ وہ انڈا خراب ہو اسے دوسری مرغی کے نیچے رکھ دیا جاتا ہے تاکہ اس انڈہ سے بچہ نکلے الخ۔

اسی طرح صاحب زادگان گرامی کے نام آپ کے مکتوبات، آپ کے انداز تربیت، ان کی ذہنی پرورش و پرداخت، علم کے حصول کے لئے محنت، کتب بینی کا شوق، مشائخ کرام کے طریقوں پر گامزن رہنے، علم و عمل میں مشغولیت، تصوف کی کتابوں کو پڑھنے بلکہ ان کو خرید کر کے اپنے پاس رکھنے جیسے تلقینی امور سے آراستہ ہیں۔

شاعری:

آپ کا فارسی شاعری میں بھی ایک خاص اور منفرد مقام ہے۔ آپ کا دیوان سلطان بہلول اور سلطان حسین کی جنگوں کے دوران ضائع ہو گیا مگر آپ کے مکتوبات اور بعض تصانیف جو دست برد زمانہ سے محفوظ رہ گئیں ان میں آپ کا فارسی کلام تھوڑا بہت موجود ہے۔ کلام میں از دل خیزد بر دل ریزد کے مصداق بلا کی تاثیر و جذب ہے آپ کی رگ و پے میں عشق سرایت کیے تھا اسی لیے آپ کی شاعری میں جہاں جہاں عشقیہ مضامین ہیں ان میں ایک عجیب کیفیت ہے جو دلوں کو اپنی طرف کھینچتی اور طبائع میں سوز و گداز اور ہلچل پیدا کرتی ہے۔ تصوف کے رموز و نکات اور دقیق مسائل اس طرح نظم فرمائے کہ وہ فردوس گوش بن

Marfat.com

جاتے ہیں۔آپ کے فارسی کلام میں آپ کی قلندرانہ شان، وحدت الوجود کے موضوعات، آفاقی بلندی، جاذبات عشقی کی تکمیل، جذب وسرمستی، سوز وگداز اور معانی آفرینی سب ہی پوری آب وتاب سے جلوہ گر ہیں آج بھی صاحبان حال کی محفلیں زمزمہ سرائی سے گونجتی ہیں اور سننے والوں کو کیف و وجد کے عالم میں لے جاتی ہیں۔فارسی میں قدوسی اور احمدی تخلص فرماتے تھے۔
نمونہ چند اشعار درج کیے جارہے ہیں کیوں شاعری کا تجزیہ اور اس پر تبصرہ ایک تفصیلی مضمون کا متقاضی ہے:

آتیں بر رو کشیدہ ہمچو مکار آمدی ۔۔۔ باخودی خود در تماشا سوئے بازار آمدی
در بہاراں گل شدی درصحن گلزار آمدی ۔۔۔ بعد ازاں بلبل شدی درصحن گلزار آمدی
شور منصور از کجا و دارِ منصور از کجا ۔۔۔ خود زدی بانگ اناالحق خود سر دار آمدی
خویشتن را جلوہ کردی اندریں آئینہ ہا ۔۔۔ آئینہ آمش نہادی خود باظہار آمدی
گفت قدوسیؔ فقیرے در فنا و در بقا ۔۔۔ خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

اے طالباں بدانید، اے طالباں بدانید ۔۔۔ من عشق حق گزیدم اے طالباں بدانید
من خونِ خود بخوردم من جان وتن بجستم ۔۔۔ من راہ حق برفتم اے طالباں بدانید
من رنجہا بدیدم من تعبہا کشیدم ۔۔۔ من دردمند عشقم اے طالباں بدانید
من کارہا بکردم، من بارہا برفتم ۔۔۔ در کوئے یار گشتم اے طالباں بدانید
من شیر عشق خوردم درطفل گا ہوارہ ۔۔۔ من عاشق الستم۔ اے طالباں بدانید
من تیر شق خوردم من جاں ہدف بکردم ۔۔۔ من در امان عشقم اے طالباں بدانید
من دل بحق سپردم از خویشتن برفتم ۔۔۔ بر سر حق رسیدم اے طالباں بدانید
من در حضور حقم۔ من در سرور حقم ۔۔۔ من ذوق حق چشیدم اے طالباں بدانید
حقا کہ حق بدانم، جز حق دگر نخواہم ۔۔۔ من غرق بحر شوقم اے طالباں بدانید
من چہل سال پختم ایں دیگ درہوایش ۔۔۔ من در ہوائے عشقم اے طالباں بدانید
من روز وشب ندیدم جز رنج راہ الفت ۔۔۔ بادوست ہم نشینم اے طالباں بدانید
من خورد سال بودم در راہ حق فتادم ۔۔۔ جویائے حق بگشتم اے طالباں بدانید
پنجاہ و پنج عمرم مارا رسید اکنوں ۔۔۔ من مست عشق حقم اے طالباں بدانید
سرے گرفت مارا من سر بداں نہادم ۔۔۔ در سر یار گشتم اے طالباں بدانید
من احمدیؔ فقیرم من زلف یار گردم ۔۔۔ من زار زار میرم اے طالباں بدانید

Marfat.com

اے یار دل فریب کہ جانہاست جائے تو | دلہاست بند زلف تو سلطاں ست رائے تو
ہر مرغ در جہاں کہ پر و بال می زند | در دام خال تست بطیراں ہوائے تو
من در ہوائے عشق تو خون جگر خورم | دل را بیار داد او قرباں برائے تو
جاناں خیال روئے تو خال جگر شدہ | من در خیال روئے تو گرداں برائے تو
ترک خیال روئے تو ملک دلم گرفت | بر ملک دل نشست سلیماں راے تو
نقش خیال روئے تو خال جگر شدہ | خال خیال بر دل حیراں برائے تو
آں نازنین حسن تو مارا ہمی شناخت | عقل و دلم بگرد اسیران رائے تو
حسن و جمال روئے تو دل بردز احمدی | اے یار دلفریب کہ جانہاست جائے تو
در حسن تو رفتند بسے جان حسنہا | زاں حسن کہ بر جعد تو پیداست شکنہا
کس نیست کہ در حسن تو حیران و غمیں نیست | اے وائے کہ در حسن تو پنداست فتنہا

اللہ ترا باش و کرم ہیچ مبادا | دیگر چہ بود زیں دگرم ہیچ مبادا
گر یک نظر دوست بماست چو مشاہم | دیگر چہ بود زیں دگرم ہیچ مبادا
آنجا کہ توئی مطلب مطلوب تو ماباش | دیگر چہ بود زیں دگرم ہیچ مبادا
در شور عشق جاناں غمہائے ہر دو عالم | دردے ست درد مارا در جام سر عالم
درشوق دوست یارب جاں برکنم بہردم | تا جان جاں نیابم باجان و دل بنالم
از جان و دل گزشتم بر سر جاں برفتم | دیدیم سر حق را حق ست جملہ عالم

لیلۃ اسریٰ کہ ز معراج اوست | نور خداوند جہاں تاج اوست
کنت نبیا کہ علم بر کشید | آدم و من دون فرو در کشید
رفت با قصیٰ وز اقصیٰ برفت | نور جہاں جملہ ز اقصیٰ برفت
رفت بجائے کہ دوئی دور بود | دیدہ خدا را نہ خدا دور بود
در صف میدان تو چوں تا ختم | گر ز عدم تارک سر یافتم
عقل و دل سر خفی و روح را | حاشیہ کو ے تو پے کرد پا
بے سر و بے پا بہ درت گشتہ ایم | ماکہ تہی دست بتو بردہ ایم

Marfat.com

چارۂ من ساز زمن در گذر　　در خم چوگان تو داریم سر
باد صبا را بہ چمن باز کن　　بوئے گل بستہ مرا باز کن

ہندی زبان بلکہ پوربی میں بھی آپ علیہ الرحمہ کے شبد، دوہے وغیرہ دستیاب ہیں۔ ڈاکٹر عبدالحق بابائے اردو اور حافظ محمد شیرانی وغیرہ نے اس قسم کا آپ کا پوربی و ہندی کلام اپنی تحقیقات میں پیش کیا ہے جس سے اردو زبان کی نشوونما میں بعض دوسرے اہم صوفیائے کرام کی طرف آپ کے بھی متعدد حصہ کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً:

صدق رہبر، صبر توشہ، دشت منزل، دل رفیق　　مست نگری، دھرم راجا، جوگ مارگ

یعنی سلوک کی راہ میں سچائی رہنما، صبر زادِ سفر، لامکاں منزل، دل رفیق سفر حقیقت شہر، مذہب اس کا حکمراں اور راستہ اس کا جوگ (اخلاص) ہیں۔

یہ جگ ناہیں باج پی بوجھ برہم گیانی　　سوپانی۔ سو بلبلا سوئی سر درجان
ایکی اوہو، ایکی ماس، ایکی سردر ایکی ہانس
گرمکھ بوجھ برہم گیان تین ترلوک ایک کے جان

دھن کارن پی آپ سنوارا　　بن دھن کنت کنھارا
شہ کھیلے دھن باہیں ایواں　　باس پھول منھ اچھے جیواں
کیوں نہ کھیلوں تج سگ تیا　　مجھ کارن تیں ایتا کیتا
الکھ داس آکھے سن ہوئی　　سوی پاک ارتھ پہن ہوئی

ہندی و پوربی دوہروں (دوہوں) میں آپ کا تخلص 'الکھ داس' ملتا ہے۔

Marfat.com

تاریخ تصوف میں حضرت
شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمہ کے گہرے نقوش

از: حضرت علامہ ومولانا ڈاکٹر نوشاد عالم چشتی علیگڑھ
naushadchishti@yahoo.com

برصغیر کے دنیائے تصوف میں حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔حضرت شیخ کا تعلق چشتی سلسلے کے صابری شاخ سے ہےلیکن حضرت کی مقبولیت تصوف کے دیگر سلاسل میں ایسے ہی ہے جیسے خود چشتی سلسلے میں واحد بخش سیال رحمانی مرآۃالاسرار کے مقدمے میں حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات کے متعلق لکھتے ہیں:

''یاد رہے کہ شاہ عبدالقدوس گنگوہی سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے نامور مشائخ میں سے ہیں آپ کی عظمت کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ آپ کو لا تعداد سلاسل سے روحانی فیضان حاصل تھا اور آپ کی بدولت یہ سارے سلاسل آج تک جاری ہیں۔ یہاں تک کہ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے والد ماجد حضرت شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ بھی حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فخریہ کہا کرتے تھے کہ مجھے پہلی خلافت سلسلہ عالیہ چشتیہ میں ملی ہے۔ (۱)

حضرت شیخ کا تذکرہ مندرجہ ذیل کتب میں پایا جاتا ہے:

۱۔ اخبارالاخیار از شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی
۲۔ اقوال سلف حصہ دوم از مولانا محمد قمر الزماں الہ آبادی
۳۔ بزم صوفیاء از سید صباح الدین عبدالرحمن
۴۔ تاریخ مشائخ چشت از پروفیسر خلیق احمد نظامی
۵۔ سفینۃ الاولیاء از شہزادہ داراشکوہ
۶۔ قصر عارفاں اردو ترجمہ از شیخ محمد احمد علی چشتی حیدرآبادی
۷۔ لطائف قدوسی از مولانا رکن الدین ابن شیخ عبدالقدوس گنگوہی
۸۔ مرآۃالاسرار از حضرت عبدالرحمن چشتی

Marfat.com

مذکورہ بالا کتب میں سے ''لطائف قدوسی'' کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہ کتاب بذات خود حضرت شیخ کے صاحبزادے نے شیخ کے تذکرے میں لکھی ہے۔ اس کتاب میں حضرت شیخ کا تذکرہ صاحب کتاب نے ۱۱۲ لطائف کے تحت کیا ہے۔ ان لطائف میں شیخ کے مقام روحانیت کے مختلف گوشوں کا ذکر ہے۔ لطائف کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ روحانیت کے کن کن عظیم مراحل کو اپنے شیخ حضرت شیخ العالم کی توجہ وعنایت سے طے کیا تھا۔ حضرت شیخ گنگوہی نے برصغیر کے تاریخ تصوف میں کتنے گہرے نقوش چھوڑے ہیں اس کا اندازہ آپ کی ذات کے مختلف پہلوؤں پر تحریر شدہ ان کتب کے مطالعے سے ہوتا ہے۔ بزم صوفیا کے مصنف حضرت سید صباح الدین عبدالرحمن صاحب کا کہنا ہے کہ خود حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمہ نے ''انوارالعیون'' نامی کتاب جو تصنیف فرمائی اور اس میں انہیں جو مقام روحانیت حاصل تھی اس کا تفصیلی ذکر کیا ہے جو لائق مطالعہ ہے۔ سید صباح الدین صاحب نے بزم صوفیہ میں انوارالعیون سے جو اقتباسات پیش کئے ہیں قارئین ملاحظہ کریں سید صباح الدین صاحب لکھتے ہیں کہ انوارالعیون میں شیخ عبدالقدوس گنگوہی فرماتے ہیں کہ:

''اس فقیر کو ارادت واجازت پہلے عالم معاملہ میں حضرت شیخ العالم سے درست ہوگئی۔ اس کے بعد حضرت کے پوتے شیخ الوقت حضرت شیخ محمد مدظلہ واعلیٰ قدرہ کے ہاتھوں پر بیعت کی اور اجازت کے شرف سے مشرف ہوا۔ حضرت شیخ العالم نے کئی مرتبہ عالم معاملہ میں اس فقیر پر لطف وکرم فرمایا اور ہاتھ پکڑ کر بڑے لطف وکرم سے ارشاد فرمایا کہ میں نے تجھ کو خدا تک پہنچا دیا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ اس فقیر کو حضرت شیخ العالم کے ساتھ اس قدر معاملات پیش آئے کہ حد شمار سے باہر ہیں کوئی وقت ایسا نہیں ہوتا تھا کہ اس سے غفلت ہوتی ہو اور یہ واقعات حضرت کی وفات کے چالیس سال بعد پیش آئے اس سے پہلے کیا کچھ نہ رہا ہوگا۔۔۔۔ حضرت شیخ العالم کی ولایت بدرجہ کمال ہے اور قیامت تک ایسے ہی رہے گی۔ اگر تم کو اس میں شک ہو تو صدق و اخلاص اختیار کرو و لیس الخبر کالمعاینہ۔''(۲)

انوارالعیون کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

''فقیر حقیر خادم فقراء اللہ ومفتقر رجا اللہ عبدالقدوس بن اسمٰعیل حنفی غزنوی خاکروب خانقاہ قطب الاقطاب تاج الاولیا، ہادی الاصفیا، سلطان العارفین برہان الواصلین حضرت شیخ العالم شیخ احمد عبدالحق ردولوی صاحب توشہ قدس سرہ العزیز کہتا ہے کہ جب میں نے مدتوں آں حضرت کی متبرک خانقاہ اور پاک روضہ میں جو اپنے تقدس کے اعتبار سے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ اور مسرت بہ انبساط کے گلشنوں میں سے ایک گلشن ہے شدید مجاہدوں اور لمبی لمبی ریاضتوں سے اپنے کو گھلا کر زار ونزار کر دیا۔ بھوک پیاس کی شدت برداشت کی تا آں کہ درج معیت محویت کے مقام پر پہنچ گیا اور بلبل جان بوستان قلب میں بے خود ہو کر چہچہانے لگی اور دوست کے ہمراز ودم ساز بن گئی اور یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰی لَھَا کی حالت طاری ہوئی۔''(۳)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار میں ''انوارالعیون'' کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آپ شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ احمد عبدالحق کے مرید تھے آپ عالم باعمل صاحب ذوق وحال اور وجد وسماع کے رسیا

Marfat.com

تھے۔آپ نے اگرچہ ظاہری بیعت شیخ محمد سے کی تھی لیکن دل سے شیخ احمد عبدالحق کے معتقد اور عاشق تھے اور انہیں کی روحانیت سے مستفید ہوئے تھے۔آپ کی ایک کتاب بنام 'انوار العیون' ہے جس کے اندر ساتِ فن بیان کئے ہیں۔"(۴)

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی نے دنیائے تاریخ تصوف میں کتنا گہرا نقوش چھوڑا ہے اسے جاننے کے لئے شہزادہ داراشکوہ کا تحریر کردہ سفینۃ الاولیا سے یہ جملہ ملاحظہ کریں داراشکوہ نے لکھا:

"آپ حضرت امام اعظم کی نسل سے ہیں شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ احمد عبدالحق کے مریدین میں آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ظاہری و باطنی علوم پر بہت گہری نظر رکھتے تھے وجد و سماع کی محفلوں میں شریک ہوتے تھے۔حضرت شیخ احمد عبدالحق سے روحانی رابطہ رکھتے تھے۔"(۵)

حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی کی ذات گرامی اور ان کی شان جلالت علمی کے حوالے سے ان کے عہد کا تذکرہ کرتے ہوئے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب لکھتے ہیں:

"اسی صدی میں حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی (م ۹۴۴ھ) کا آفتاب ارشاد نصف نہار پر پہنچا اور ان سے سلسلہ چشتیہ صابریہ کو نئی تازگی اور طاقت حاصل ہوئی۔وہ وحدۃ الوجود کے اسرار برملا زبان سے کہتے اور اس کے داعی تھے۔"(۶)

اس اقتباس سے قطب عالم کے فیضان کا جو اندازہ ہو رہا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی صاحب تصانیف بزرگ گزرے ہیں کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری کے مطابق حضرت قطب عالم کی تصانیف حسب ذیل ہیں:

۱۔ شرح عوارف المعارف	۲۔ حاشیہ فصوص الحکم
۳۔ رسالہ قدوسیہ	۴۔ غرائب الفوائد
۵۔ رشد نامہ	۶۔ مظہر عجائب
۷۔ مکتوبات قدوسیہ	۸۔ انوار العیون(۷)

آپ کی ایک اور تصنیف "نور المعانی" شرح قصیدہ امالی کا ذکر صاحب لطائف قدوسی نے کیا ہے۔(۸)

گزشتہ صفحات میں انوار العیون کے کچھ اقتباسات ہم ملاحظہ کر چکے ہیں اب آئیے آپ کی ایک اور کتاب مکتوبات قدوسیہ پر نظر ڈالتے ہیں۔مکتوبات قدوسیہ آپ کے مکتوبات کا مجموعہ ہے جو کل ۱۹۳ مکتوبات پر مشتمل ہے مکتوبات قدوسیہ کا اردو ترجمہ کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری نے رجب ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء میں بزم اتحاد المسلمین لاہور، پاکستان سے شائع کیا۔جو میرے پیش نظر ہے۔مکتوبات کے ہر ایک مکتوب کی اہمیت اپنی جگہ پر مسلم ہے۔ہر مکتوب میں حقائق و معارف کا سمندر جاری ہے جو تشنہ لبوں کو سیراب کرتا ہوا نظر آرہا ہے۔یہ مکتوبات مختلف اشخاص و احباب کے نام مرقوم ہیں جس میں اپنے موضوع یا عنوانات پر آپ نے سیر حاصل بحث کی ہے۔مکتوب نمبر ۱۱ جو ابراہیم خاں سروانی کو قطب عالم نے دنیا کو مناسب اور غیر مناسب کاموں پر صرف کرنے کے بیان میں لکھا ہے بہت دل کش اور پر زور انداز استدلال میں لکھا ہے ملاحظہ کریں مکتوب:

Marfat.com

حق حق حق

دعائے مستجاب جناب عالی مآب، خان اعظم، خاقان معظم سند عالی ابراہیم خاں از داعی کافۂ اہل اسلام، خادم درویشاں بلکہ خاک پائے ایشاں عبدالقدوس اسماعیل الحنفی۔

خلاصۂ احوال آں کہ ہر حال میں حمد خدا ہے۔ للہ الحمد دائماً مقصود یہ دنیا دار فنا ہے اور پر عیب و پر بلا ہے اہل سعادت کے لئے دنیا کی خوبی اور حسن یہ ہے کہ یہ مزرعہ اخرت یعنی آخرت کی کھیتی ہے اور اہل شقاوت کے لئے یہ اس لئے پر خطر اور پر عیب ہے کہ یہ گمراہی اور بدبختی کا گڑھا ہے۔ پس جو شخص اسے فسق و فجور کے کاموں میں صرف کرتا ہے یہ بدبختی اور شقاوت کے گڑھے میں گر کر تباہ ہو جاتا ہے اور جو شخص اسے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق نیکی کے کاموں میں خرچ کرتا ہے یعنی غریبوں کی دستگیری، مسکینوں کی دل جوئی، کمزوروں کی امداد اور علماء و مشائخ کی خدمت میں وہ دولت ابدی اور سعادت سرمدی حاصل کرتا ہے۔

سبحان اللہ جس نے اس کمند پر ہاتھ مارا مقامات اعلیٰ علیین تک پہنچا اور جو گان ہمت کے ذریعے گوئے سبقت اور سعادت لے کر میدان فنا سے میدان بقا میں پہنچ گیا اور ہزار ہا شادیوں اور کامرانیوں سے سرفراز ہوا۔ عاقبت محمود باد بحرمت النبی وآلہ الامجاد۔ (۹)

اس مکتوب میں شیخ قطب عالم نے دنیا کیوں اہل سعادت کے لئے احسن ہے اور اہل شقاوت کے لئے پر خطر اور گمراہی کا گڑھا ہے اس موضوع پر بہت شاندار اسلوب اور دل کش طرز استدلال سے گفتگو کی ہے۔ قطب عالم نے اہل سعادت کو اس مکتوب میں مندرجہ ذیل امور کی انجام دہی کے لئے متوجہ و راغب کیا ہے:

۱۔ غریبوں کی دستگیری
۲۔ مسکینوں کی دل جوئی
۳۔ کمزوروں کی امداد
۴۔ علماء و مشائخ کی خدمت

قطب عالم نے جن امور کی انجام دہی کے لئے اہل سعادت کو ترغیب و توجہ دلائی ہے قرآن و احادیث میں بھی اس کار خیر کے انجام دہی کے لئے بار بار اہل سعادت سے مطالبہ کیا گیا ہے۔

قطب عالم کے مختلف تصنیفات، مکتوبات و ملفوظات کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ پروردگار عالم نے حضرت شیخ کو بڑی جامع شخصیت عطا کی تھی اس حوالے سے کپتان واحد بخش سیال مکتوبات قدوسیہ کے مقدمے میں "حضرت شیخ کی جامعیت" کے عنوان سے لکھتے ہیں:

Marfat.com

''قطب العالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے انتہائی بلند مراتب کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ کو سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے علاوہ چشتیہ نظامیہ سلسلہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ سہروردیہ وغیرہ میں بھی خرقہائے خلافت حاصل تھے۔ اس وجہ سے آپ کے بعد آنے والے مشائخ چشتیہ صابریہ میں یہ تمام نسبتیں موجود ہیں ان سلاسل کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ سلسلہ چشتیہ نظامیہ صابریہ
۲۔ سلسلہ چشتیہ نظامیہ افلحیہ
۳۔ سلسلہ نظامیہ گیسودرازیہ
۴۔ سلسلہ نظامیہ قدوسیہ
۵۔ سلسلہ عالیہ کبرویہ
۶۔ سلسلہ قادریہ قدوسیہ
۷۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ قدوسیہ
۸۔ سلسلہ سہروردیہ قدوسیہ
۹۔ سلسلہ مداریہ قلندریہ (۱۰)

مندرجہ بالا سلاسل تصوف میں آپ کا فیضان پہنچا اور سالکان طریقت نے ان سلاسل سے وابستہ ہو کر نہ صرف خود فیضیاب ہوئے بلکہ ایک زمانے کو سیراب و فیضیاب آج تک کر رہے ہیں۔ قطب عالم کی ذات فیضان الٰہی کی حصول یابی کے لئے ایک ایسا بحر ہے جس سے ہم جیسے تشنگان علوم و معرفت ہمیشہ فیضیاب ہوتے رہیں گے۔ آپ کا فیضان نظر جس کسی پہ بھی پڑ او ہ فیضیاب ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ بافیض و صاحب تصرف شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کی توجہ اور فیضان سے نہ جانے کتنے لوگ دائرے اسلام میں داخل ہوئے۔ متعدد واقعات آپ کے تذکرے میں ملتے ہیں۔

حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے توجہ و تصرف سے ایک جوگی اور اس کے چیلوں کے ایمان لانے کے متعلق ایک بڑا دلچسپ واقعہ کپتان واحد بخش سیال نے مکتوبات قدوسیہ کے مقدمے میں لکھا ہے:

آپ کے تصرف سے جوگی اور سات سو چیلوں کا قبول اسلام:

صاحب اقتباس الانوار لکھتے ہیں:

جس مقام پر حضرت اقدس کا اب مزار ہے وہاں ایک جوگی رہتا تھا جب آپ شاہ آباد سے گنگوہ تشریف لائے تو ایک دن اس طرف تشریف لے گئے جہاں جوگی رہتا تھا۔ چونکہ وہ جگہ دلکش اور پسندیدہ تھی۔ آپ اندر چلے گئے جہاں گرو کے تقریباً سات سو چیلے بیٹھے تھے۔ آپ نے پوچھا تمہارا گرو کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا ایک سال ہوا وہ جہاں ہم بیٹھے ہیں اس کے نیچے ایک حجرہ میں حبس دم کر رہا ہے اور حجرہ کا دروازہ اینٹوں سے چن دیا ہے۔ صرف ایک چھوٹا سا سوراخ ہے جہاں سے ہم جھانک کر اس کا درشن کر لیتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت اقدس نے اس سوراخ کے پاس جا کر دیکھا جوگی اپنے فکر میں غرق ہے۔ آپ نے مراقبہ ذات احدیت کیا اور لطیف ہو کر اس سوراخ سے جوگی کے گوپھے میں داخل ہو گئے۔ جوگی نے کہا تم کون ہو؟ اور کس طرح اندر داخل ہوئے ہو؟ آپ نے فرمایا میں بندۂ خدا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہاں پہنچا ہوں۔ جوگی جان گیا کہ کوئی مرد صاحب کمال ہے۔ اس کے بعد حضرت اقدس نے پوچھا تم نے کہاں تک رسائی حاصل کر لی ہے؟ اس نے کہا اگر چاہوں تو فوراً پانی بن سکتا ہوں یہ کہہ کر وہ پانی بن گیا۔ حضرت شیخ نے اس پانی میں رومال تر کر کے رکھ لیا۔ اس کے بعد وہ (جوگی) پہلے کی طرح (پانی سے) آدمی بن کر بیٹھ گیا۔

آپ نے فرمایا اب میں پانی بنتا ہوں۔ میں نے تیرے پانی سے رومال تر کر کے رکھ دیا ہے تم بھی میرے پانی سے رومال تر کر کے رکھ لینا تا کہ خدا کی قدرت تجھ پر ظاہر ہو جائے۔ یہ کہہ کر آپ پانی بن گئے اور جوگی نے رومال تر کر کے رکھ دیا جب آپ دوبارہ اپنی صورت میں آئے تو جوگی سے کہا اب دونوں رومال سونگھو۔ جب جوگی نے اپنے پانی والا رومال سونگھا تو اس سے سخت بدبو محسوس ہوئی۔ لیکن جب حضرت شیخ کے پانی والا رومال سونگھا تو اس سے ایسی خوشبو محسوس ہوئی جیسے عطر یا عنبر ہے۔ جوگی نے یہ دیکھ کر کہا: میں بھی اپنے فن میں کمال رکھتا ہوں اور آپ بھی صاحب کمال ہیں، پھر یہ فرق کیوں؟ آپ نے فرمایا یہ فرق اس وجہ سے ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور تم مسلمان نہیں ہو۔ جوگی نے کہا مجھے بھی اسلام سے روشناس کریں تا کہ میں بھی آپ کی طرح ہو جاؤں۔ چنانچہ حضرت اقدس نے اسے اسلام سے روشناس کرایا وہ مسلمان ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت اقدس جوگی کو ایسی سوراخ سے اپنے ہمراہ باہر لائے اور اس کے تمام چیلے بھی مشرف بہ اسلام ہوئے اور سب نے حضرت اقدس سے بیعت کی۔ آپ نے اس جوگی کو تربیت دے کر تھوڑے عرصے میں مرتبہ کمال پر پہنچا دیا اور ایک علاقے کی ولایت اس کے سپرد فرمائی۔ نیز تمام چیلوں کی تربیت کا کام بھی اس کے سپرد کیا۔ (۱۱)

قطب عالم کے تذکرے میں آپ کے صاحبزادے کی تصنیف لطائف قدوسی جو ایک بہت مشہور و معروف کتاب ہے اس میں صاحب لطائف نے ۱۱۲ لطائف بیان کیا ہے۔ ان لطائف کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ تصوف و سلوک و معرفت میں آپ کس عظیم مقام پر فائز تھے وہ ہم اور دیگر زاہدان خشک کے تصور سے باہر ہے۔ سلوک و معرفت کے نہایت عظیم مقام پر فائز ہونے کے باوجود اتباع شریعت کی سختی سے پابندی فرماتے تھے۔ صاحب لطائف نے اتباع شریعت کا حکم کے عنوان سے لطیفہ نمبر ۲۸ میں لکھا کہ:

''حضرت قطبی فرمایا کرتے تھے کہ ابتدائے حال ہم نے اپنے باطن کے معاملے میں خواب میں دیکھا کہ حضرت جبرئیل آئے اور ایک کتاب ہمارے سامنے رکھ دی۔ ہم دل میں سوچ رہے تھے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام کا کسی کے پاس آنا درست نہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شیطان ہو ہمیں دھوکہ دے رہا ہو۔ اسی اثنا میں ہم نے دیکھا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں اور حضرت جبرئیل سے ہم کلام ہیں۔ اسی حالت میں ہمارے دل میں اس خدشہ کا جواب بھی آ گیا کہ شیطان کا یہ مجال نہیں جو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہمکلام ہو اس وقت ہم

Marfat.com

نے یہ بھی دیکھا کہ رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور جبرئیل علیہ السلام دونوں روانہ ہو گئے۔
ہم نے رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دامن پکڑ لیا اور عرض کیا کہ جبرئیل علیہ السلام نے ہمیں ایک کتاب دی ہے کیا کریں' حضرت نے فرمایا' وہ کتاب میری مطابعت ہے اس کو خود پر لازم رکھو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ۔(۱۲)

صاحب لطائف قدوسی اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ:

''اس کی تاثیر اس طرح ظاہر ہوئی کہ حضرت قطبی شرع محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں اتباع سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سختی سے قائم رہے اور ظاہر و باطن میں ذرہ برابر کمی بیشی نہ کرتے تھے نہ اپنے لئے جائز سمجھتے نہ دوسروں کیلئے۔ اگر کسی سے تجاوز شرعی ہو جاتا تو اس سے سخت بے زاری کا اظہار فرماتے اور اس کو اپنے قریب بھی نہ آنے دیتے تھے۔ گو کہ حضرت قطبی سب جماعتوں اور گروہ کے اشخاص سے ملتے تھے مگر مخالف دین کی کسی بات سے ہرگز متاثر نہ ہوتے تھے البتہ دوسروں کو حضرت قطبی کی صحبت کے اثر سے صراط مستقیم اختیار کرنے کی توفیق ہو جاتی تھی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ۔ حمدًا۔(۱۳)

قطب عالم عظیم تصوفانہ مقامات پر فائز تھے مگر اس کے باوجود شریعت کی پاسداری کا بہت خیال رکھتے تھے۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے:

''اسلام وایمان کے بغیر صدور خوارق اور ورود اسرار گمراہی ہے''۔(۱۴)

مذکورہ بالا ارشاد لطیفہ نمبر ۲۹ کا عنوان ہے جس کی تفصیل لطائف قدوسی سے دیکھی جا سکتی ہے۔ قطب عالم کو سجادہ نشین باجازت روح مبارک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عطا کی گئی۔ لطیفہ نمبر ۳۴ میں اس کی تفصیل یوں بیان کی گئی ہے:

''حضرت قطبی نے پختہ ارادہ کیا ہوا تھا کہ عمر خلق سے دور کوہ و بیابان میں گذاریں گے۔ لیکن ان مشائخ عظام نے جو اس وقت حیات تھے خلافت عطا کیئے اور کوشش کی کہ مسند خلافت پر بیٹھیں اور خلق سے بیعت لیں پھر ارواح حضرت شیخ العالم شیخ احمد عبدالحق حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء حضرت شیخ المشائخ فریدالدین مسعود اور دوسرے مشائخ کی ارواح تشریف لائیں اور کوشش کی کہ پیروں کی مسند ہدایت و رشد پر بیٹھیں اور بیعت کریں۔ اس کے بعد رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک نے سجادہ نشین اور بیعت کی اجازت عطا فرمائی۔ اس پر حضرت قطبی مجبور ہو گئے اور سجادہ نشینی اختیار کی اور سلسلہ بیعت جاری کیا۔ الحمد للہ علی ذالك ھاں السعید من سعد فی بطن امہ۔(۱۵)

قطب عالم بے مثال تقوی وطہارت اور مجاہدہ وریاضت کے حامل تھے۔ لطیفہ نمبر ۲۰ میں صاحب لطائف قدوسی نے لکھا ہے:

''حضرت قطبی نے اس درجہ ریاضت ومجاہدہ کیا تھا کہ ضبط تحریر میں لانا مشکل ہے اور اس پر یقین کرنا بھی محال ہے۔ آپ کا حجرہ بکثرت سانپ، چوہے، چیونٹیوں اور حشرات الارض کا مسکن تھا اور اکثر سانپ رینگتے ہوئے نظر آتے تھے لیکن کوئی گزند نہیں پہنچاتے تھے۔
حضرت اپنی عبادت میں کوئی تخفیف نہیں کرتے تھے۔ نہ نماز روزوں میں نہ ذکر و زہد وتقویٰ میں حد درجہ توکل تھا۔
ابتدائے حال میں ہر قسم کی عبادت کو انتہا تک پہنچا دیا تھا۔ تقوی کا یہ عالم تھا کہ بازار کے عام قصابوں کا ذبیحہ نہیں کھاتے تھے۔ شبہ کی وجہ سے اس کے استعمال سے پرہیز کرتے تھے۔

Marfat.com

ایک قصاب کے مرید ہو جانے کے بعد جب اس نے نہ صرف یہ کہ احکام ذبح سیکھ لئے بلکہ ان پر عامل بھی ہو گیا تب کبھی کبھی اس قصاب کے یہاں کا گوشت کھا لیا کرتے تھے۔ آپ چاہ سے بھی پرہیز کرتے تھے۔ آبادی سے دور ایک بڑا حوض تھا اس کا پانی استعمال کرتے تھے۔ اسی طرح ہر لقمۂ خوراک اور کپڑے کے استعمال میں بھی بہت محتاط تھے۔ اخر میں بے بندگان خدا اور ان کی دینداری پر۔''(۱۶)

قطب عالم نہ صرف تصنیف و تالیف کا ہی شوق رکھتے تھے بلکہ حقائق و معارف سے لبریز فارسی میں منظوم کلام بھی ارشاد فرماتے تھے۔ آپ کے عارفانہ کلام سے رہتی دنیا تک استفادہ کا سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔ آپ کی یہ مشہور فارسی غزل تو محفل سماع کی جان ہے:

آستیں بر رخ کشیدہ ہم چو مکار آمدی | باخودی خود در تماشا سوئے بازار آمدی
در بہاراں گل شدی در صحن گل زار آمدی | بعد ازاں بلبل شدی با نالہ زار آمدی
شور منصور از کجا و دار منصور از کجا خود زدی | بانگ اناالحق خود سر دار آمدی
خویشتن را جلوہ کردی اندریں آئینہ ہا | آئینہ اسمے نہادی خود باظہار آمدی
گفت قدوسے فقیرے در فناء و در بقا | خود بخود آزاد بودی کو دگرفتار آمدی(۱۷)

قطب عالم نے مذکورہ غزل میں جس واردات قلبی اور اسرار و رموز کا اظہار کیا ہے اس سے آپ کے روحانی مقامات کی بلندیوں کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ آپ کے کلام نے ایک زمانے پر اثر چھوڑا۔ عصر حاضر کے معروف و مشہور مفکر شاعر مشرق علامہ اقبال لیکچر سیریز کے پانچویں خطبے میں ''اسلامی ثقافت کی روح'' کے عنوان سے قطب عالم کے ایک شعر کو اپنا موضوع سخن بناتے ہوئے لکھتے ہیں:

محمد عربی برفلک الافلاک رفت و باز آمد | واللہ اگر من رفتمے ہرگز باز نباید مے

یہ مشہور صوفی بزرگ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے الفاظ ہیں جن کی نظیر تصوف کے سارے ذخیرۂ ادب میں مشکل ہی سے ملے گی۔ شیخ موصوف کے اس جملے سے ہم اس فرق کا ادراک نہایت خوبی سے کر لیتے ہیں جو شعور ولایت اور شعور نبوت میں پایا جاتا ہے۔ صوفی نہیں چاہتا واردات اتحاد میں اسے جو لذت اور سکون حاصل ہوتا ہے اسے چھوڑ کر واپس آتے لیکن اگر آتے بھی جب کہ اس کا آنا ضروری ہے تو اس سے نوع انسانی کے لئے کوئی خاص نتیجہ مرتب نہیں ہوتا۔ برعکس اس کے نبی کی باز آمد تخلیقی ہوتی ہے وہ ان واردات سے واپس آتا ہے تو اس لئے کہ زمانے کی رو میں داخل ہو جائے اور پھر ان قوتوں کے غلبہ و تصرف سے جو عالم تاریخ کی صورت گر ہیں مقاصد کی ایک نئی دنیا پیدا کرے۔(۱۸)

ملاحظہ کریں کہ قطب عالم کے ایک شعر سے شاعر مشرق علامہ اقبال نے شعور ولایت اور شعور نبوت میں بنیادی فرق کا جو تفہیمی ادراک سے قوم و ملت کو آگاہ کیا ہے وہ کتنا جامع ہے۔ مفکر اسلام شاعر مشرق علامہ اقبال کے اس تجزیاتی تعبیر و تشریح سے قطب عالم جو تاریخ تصوف میں گہرے نقوش چھوڑے ہیں اس کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱- مرآۃ الاسرار اردو واحد بخش سیال چشتی مترجم اشاعت ۱۹۹۳ ناشر ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ص ۲۳-۲۲۔
۲- بزم صوفیہ، سید صباح الدین عبدالرحمن، اشاعت ناشر دارالمصنفین اعظم گڑھ، ص: ۶۲۶۔
۳- نفس مصدر، ص ۶۲۷۔
۴- اخبار الاخیار، اردو، مولانا محمد سبحان مترجم، اگست ۲۰۰۴ ناشر اکرم بک سیلر لاہور ص ۴۵۔
۵- سفینۃ الاولیاء اردو محمد وارث کامل مترجم، ناشر صابری بک ڈپو، دیوبند ص ۱۲۷-۱۲۶۔
۶- تاریخ دعوت وعزیمت، مولانا ابوالحسن علی ندوی، اشاعت اگست ۲۰۰۵ ناشر مجلس تحقیقات نشریات اسلام لکھنؤ، ۴۲-۴۱
۷- مکتوبات قدوسیہ اردو مترجم واحد بخش سیال چشتی صابری اشاعت ۱۹۹۱ ناشر بزم اتحاد المسلمین لاہور، ص ۵۳-۵۲
۸- لطائف قدوسی اردو مترجم احسان احمد صابری، اشاعت اگست ۲۰۰۱ ناشر ادارہ اشاعت دینیات چمن گنج کانپور ص ۲۸۱
۹- مکتوبات قدوسیہ، ص: ۷۷
۱۰- مکتوبات قدوسیہ، ص ۳۶ تا ۴۰
۱۱- مکتوبات قدوسیہ، ص ۳۴ تا ۳۶
۱۲- لطائف قدوسی، ص ۱۸۰-۱۷۹
۱۳- نفس مصدر، ص:- ۱۸۱۱۸۰
۱۴- نفس مصدر، ص ۱۸۱
۱۵- نفس مصدر، ص ۲۰۸
۱۶- نفس مصدر، ص ۱۶۷-۱۶۶
۱۷- مکتوبات قدوسیہ، ص ۵۳
۱۸- تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ اردو مترجم سید نذیر نیازی، اشاعت ۱۹۹۲، ناشر اسلامک بک سنٹر دہلی، ص ۲۱۵۔

Marfat.com

پاسبان شریعت وطریقت
حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمہ

از مولانا ڈاکٹر محمد عباس (حیدر چشتی)
پی ایچ ڈی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

جب کوئی رجل عظیم روحانی اس عالم گیتی پر جنم لیتا ہے تو اس کی پیدائش سے قبل ہی اس کی آمد اور اس کی عظمت کے چرچے ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور جب وہ دنیا میں جیتا ہے بستا ہے تو اس کی عظمت کی تابانی میں زبردست اضافہ ہوتا رہتا ہے حتی کہ انتقال و وصال کے بعد اس کی تابندگی انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔

یہ آفتاب روحانی اپنے تینوں ادوار یعنی ولادت سے قبل اور حیات و وصال کے بعد ماہیت ولایت میں یکساں ہوتے ہیں یعنی منجانب اللہ سلامتی ان کے ساتھ ہمیشہ وابستہ رہتی ہے جیسا کہ حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے متعلق سورہ مریم کی آیت نمبر ۱۵ اور ۳۲ میں اس کا ثبوت ہے یعنی:

وَالسَّلاَمُ عَلَیَّ یومَ وُلِدْتُ و یومَ اموتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیاً۔ (۱)

(حضرت عیسیٰ نے فرمایا) اور وہی سلامتی مجھ پر ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں انتقال کروں گا اور جس دن میں زندہ کیا جاؤں گا)

اس قبیل سے میں نے یہ بات اس لئے عرض کی کیونکہ زمین پر انبیاء کرام کے وارث اولیاء ہوتے ہیں علامہ غلام جیلانی میرٹھی نے نزھۃ القاری شرح بخاری کے مقدمہ میں تحریر فرمایا ہے کہ ہر ولی پر کسی نہ کسی نبی کا قدم ہوتا ہے۔ (۲)

ظاہر ہے جس نبی کا قدم ولی پر ہوگا اس ولی سے ویسے ہی اوصاف و مراتب کا ظہور ہوگا جیسا کہ اس نبی کا ہے اور ویسے ہی اس سے فیض جاری ہوگا اس کی وضاحت ابن حبان کی حدیث سے یوں ملتی ہے:

لن یخلوا الارض مثل ثلاثین ابراھیم بھا تُغاثون و بھا ترزقون و بھا تمطرون (۳)

یعنی ایسے تیس اشخاص سے یہ زمین کبھی خالی نہیں رہے گی خوبو میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ہونگے انہیں کے صدقے دعا قبول کی جائے گی اور انہیں کی وجہ سے روزی دی جائے گی اور انہیں کے طفیل بارش ہوگی۔

واضح ہو کہ سیدالانبیاء حضور سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فیضان تمام انبیاء اولیا ملائکہ اور خلقت پر انہیں کے کرم سے الحمد للہ اس سلسلۂ پاک یعنی سلسلۂ چشتیہ میں عہد تبع تابعین سے لیکر اب تک باکمال اور قوی تر بزرگ پیدا

Marfat.com

ہوتے چلے آرہے ہیں خاص طور پر برصغیر ہندوپاک وافغانستان کے گاؤں گاؤں قصبہ قصبہ اور چھوٹے بڑے ہر شہر میں کوئی نہ کوئی ایسی درگاہ ضرور ہوتی ہے جس میں خلائق کا ہجوم بہت زیادہ ہوتا ہے اکثر ایسی درگاہیں چشتی ہی ہوتی ہیں اور عوام کے دلوں پر عقیدت کا غلبہ انہیں کا رہتا ہے۔ یوں تو ہر سلسلہ پاک ومطہر ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی جناب میں محبوب ومقبول ہے اور سبھی سلاسل میں ایک سے ایک باکمال بزرگ موجود ہیں لیکن ہماری گفتگو کا موضوع سلسلۂ چشتیہ کے حوالہ سے حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی ہیں۔

اس عظیم سلسلہ کا عروج وعظمت اور غلبہ کسی پروپیگنڈہ یا حکومتوں کی پشت پناہی سے نہیں بلکہ من جانب اللہ ہے اس حقیقت سے کون انکار کرسکتا ہے کہ ہندوستان کی تاریخ میں اگر حکومت کے ارکان و بادشاہوں امیروں کے لئے خانقاہ کے دروازے بند تھے تو وہ یہی باخدا مردانِ چشتیہ تھے۔

جہاں یہ سلسلہ طریقت میں اعلیٰ معیار اور ارفع شان رکھتا ہے وہیں شریعت میں بھی غالب حیثیت کا حامل ہے۔ اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ اس سلسلہ میں حضرت شیخ عبدالواحد اور حضرت ابراہیم بن ادھم بلخی بادشاہ امام اعظم ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں اور سلسلہ اکثر بزرگ حنفی ہیں۔

پاسبانِ شریعت حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمہ والرضوان کی ذات مقدس اس کی سراپا مثال ہے کہ آپ جہاں طریقتاً چشتی ہیں وہیں مسلکاً بھی حنفی ہیں (۴) اور نسباً بھی حنفی ہیں یعنی آپ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کی اولاد ہیں۔ آپ کے دادا حضرت مخدوم صفی الدین حنفی چشتی امام ابوحنیفہ ثانی کے لقب سے مشہور تھے۔ (۵)

حضرت شیخ صفی الدین بہت باکمال بزرگ تھے آپ سلسلۂ نظامیہ چشتیہ میں حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کے مرید تھے۔ (۶)

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی فرماتے تھے کہ میں نے اگر کسی کو فنون غرائب وشیونِ عجائب میں آراستہ و پیراستہ دیکھا ہے تو وہ برادرم شیخ صفی الدین ہیں۔ (۷)

حضرت خضر کی بشارت پر حضرت شیخ صفی الدین مرید ہونے کے لئے بے صبری سے انتظار کر رہے تھے کہ حضرت مخدوم اشرف سمنانی ردولی تشریف لائے واضح ہو کہ اس وقت تک آفتاب ولایت شیخ العالم حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالحق ردولی میں تشریف نہیں لائے تھے۔

صاحب مرآۃ الاسرار نے لکھا ہے کہ حضرت مخدوم سمنانی نے شیخ صفی الدین کو خلافت نوازا اور ساتھ ہی فرمایا کہ میں نے حق تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ تمہاری اولاد سے علم نہ جائے حضرت مخدوم سمنانی نے چالیس روز تک ردولی میں قیام فرمایا اس وقت حضرت مخدوم عبدالقدوس گنگوہی کے والد شیخ اسماعیل جب حضرت شیخ العالم ردولی میں تشریف لائے اور آپ کی علوم مرتبت کا شہرہ شرق سے غرب تک ہوا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مرید ہونے کی خواہش ظاہر کی آپ کی نگاہِ کیمیا ساز نے شیخ اسماعیل کو دیکھ کر ارشاد فرمایا:

Marfat.com

شیخ صفی الدین کی تربیت تمہارے لئے کافی ہے لیکن تمہاری پشت سے ایک فرزند سعید ازلی وجود میں آئے گا اور ہماری دولت اس کو ملے گی۔(۸)

ولادت:

چنانچہ ۸۶۱ھ میں حضرت مخدوم شیخ عبدالقدوس گنگوہی قصبہ ردولی میں پیدا ہوئے۔(۹)

تعلیم:

تعلیم کا آغاز آپ نے کیا کیونکہ آپ کا خاندان علوم طریقت وشریعت میں اعلیٰ مقام رکھتا تھا جیسا کہ سطور بالا سے ظاہر ہے لیکن ابھی آپ کافیہ تک ہی پہنچے تھے اور روزانہ حضرت مخدوم شیخ العالم کے روضہ کی جاروب کشی کیا کرتے تھے کہ حضرت شیخ العالم مخدوم ردولوی کے باطنی تصرف نے آپ پہ آگاہی دی کہ مزار سے حق حق حق کی آوازیں آنے لگیں اور آپ پر کیفیت طاری ہوئی اور آپ کو نعمت ازلی روحانی اور علم لدنی عطا کیا گیا اور حکم دیا کہ العلم حجاب الاکبر سے تختۂ دل کو سیاہ مت کرو بلکہ مشغولی حق میں منہمک ہو جاؤ۔

بزم صوفیہ کے مصنف نے انوار العیون کے حوالہ سے یہ بات نقل کی ہے کہ حضرت مخدوم عبدالقدوس گنگوہی لکھتے ہیں کہ انہوں نے کسی کے سامنے زانوئے ادب تہہ نہیں کیا تھا اور نہ ہی تعلیم حاصل کی تھی لیکن پیر دستگیر حضرت شیخ العالم قدس سرہٗ کے فیضانِ علم سے ایسے بہرہ ور ہو گئے تھے کہ علماء وقت اپنی مشکلات ان سے حل کرتے تھے اور وہ جو کچھ کہتے تھے کتاب اللہ اور سنتِ رسول کے سوا نہ ہوتا تھا اور بڑے بڑے علماء ان کے کمالات کے معترف تھے۔(۱۰)

لطائف قدوسی میں "اما بعلم لدنی، فیض ... چنداں استعداد بود کہ در ہر علمے بحثہا غریب کردند"(۱۱)

بیشک آپ کو علم لدنی ... حیدہ مسائل قرآن وحدیث کی روشنی میں ثابت کر دیتے تھے مسئلہ وحدۃ الوجود

جو علماء وصوفیاء ... رہا آپ وحدۃ الوجود کے قائل تھے اور اپنے مسلک کو شیخ اکبر محی الدین

... ابت کرتے تھے آپ کے نظریہ کا غالباً ماحصل یہ تھا کہ "چونکہ اس مسئلہ کا

... اسی طرح سے ہے جس طرح ذاتِ باری یعنی اس کی جلوہ گری ہے

صدقے دعا ... نظر ہوشیار

... کردگار

واضح ہو کہ سید الانبیاء ... تو اس کی ذات محدود ہو جاتی ہے اور یہ ممکن نہیں

انہیں کے کرم سے الحمد للہ اس سلسلہ ...

Marfat.com

تصنیفات:

۱۔ آپ نے عوارف المعارف کی شرح لکھی۔
۲۔ فصوص الحکم پر حاشیہ تیار کیا تھا۔
۳۔ رسالہ قدسیہ۔
۴۔ رسالہ غریب الفوائد۔
۵۔ رشدنامہ۔
۶۔ مظہر العجائب۔
۷۔ انوار العیون فی اسرار المکنون۔
۸۔ آپ کا فارسی دیوان بھی ہے تخلص قدوس فرماتے تھے عنقریب یہ دیوان پاکستان سے چھپنے والا تھا اب چھپ گیا ہوگا۔
۹۔ مکتوبات قدوسیہ۔ الفیصل بک اردو بازار پاکستان نے شائع کیا اس میں آپ کے ۱۹۳ مکتوب ہیں جو ۸۰۷ صفحات پر مشتمل ہیں۔[۱۲]

شریعت پر عمل:

آپ شریعت پر سخت کاربند تھے چنانچہ شیخ رکن الدین نے رشد نامہ کے حاشیہ میں لکھا ہے ''حضرت ایشاں چناں در شرع محمدی و در عقیدۂ اہل سنت و جماعت راسخ القدم بودند کہ ذرہ از شرح تجاوز نبوذ''[۱۳]

آپ بے نمازی قصاب کے ہاتھ کا ذبیحہ نہیں کھاتے تھے نیز مشکوک طعام ولباس سے اجتناب کرتے تھے غسل اور وضو کے لئے کنوئیں کا پانی استعمال نہیں کرتے تھے بلکہ شہر سے دور ایک تالاب کا پانی استعمال فرماتے تھے۔[۱۴]

شرعی اصلاح فرماتے:

عوام الناس مریدین ومتوصلین سب کی اصلاح پر آپ خاص توجہ فرماتے تھے اس سلسلہ میں بہت سے خطوط مکتوبات قدوسی میں ملتے ہیں۔ خواص خاں، ہیبت خاں شیروانی ابراہیم خاں شیروانی تردی بیگ وغیرہ کے نام مکتوبات میں بہت اہم ہیں۔[۱۵]

آپ کے سات فرزند تھے اپنے فرزندوں کو بھی آپ نے شریعت وطریقت کا علمبردار بنایا۔

محدث دہلوی شیخ عبدالحق اخبار الاخیار میں فرماتے ہیں آپ کے بڑے بیٹے شیخ حمید الدین پر جذب کی کیفیت طاری رہتی تھی اور شیخ رکن الدین آپ کے نقش قدم پر چلے۔[۱۶]

مجاہدات:

آپ نے ایسے ایسے مجاہدات فرمائے کہ جنہیں سن کر حیرت ہوتی ہے چالیس برس تک آپ نے نماز معکوس جو چشتیوں میں ادا کی یعنی عشاء کے بعد الٹے لٹک جاتے اور تہجد کے وقت تک نیچے اترتے۔ صوم وصال رکھتے۔ ہر رات چار سو رکعت نفل ادا

Marfat.com

کرتے اور قرآن کی تلاوت میں خود کو دن میں مشغول رکھتے۔

جو چشتیہ کا خاص شغل ہے:

موسم سرما میں برف باری ہوتی تو سردی کی وجہ سے آپ کے پاؤں پھٹ جاتے اور ٹانگوں میں ورم آجاتا تھا ایسی حالت میں آگ تاپنے کی خواہش ہوتی تو آپ اپنے نفس کو مخاطب کر کے فرماتے اتنی رکعتیں پوری کر کے تیری خواہش پوری کروں گا۔(۱۷)

آپ نے بے پناہ مجاہدات میں خود کو مشغول رکھا جبکہ آپ کی فطرت سلیمہ بچپن ہی سے پاک و مطہر تھی چنانچہ آپ بچپن میں جب مسجد میں تشریف لے جاتے تو تمام نمازیوں کے جوتے سیدھے کرتے تا کہ نمازی آسانی سے جوتا پہن سکیں نیز آپ اول وقت مسجد میں پہنچ جاتے تھے پھر آپ نو وارد نمازی کو اپنی جگہ دیتے اور پیچھے ہٹتے جاتے تھے حتیٰ کہ آخری صف میں پہنچ جاتے۔

شیخ العالم کی ذات گرامی قدم قدم پر آپ کی رہنمائی فرماتی رہی حتیٰ کہ تہجد کے وقت آپ کو جگا دیتے ظاہر ہے شیخ العالم جیسا نیر ولایت طریقت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر کرم فرمائی کو موجود ہو تو علوم ظاہری و باطنی تشنگی کے باقی رہنے کا سوال ہی نہیں ہوتا۔

صاحب مرأۃ الاسرار نے رسالہ قدوسی کے حوالہ سے یہ بات بڑے وثوق کے ساتھ نقل کی ہے کہ ایک روز حضرت عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمہ کے دل میں یہ خیال گذرا کہ ظاہری طور پر کسی زندہ بزرگ سے بیعت کرنا چاہئے اسی وقت حضرت شیخ العالم قدس سرہٗ نے قبر سے مجسم نکل کر فرمایا کہ اب تک تمہارے دل میں یہ شک ہے کہ ہم مردہ ہیں تم ہمارے ہو کسی اور جگہ جانے کی ضرورت نہیں۔(۱۸)

کسی نے سچ کہا ہے:

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق   ثبت است برجریدۂ عالم دوام ما

پھر اس کے بعد حضرت مخدوم ردولوی نے آپ پر اپنے پوتے حضرت شیخ محمد کے کمالات معنوی مکشوف فرمائے آپ ان سے بیعت ہو گئے اور خرقہ خلافت سے نوازے گئے پھر حضرت شیخ العالم کے باطنی اجازت سے شیخ محمد نے اپنی بہن کا نکاح آپ سے کیا لیکن حضرت عبدالقدوس کا یہ مجاہدہ اور بے نفسی تھی کہ کبھی اپنے آپ کو داماد کی طرح پیش نہیں کیا بلکہ خانقاہ اور گھر کی جو خدمات پہلے سے کرتے آرہے تھے مثلاً جاروب کشی آستانہ گھر کے تمام افراد کے کپڑے دھونا جنگل سے ایندھن جمع کرنا پانی نکالنا وغیرہ(۱۹) جب سلوک کے تمام منازل طے کر لئے۔

تفویض ولایت:

تو باطن میں حضرت شیخ العالم نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے تم کو (شمال پہاڑی) بالادست کی ولایت دی ہے چنانچہ ۸۹۶ھ میں آپ سلطان بہلول لودھی کے عہد میں عمر خاں کاشی جو بادشاہ کے امراء میں سے تھے کی درخواست پر شاہ آباد منتقل ہو گئے اور مع اہل و عیال، کے برسوں وہیں مقیم رہے یعنی ۹۳۲ھ بادشاہ ظہیر الدین کے ہندوستان کے حملہ کے بعد ہی آپ یہاں

Marfat.com

سے گنگوہ تشریف لے گئے۔

مورخ پروفیسر خلیق احمد نظامی کے مطابق:

آپ بڑے نامساعد حالات میں اسلام و شریعت محمد و طریقت کی خدمت انجام دی حالات بڑے ہوش ربا تھے سیاسی فضا غیر یقینی تھی مستحکم مرکزی نظام ختم ہو رہا تھا حالات کی ابتری کا اندازہ اس بات سے لگانا چاہئے جو پروفیسر رشبورک ولیم کے حوالے سے لکھا ہے کہ اگر بابر ہندوستان نہ آتا تو تو راجپوت اپنا اقتدار ضرور قائم کر لیتے۔(۲۰)

اصلاح:

آپ جب تک شاہ آباد میں رہے یعنی ۳۷ سال تک تقریباً پورا علاقہ آپ کے فیضان سے مالامال ہوتا رہا آپ نے اپنے بزرگوں کی روش کو برقرار رکھتے ہوئے بادشاہوں اور امراء سے دوری رکھی۔ لطائف قدوسی میں ہے داروغہ ردولی آیا تھا تو آپ ویرانے کی طرف چلے گئے تھے لیکن ان کی اصلاح کرنے میں آپ کو کوئی پرہیز نہیں تھا چنانچہ آپ نے سکندر لودھی بادشاہ دہلی کو علماء و ائمہ کی تیمارداری پر خاص توجہ دلائی اور جب بابر بادشاہ ہوا اور اس نے شاہ آباد کے افغانوں کو ویران کیا تو آپ نے اس کو بھی خط لکھا۔(۲۱)

سماع و کیفیت:

آپ صاحب سماع تھے اور آپ پر وجدانی کیفیت کا غلبہ ہوتا تھا اور جب آپ پر کیفیت طاری ہوتی تھی تو بڑے بڑے اقوال معارف آپ سے صادر ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ دہلی میں آپ محفل سماع میں شریک تھے کہ آپ پر کیفیت طاری ہوئی تو حالت وجد میں کھڑے ہو کر کلمات فرمانے لگے منصور کو نادانوں نے قتل کیا اس محفل میں علماء بھی شریک تھے ان میں سے ایک نے حضرت منصور کے زمانے کے بڑے عالم کا نام لیا اور آپ سے کہا کہ کیا وہ بھی نادان تھے آپ نے اسی حالت میں اور اسی طرح فرمایا کہ میں اسی کو کہتا ہوں سب خاموش ہو گئے۔(۲۲)

آپ کی ذات گرامی پر حضور حافظ بخاری خواجہ سید عبدالصمد چشتی علیہ الرحمہ کا وہ قول صادق آتا ہے سالک کا ظاہر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح ہو اور باطن منصور کی طرح ہونا چاہئے۔(۲۳)

بیشک حضرت عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمہ کی ذات والا صفات سے ظاہر میں شریعت پر امام اعظم ابوحنیفہ کی طرح تھی اور باطن میں حضرت منصور کی طرح۔

وصال:

آخر عمر میں آپ پر بھی حضرت شیخ العالم کی طرح سکر کا غلبہ رہتا تھا خادم جب بلند آواز سے حق حق حق کہتا تو آپ عالم صحو میں آتے اور نماز ادا کرتے۔ گنگوہ شریف میں ہی آپ کا ۹۴۵ھ مطابق ۱۵۳۷ء میں وصال ہوا۔(۲۴)

Marfat.com

اس آفتاب ولایت رشد و ہدایت کی تابانی اب بھی ہے اور ہمیشہ رہے گی آپ کی ذات گرامی پاسبانِ شریعت وطریقت ہے بلکہ اپنے زمانہ میں تصوف او چشتیہ سلسلہ کی پاسبانی کی آبیاری کی و آپ کے خلفاء کے ذریعہ ہمیشہ جاری رہے گا۔

خلفاء:

آپ کے خلفاء کی تعداد کئی ہزار ہے صاحب مرأۃ الاسرار صاحب اقتباس الانوار کے حوالے سے گلزار صابری میں ہے مشاہیر خلفا کی فہرست کچھ اس طرح ہے:

۱۔ حضرت شیخ رکن الدین آپ کے صاحبزادے
۲۔ حضرت شیخ عبدالغفور اعظم پوری
۳۔ حضرت بندگی شیخ خاں خانپوری
۴۔ حضرت شیخ عبدالعزیز کیرانوی
۵۔ حضرت شیخ عبدالستار سہارنپوری
۶۔ حضرت میر سید رفیع الدین اکبرآبادی
۷۔ حضرت شیخ عبدالرحمن
۸۔ حضرت شاہ جلال الدین تھانیسری علیہم الرضوان

مصادر و مراجع

۱۔ قرآن، سورۃ مریم، آیت نمبر ۳۲
۲۔ بشیر القاری شرح بخاری (دیباچہ)
۳۔ ابن حبان بحوالہ نزہۃ القاری
۴۔ صفینۃ الاولیاء، مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۶۱ء
۵۔ مرأۃ الاسرار ص: ۶۲۵
۶۔ ایضاً
۷۔ مرأۃ الاسرار ص: ۶۲۵
۸۔ گلزار صابری ص ۶۹۵ مطبوعہ پاکستان مرأۃ الاسرار ج دوم اردو ص: ۶۲۶
۹۔ صفینۃ الاولیاء، گلزار صابری، مرأۃ الاسرار وغیرہ

Marfat.com

۱۰۔ بزم صوفیہ، ص:۶۲۹ مطبوعہ دارالمصنفین اعظم گڑھ ۱۹۷۱ء
۱۱۔ لطائف قدوسی فارسی، ص:۸ نسخہ مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی
۱۲۔ گلزار صابری، ص:۶۹۹
۱۳۔ تاریخ مشائخ چشت جلد اول، ص ۲۷۵
۱۴۔ ایضاً ص:۶۹۷
۱۵۔ تاریخ مشائخ چشت، ج:۱ص:۲۷۵
۱۶۔ اخبار الاخیار، ص:۲۱۶
۱۷۔ گلزار صابری، ص:۶۹۸
۱۸۔ مرآۃ الاسرار، ص:۶۳۰
۱۹۔ مرآۃ الاسرار، ص:۶۳۰
۲۰۔ تاریخ مشائخ چشت، ج:۱ص:۲۷۳
۲۱۔ ایضاً
۲۲۔ گلزار صابری، ص:۶۹۹
۲۳۔ ملفوظ مصابیح القلوب، ص:۱۰۹
۲۴۔

Marfat.com

مخمس بر غزل قطب عالم عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیّد معین الدین شاہ خاموش دکنی رحمۃ اللہ علیہ

مرید و خلیفہ حضرت حافظ سیّد موسیٰ مانک پوری رحمۃ اللہ علیہ

وحدت الوجود

گرچہ بیرنگی بصد رنگے پدیدار آمدی — گہ بشکل رند عریاں مست و سرشار آمدی

گاہ گشتی شیخ در دلق و دستار آمدی — آستیں بر رو کشیدہ ہمچو مکار آمدی

باخودی خودِ در تماشا سوے بازار آمدی

صورتِ شیریں شدی باشکل دلدار آمدی — صورتِ فرہاد گشتی خود بکہسار آمدی

عاشقِ زار آمدی خود یار غمخوار آمدی — در بہاراں گل شدی در صحنِ گلزار آمدی

بعد ازاں بلبل شدی با نالہ و زار آمدی

طالب اعجاز خود گشتی شدی خود معجزا — خود عصا گشتی بدستِ موسیٰ بخشدی عصا

نور[1] بر کہ طور گشتی خود شدی حیرت : — شتن را جلوہ کردی اندریں آئینہ ہا

آمدی

؛ — تا گفتی و گفتی انا الحق ناروا

کجا و دارِ منصورِ از کجا

و اسرارِ خدا

رفنا و دربقا

۵۔ مر

۶۔ ایضاً

۷۔ مرآۃ الاسرار ص: ۲۵،

۸۔ گلزار صابری ص ۶۹۵ مطبوعہ پاس

۹۔ صفینۃ الاولیاء، گلزار صابری، مرآۃ الاسرار وغیرہ

بدر آباد دکن)

Marfat.com

اغلاط نامہ

ص	س	غلط	صحیح
۴	۴	سعود	مسعود
۱۳	۱	برما	گرما
۱۵	۱۳	خانوہ	خانوادہ
//	۲۲	فوات	وفات
۱۷	۵	شرط	شرف
۲۱	۱۴	دنیا	دینا
۲۲	۲۴	اللہ تعالیٰ جن	اللہ تعالیٰ نے جن
۲۳	۶	حق تعالیٰ سے	حق تعالیٰ سے رہا
۳۳	۱۴	حامل ہے	حامل ہیں
//	۱۵	بالقابل	بالمقابل
۴۱	۲۵	فائض	فائز
۴۲	۱۱	گنگوہی والد ماجد	گنگوہی کے والد ماجد
۴۳	۵	عاف	عارف
۵۱	۱	ہوری	سدھوری
//	۸	ہیں	ہے
۵۲	۵	وحدت الوجود موقف	وحدت الوجود کے موقف
//	۲۰	قطب عالم اپنے	قطب عالم نے اپنے
۶۲	۷	مسئلہ شرعیہ جو	مسئلہ شرعیہ سے جو
۷۶	۱۰	میرے	میری
۷۸	۵	شیر شاہ سور	شیر شاہ سوری
۹۸	۴	کے	کی
۱۰۷	۱۰	سلسلہ	سلسلہ کے
۱۱۲	۱۸-۲۳	صفینۃ	سفینۃ

Marfat.com

لطائف قدوسی

ملفوظات قطب عالم

حضرت شیخ مظہر الدین عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

جامع

حضرت شیخ مولانا رکن الدین

ابن حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

احسان احمد صابری

خلیفۂ حضرت شاہ قریش احمد صابری نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

مناقب الحبیب

احوال وآثار

حضرت سلطان الہند غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

تصنیف

حضرت خواجہ حاجی محمد نجم الدین سلیمانی

ترجمہ

مولانا محمد رمضان فاروقی چشتی

ترتیب

پیر غلام جیلانی نجمی سلیمانی

انوار العاشقین

(تذکرہ مشائخ چشتیہ صابریہ)

تصنیف

حضرت مولانا مشتاق احمد انبٹھوی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تقریظ

حضرت شاہ علی اکبر نظام الدین حسینی صابری

Marfat.com

دارالاسلام کی شائع کردہ تراثِ علمیہ

1- کتاب التوحید: امام اہل سنت سیدنا امام ابو منصور محمد ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ
2- دیوان فضل الحق الخیر آبادی، تحقیق: د. سلمہ فردوس سہول /د. خالق داد ملک
3- تحقیق و تفہیم (مجموعہ مقالات): مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
4- اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد: مولانا نقی علی خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، تحقیق: مفتی محمد اسلم رضا میمن شیوانی
5- تین تاریخی بحثیں مع مکالمہ کاظمی و مودودی: مولانا ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی
6- تذکرہ مشائخ مجددیہ افغانستان: پروفیسر حسن بیگ مجددی، ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
7- رسائل مولانا خیر الدین دہلوی (والد ابوالکلام آزاد)، مرتب: محمد رضاء الحسن قادری
8- الروض المجود (وحدۃ الوجود): علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ، مترجم: حکیم سید محمود احمد برکاتی
9- حدیث افتراقِ امت تحقیقی مطالعہ کی روشنی میں: مولانا اسید الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ
10- مولودِ کعبہ کون؟: مولانا قاری محمد لقمان قادری
11- من ھو معاویہ؟: مولانا قاری محمد لقمان قادری
12- حق و باطل کا فیصلہ (فیصل التفرقۃ بین الاسلام والزندقۃ): امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ، مترجم: مفتی دلشاد احمد قادری
13- عرفانِ مذہب و مسلک: یٰسین اختر مصباحی
14- توثیق صاحبین: فیصل خان
15- شرح الحواشی الزاہدیہ علیٰ ملا جلال: علامہ عبدالحق خیر آبادی
16- تحفہ سلیمانی (حاشیہ بر تکملہ ملا عبدالغفور): علامہ حافظ غلام محمود پپلانوی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ
17- میر ایساغوجی: اثیر الدین ابہری و میر سید شریف جرجانی، محشی: محمد بن غلام محمد و مفتی محمد عبداللہ ٹونکی
18- شرح المرقاۃ: علامہ عبدالحق خیر آبادی مع: رسالۃ فی الوجود الرابطی: حکیم سید برکات احمد ٹونکی
19- تحریر اقلیدس: خواجہ نصیر الدین طوسی، محشی: میرزا اسمٰعیل طبیب طہرانی
20- الثورۃ الھندیۃ: علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ، تحقیق: ڈاکٹر قمر النسا
21- البوارق المحمدیہ مع احقاق الحق: مولانا شاہ فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
22- فیضیہ (فن مناظرہ): مولانا فیض الحسن سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ
23- نورِ ایمان (دیوان): مولانا محمد عبدالسمیع بیدلؔ رام پوری رحمۃ اللہ علیہ
24- مجلہ "حجۃ الاسلام"، لاہور/ علامہ اشرف سیالوی نمبر

Marfat.com

Marfat.com

شجرۂ طریقت حضرت قطب العالم رحمہ اللہ

[حضرت عبد القدوس گنگوہی رحمہ اللہ برصغیر کے اکابر صوفیہ میں سے ہیں- آپ امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی اولاد سے ہیں- آپ کے والد کا نام شیخ اسماعیل اور دادا کا نام شیخ صفی اللہ ہے- شیخ صفی اللہ رحمہ اللہ، حضرت سید محمد اشرف سمنانی رحمہ اللہ کے مرید تھے- حضرت عبد القدوس گنگوہی رحمہ اللہ کو کئی سلاسل میں اجازت تھی، لیکن آپ کی خصوصی نسبت خاندانِ چشتیہ صابریہ سے ہے:-]

حضرت قطب العالم عبد القدوس گنگوہی رحمہ اللہ (۹۴۵ھ)

معشوقِ ربانی شیخ محمد عارف فاروقی ردولوی رحمہ اللہ (۸۹۸ھ)

حضرت مخدوم شیخ عارف احمد فاروقی ردولوی رحمہ اللہ (۸۵۹ھ)

شیخ العالم حضرت شیخ احمد عبد الحق ردولوی رحمہ اللہ (۸۳۷ھ)

حضرت شیخ جلال الدین عثمانی کبیر الاولیا پانی پتی رحمہ اللہ (۷۶۵ھ)

حضرت خواجہ سید شمس الدین ترک پانی پتی رحمہ اللہ (۷۱۵ھ)

حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کلیری رحمہ اللہ (۶۹۰ھ)

زہد الانبیا حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمہ اللہ (۶۶۴ھ)

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ (۶۳۴ھ)

خواجہ خواجگاں حضرت سید معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ (۶۳۳ھ)

دارالاسلام جامع مسجد و محلہ مولانا روتی. اندرون بھاٹی گیٹ. لاہور. پنجاب . پاکستان
0321 9425765 darulislam21@yahoo.com

Marfat.com

شجرۂ طریقت حضرت قطب العالم رحمۃ اللہ

[حضرت عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ برصغیر کے اکابر صوفیہ میں سے ہیں۔ آپ امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کے والد کا نام شیخ اسماعیل اور دادا کا نام شیخ صفی اللہ ہے۔ شیخ صفی اللہ رحمۃ اللہ، حضرت سید محمد اشرف سمنانی رحمۃ اللہ کے مرید تھے۔ حضرت عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ کو کئی سلاسل میں اجازت تھی، لیکن آپ کی خصوصی نسبت خاندانِ چشتیہ صابریہ سے ہے:-]

حضرت قطب العالم عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ (۹۴۵ھ)

معشوقِ ربانی شیخ محمد عارف فاروقی ردولوی رحمۃ اللہ (۸۹۸ھ)

حضرت مخدوم شیخ عارف احمد فاروقی ردولوی رحمۃ اللہ (۸۵۹ھ)

شیخ العالم حضرت شیخ احمد عبد الحق ردولوی رحمۃ اللہ (۸۳۷ھ)

حضرت شیخ جلال الدین عثمانی کبیر الاولیا پانی پتی رحمۃ اللہ (۷۶۵ھ)

حضرت خواجہ سید شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ (۷۱۵ھ)

حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ (۶۹۰ھ)

زہد الانبیا حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ (۶۶۴ھ)

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ (۶۳۴ھ)

خواجہ خواجگان حضرت سید معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ (۶۳۳ھ)

دارالاسلام جامع مسجد و محلہ مولانا روڈ، اندرون بھاٹی گیٹ، لاہور، پنجاب، پاکستان
0321 9425765 darulislam21@yahoo.com

Marfat.com